قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

سیرتِ فخر العارفین

حصہ دوم

جس میں بدر الملۃ والدین سیدنا و مولانا و مرشدنا و ملجانا

فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبد الحی رض

اسلام آبادی کے

حالاتِ طیبات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے

مولفہ

حق آگاہ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب قبلہ رح

مرتبہ

حضرت مولانا شاہ عبد القدیر صاحب قبلہ رح

فہرست حصہ دوم

قطعۂ تاریخ

(از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

سیرت العارفینؒ جلد دوم — طبع گشتہ با حسن التکمیل
شاہراہِ سُلوکِ عرفاں را — ایں کتاب است رہ نُما و دلیل
گشت ردِّ تناسخِ رُوحی — ہم بفرمانِ واجب التعمیل
بر فنا در ولادتِ ثانی — ہست ایں نسخہ بے مثال و مثیل
حضرتِ سیّد سکندر شاہ — گشت بس مستحقِ اجرِ جزیل
ساخت توضیح منزلِ مقصود — بہرِ آرام عابدانِ سبیل
فقرِ ناپاک و پاک گشت عیاں — کرد اظہار ہر دو بالتفصیل
کششِ قوّتِ مؤثّر را — کرد تشریح بے نظیر و عدیل

گفت تاریخ طبع اُو کوکبؔ
سیرت عارفین ربِّ جلیل

۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ سیرت حضرت فخرالعارفین قدس سرہ کا دوسرا حصّہ ہے، اس میں آپ کے ملفوظات شریف مع رسالہ ولادتِ معنوی عرف رازفنا اور اُس کی تصریحات و توضیحات، اور پاک (اسلامی فقیری اور ناپاک (غیراسلامی) فقیری کا بیان ہے۔

اور یہ مولائیؒ و مرشدی، قطب زماں، غوثِ دوراں، فخرالعارفین، سیّدالسادات

حضرت مولانا سیّد محمد عبدالحی قبلہ

قدس سرّہ العزیز کے ارشادات سے ہے۔

رسالہ "رازفنا"، آپ کی حیات مبارک میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں شائع ہوچکا ہے چوں کہ اس رسالہ کے مضامین اسلامی اور مکشوفات عالی تمام بندگانِ خدا علی الخصوص اہل اسلام طالبان مولیٰ کی نجات اُخروی اور راہِ نجات رُوحانی کی رہبری کے لئے، ازبس فیض بخش و نفع رساں ہیں اس لئے سب بندگانِ خدا کی بھلائی اور عام خدمت و نفع رسانی کے مقصد صالحہ اور زینتِ خیر کے ساتھ "سیرت فخرالعارفین"، کا یہ حصّہ جداگانہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد "سیرت فخرالعارفینؒ" کا تیسرا حصّہ شائع ہوگا (ہوچکا ہے۔)

اُمید ہے کہ اہل اسلام اس سے خاطرخواہ فائدہ اُٹھائیں گے اور بہت قسموں کے غلط اور غیراسلامی "راستوں"، سے بچ کر، صلاح و فلاحِ دارین سے بہرہ ور ہوں گے۔ و ما ذالک علی اللہ بالعزیز۔

اور اہل اسلام کے علاوہ یہ کتاب دوسرے مذاہب اور دوسرے بندگان خدا کے لئے بھی شمع ہدایت ہے۔ اگر وہ تعصب اور حسد اور غلط فہمی سے بچ کر ٹھنڈے دل سے بہ نگاہ تحقیق دیکھیں اور سمجھیں تو اُنکیں بھی اس میں نجات کی سیدھی راہ نظر آئے گی۔ وعلینا الا البلاغ۔

(حکیم) سکندر شاہ

رجب ۱۳۶۶ھ

بزرگانِ دین کا اَدب و احترام

ہم نے تمام جہانْ کے بزرگوں کا اَدب کیا ہے

ارشاد فخر العارفینؒ

مومنین کے ساتھ حسنِ ظن

اسلامی تعلیم ہر مومن کے ساتھ حسنِ ظن (نیک گمان) رکھنے کی ہے قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ عزوجل تعلیماً ارشاد فرماتا ہے۔

والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم (پ۲۸، ع ۴)

"اور جو سابقین، اولین کے بعد آئے۔ وہ دُعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو، نیز ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں ایسا کر کہ ان کی طرف سے ہمارے دلوں میں بُرائی و بدگمانی نہ آنے پائے۔"

اس آیت شریف کی شرح میں صاحب موضح القرآن فرماتے ہیں:
سب مسلمانوں کو چاہیئے، کہ اگلوں کا حق مانیں اور اُن کے پیچھے چلیں اور اُن سے بیر (کینہ) نہ رکھیں

ارشاد نبویؐ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:
"ایمان والوں کے ساتھ حُسن ظن (اچھا گمان) رکھو۔"

یہ بھی حدیث مقدسہ میں وارد ہوا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب الخ (رواہ البخاری کذافی المشکوٰۃ)

جو میرے ولی سے دشمنی رکھے اس کو (خدا سے) جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ (گویا دشمن ولی کے لیے خدا کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔

کلام الٰہی اور کلام نبویؐ

پس کلام الٰہی اور کلام نبویؐ دونوں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں ادب و تعظیم بزرگان دین کی کتنی اہمیت ہے؟۔ اور یہ کس

قدر ضروری چیز ہے؟

حضرت مولانا رُومؒ

اسی لئے حضرات صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے معتقدین کو بزرگان دین کے ادب و تعظیم کی تعلیم واضح طور پر فرمائی چناں چہ حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ؎

از خُدا خواہیم توفیقِ اَدب — بے ادب محروم گشت از فضلِ رب
بے اَدب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

حضرت سیّدنا و مُرشدنا کا ارشاد

مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رح نے چودھویں صدی ہجری میں اسلامی ادب و تہذیب کا از سرِ نو احیاء فرمایا اور آپ کے نفوسِ قدسیہ سے گُلشن اسلام میں تازہ بہار آئی اور حضرات سلفِ صالحین رح کے بھولے ہوئے سبق یاد آگئے۔

آپ نے اَدب بُزرگان دین کے سلسلہ میں مُریدین و معتقدین کو یہ جامع و مانع اُصول ارشاد و تعلیم فرمایا۔

ہم نے تمام جہان کے بُزرگوں کا اَدب و احترام کیا ہے، تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا!۔

اَدب بدرجہ کمال

خود ذات مبارک و مقدس میں بزرگوں کے اَدب و تعظیم کی رعایت بدرجۂ کمال تھی جس کا تذکرہ ”سیرت فخر العارفین“ حصّہ اول میں شائع ہو چکا ہے اور یہ حقیقت سیرۃ شریف کے ناظرین پر اچھی طرح روشن ہو چکی ہے۔

عالم غیب سے علم ہوا

لیکن جب عالمِ غیب سے منجانب حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ کو تین شخصوں کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم عطا فرمایا گیا ایسے تین اشخاص کا علم کہ جو نظر عوام میں ظاہراً بزرگ اور صاحب کشف و کرامت مگر حقیقتاً اور باطناً گم راہ اور گم راہ کرنے والے تھے اور اس علم کے اظہار اور اعلان پر آپؒ عالم غیب کی طرف سے مامور و محکوم فرمائے گئے تو پھر آپؒ نے بہ تعمیل غیبی احکام، بغرض مفاد و ہدایتِ بندگانِ خُدا اس علم کا اظہار و اعلان ہوشگاف طریقہ سے فرمایا اور ۱۹۱۷ء مطابق ۱۳۳۵ھ میں ایک رسالہ ”سالک کی فنا اور ولادت معنوی“ بنگلہ زبان میں شائع فرمایا۔ پھر ایک سال کے بعد اسی رسالہ کا اُردو ترجمہ ”رازِ فنا“ شائع ہوا

مامورین من اللہ

برادرانِ اسلام! یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ مخلوق میں جب گمراہیاں اور خرابیاں پھیل جاتی تھیں تو ہدایت خلق کے لئے حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے حضرات

انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا تھا اور انھیں گمراہ لوگوں کے حالات کا علم عطا فرماتا تھا۔
اور یہ امرِ طریقت سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ بعض اولیاء اللہ کو حفاظت دین کی خاطر گمراہ لوگوں کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم فرماتا ہے جیسا کہ غوث اعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے ظاہر ہے۔

حضرت غوث اعظمؒ کا ارشاد

حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ نے ارشاد فرمایا:
اللہ عزّوجل کبھی (اپنے کسی) خاص ولی کو اطلاع دیتا ہے (کسی) دوسرے (گمراہ اور گمراہ کرنے والے) کے عیبوں اور اس کے جھوٹے دعوے اور اس کی باطنی برائی پر، اور افعال و اقوال میں اس کے شرک کرنے پر پھر یہ ولی اللہ اپنے پروردگار اور اس کے رسول اور اس کے دین کی وجہ سے اس کذاب مدعی (کی فریب خوردگی اور فریب دہندگی) پر غیرت کرتا ہے اور باطن میں اُس ولی کا غصّہ اور حمیت دینی کا جذبہ سخت و شدید ہوجاتا ہے اور اب اس کا اثر ولی کے ظاہر میں پایا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹے مدعی کے عیوب کا اور احوال صدیقین کے دعوے (کرنے) اور برگزیدگانِ حق کے ساتھ بے اَدبی کرنے کا اور اس (کذاب) کے افعالِ خبیثہ اور بے حیائی کا تذکرہ اُس ولی (حق کی) زبان پر جاری ہوجاتا ہے (اس اعلان حق اور اظہار صداقت کی وجہ سے اس ولی اللہ پر غیبت کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے اللہ کا یہ ولی تو ایک مدعی کے جھوٹ اور افترا پر (حکم خدا سے) طعن کرنے والا ہے۔ تاکہ یہ جھوٹے دعوے کرنے والا (اپنی حقیقت باطنی سے) واقف و آگاہ ہوکر اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اہلِ اسلام (اس کی حقیقت سے واقف ہوجائیں) اور اس کے فتنہ و شر سے بچیں۔
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

(فتوح الغیب مقالہ ۳۰)

یہ وہی سِلسلہ ہے سیّدنا و مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفینؒ نے اپنے زمانے کے تین گمراہوں کے جو حالات مفادِ عامہ کی خاطر ظاہر فرمائے وہ اسی قبیل سے ہیں۔ پس اُمید ہے کہ یہ چیز اہلِ اسلام کے لئے معیار و حق و باطل (کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی) ثابت ہوگی،

اور برادرانِ اسلام! ہدایت اسلام کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر دورِ آخر کے ہر ایک فتنہ و آفت سے اپنے دین و ایمان، دُنیا و آخرت کی پاسبانی و حفاظت کرسکیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز وما علینا الا البلاغ۔

ارشادات سیدنا حضرتؒ فخر العارفینؒ

اس ضروری تشریح و معرفت کے بعد برادرانِ اسلام کے غور و ہدایت کے لئے حضرت مولائی و مرشدی رُوحی فداہٗ کے ارشادات ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو اس بارۂ خاص میں شائع ہوچکے ہیں۔

تین اشخاص کا حال بتایا گیا

فرمایا ۱۶ ربیع الاخریٰ ۱۳۳۵ھ شب جمعہ آج رات کو حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے اول حافظ فیض الرحمٰن پھر مرزا غلام احمد قادیانی، اس کے بعد شاہ احمد اللہ کے حالات کا ہمیں علم دیا۔ حافظ فیض الرحمٰن اور مرزا غُلام احمد دونوں کے حالات ہمیں بالکل کھول کر دکھائے گئے اور بتایا گیا، کہ حافظ فیض الرحمٰن کے جو حالات ہیں بالکل انہیں کے مطابق مرزا غلام احمد کے حالات ہیں۔

ہم نے مستفیض الرحمٰن (ایم، اے، ڈپٹی کلکٹر) اور مولوی شہاب اللہ اور بہت سے عالم و فاضل مریدوں سے کہا کہ اِن (تینوں) کے حالات اس قدر (گھرے اور) پیچیدہ ہیں، کہ یہ باتیں جن کا حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا ہے اگر ہم دو تین مجلسوں میں بیان کریں تو بھی ختم نہیں ہوسکتیں اور نہ یہ باتیں آپ لوگوں کی سمجھ میں بآسانی آسکتی ہیں۔

آج کل ہماری طبیعت خراب ہے اگر خدا کو منظور ہوا تو قصد یہ ہے کہ ان تینوں کے اندرونی حالات میں ہم ایک رسالہ لکھوادیں گے۔ بنگلہ زبان کا لکھنا ہم نہیں جانتے۔ مستفیض الرحمٰن ہمارے سامنے اسے لکھ لیں۔ پھر اس رسالہ کا ترجمہ اُردو انگریزی زبان میں شائع ہو (جو شائع ہوچکا ہے۔)

دو دجال

فرمایا "ہمارے زمانے میں دو دجال ہوئے ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر اور دوسرا پورب سرے پر۔ ان دونوں کے حالات اس قدر (پیچیدہ) اور عقول عامہ سے اتنے بالاتر) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ کوئی نہیں معلوم کرسکتا۔ مگر جسے اللہ بتائے!۔

اے خدا تیری رضا

پھر دُعا فرمائی! "یا اللہ! اگر ان حالات کے ظاہر کرنے میں تیری رضا ہے تب تو ہم ظاہر کریں اور اگر اس میں ہماری خواہش نفسانی ہو تو کام انجام نہ پائے۔

خشیت الٰہی

میرٹھ کے رہنے والے میاں مظاہر الاسلام مرحوم سے ارشاد ہوا — آج کل ہم کسی سے بات چیت نہیں کرتے چپ چاپ بیٹھے سوچتے رہتے ہیں۔

حافظ فیض الرحمان، مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد اللہ کے باطنی حالات یا جب سے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا ہے۔دل میں بہت ڈر ہے کئی روز سے سر میں چکر آنے لگا ہے اور بعض اوقات تو جسم لرزنے لگتا ہے۔ بہت خوف معلوم ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے قہر نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام (کو یہ رُتبہ ملا کہ) فرشتوں نے (تعظیمی) سجدہ کیا۔ مگر آخر میں ان سے لغزش ہوگئی (کہ ممنوع درخت کا پھل کھالیا)

حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت لوگ مقبول ہو کر مردود ہوگئے۔ مگر سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے اور کسی کا (ایسا) قصور معاف نہیں ہوا، ہم (ذاتِ پاک بے نیاز سے) بہت (ہی زیادہ) ڈرنے لگے ہیں۔ کیوں کہ بہت سے مقبول ہو کر (اپنے قصور کی پاداش میں) مردود ہوگئے!"

ایک ملاحظہ جلال و جبروت

پھر فرمایا: "اگر شیر کسی آدمی کو دوسرے آدمی کے سامنے پھاڑ ڈالے، تو اس آدمی کا۔ اور شیر کے غضب ناک حملے کا جب دوسرے آدمی کو خیال آئے گا تو کیا اُسے ڈر نہیں معلوم ہوگا؟ وہ ضرور ڈرے گا!"

حافظ فیض الرحمٰن بہت بڑے درویش تھے مگر حق سُبحانہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے انھیں مار ڈالا جلا دیا، اور مٹی میں گاڑ دیا، یا اللہ رحم فرما، تو محافظِ حقیقی ہے۔

اے خدا! ہماری رُوح تیرے قبضہ میں ہے تو اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھنا۔ ہمارے قبضہ میں نہ کرنا اور اے خدا! اگر تجھے اس کا علم ظاہر کرنا مقصود ہے جو علم کہ تو نے ہمیں دیا ہے تو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور نافرمانوں پر ہمیں فتح دینا! ؟ رَبَّنَا ثَبِّتْ اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ٥

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

الحمدللہ والمنۃ۔ رسالہ

سالک کی فنا اور ولادت معنوی

مولفہ جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمٰن خاں صاحب

ایم، اے، ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا

ترجمہ

رازِ فنا

بماہِ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حَامِداً وَّمُصَلِّیاً

تصوف وہ پاک اور برگزیدہ علم ہے جس کا تعلق رُوحِ انسانی سے ہے مگر اس دورِ ترقی میں جبکہ محسوسات کے پیچھے ایک عالم دوڑ رہا ہے اس مقدس اور اعلیٰ علم کی طرف سے اکثر اصحاب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں وہ ایک محسوس چیز سے جو مادہ کی زیر بار منت اور فنا کی محکوم ہے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن وہ اس عالم سے محض ناآشنا رہتے ہیں جو مادیات سے مبرا ہے اور جس کی آغوش میں بقا و دوام ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ سے خداوند تعالیٰ نے اس دور میں جن مقدس بندوں کو سرفراز فرمایا ہے ان میں سے ایک ممتاز فرد جامع کمالات صوری و معنوی مخدوم الانام سیدنا مولانا عالی جناب حضرت شاہ عبدالحی صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ہیں۔

آپ چاٹگام شریف (مشرقی بنگال) میں عرصہ دراز سے علوم ظاہری و باطنی کا نشر و اعلا فرما رہے ہیں اور آپ کی ذات قدسی صفات سے ہزاروں بندگانِ خُدا کو راہ ہدایت نصیب ہو رہی ہے۔

اس رسالہ میں جسے جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمٰن خاں صاحب ایم۔اے، ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام نے بنگلہ زبان میں مرتب کیا اور جس کا مولوی شہاب اللہ صاحب نے اُردو زبان میں ترجمہ کیا۔ حضرت قبلہ مدظلہم عالی نے طریقت کے بعض دقیق اور مشکل مسائل کو بہت وضاحت کے ساتھ ایسے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ انہیں ہر ایک خواندہ مسلمان سمجھ کر بعض قسم کی گمراہیوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

اس رسالہ میں فنا اور اس کے درجات کو بیان فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان درجات میں سے کتنے درجے دوسرے مذہب کے سالک حاصل کر سکتے ہیں اور کتنے وہ درجات ہیں جو صرف اہل اسلام کے سالکوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس کے بعد ولادت معنوی کا بیان نہایت ہی خوبی کے ساتھ فرمایا گیا ہے جس سے ایک اچھی بصیرت اس رسالہ سے استفادہ کرنے والوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض واقعات سے جن سے اچھے سبق پڑھنے والے حاصل کر سکتے ہیں۔ اصل مضمون کی بہت خوبی کے ساتھ تائید فرمائی گئی ہے۔

اہلِ اسلام سے اُمید ہے کہ اس رسالہ کو دل چسپی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کرکے گمراہی سے بچیں گے وقنا ربنا عن الضلالۃ وارنا طریق الہدایت ٥

محمد اجمل
(حاذق الملک دہلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اما بعد۔ یہ حقیر ناچیز خاک پائے پیرانِ عظام ملتمس ہے کہ جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمن خاں صاحب ایم۔ اے ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا مؤلفہ رسالہ **سالک کی فنا اور ولادت معنوی** جو بزبانِ بنگلہ تھا یہ اُس کا ترجمہ موسومہ رازِ فنا ہے

آستانۂ پاک اعلیٰ حضرت شیخ العالم غوثِ زماں قبلہ عاشقان حضرت سیدنا، مولانا شاہ مخلص الرحمن الملقب شاہ جہاں گیر قدس سرہ العزیز (واقع موضع مرزا کھیل شریف نواح شہر اسلام آباد عرف چاٹگام) کے سجادہ نشین ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مرشدنا و سیدنا و مولانا شاہ محمد عبد الحی روحی فداہ مدظلہ العالی پر اللہ جل شانہ نے محض اپنی رحمت کاملہ سے مقام مجھنڈار ضلع چاٹگام کے مشہور درویش شاہ احمد اللہ صاحب اور اُن کے خلیفہ حافظ فیض الرحمن صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جو حالات مفصلاً ظاہر و منکشف فرمائے وہ اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں یہ باتیں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے ظاہر فرمائیں۔

چونکہ اس زمانہ میں کثیر التعداد بندگانِ خدا انواع و اقسام کے جذبات سے متاثر ہو کر راہ مستقیم سے بھٹک کر گمراہی میں پڑے رہے ہیں۔ مشیت الٰہی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کر دیا جائے۔ حضرت قبلہ روحی فداہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ایسے حالات اور واقعات کو ہم نے نہ کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی سے سُنا اور جو باتیں کہ ہم نے بیان کی ہیں یہ **گویا ایک قطرہ دریا میں سے ہے**۔

یہ مضامین بہت ہی ادق اور دشوار ہیں عام فہم نہیں ہیں مگر جہاں تک ہوسکا آسان

اور واضح عبارت میں بیان کی کوشش کی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس رسالہ کو نہایت غور وخوض کے ساتھ پڑھیں گے، تاکہ شریعت وطریقت محمدی صلعم جو کہ جملہ شریعتوں وطریقتوں کی ناسخ ہے اس کی عظمت وجلالت کو سمجھیں اور راہِ طریقت وشریعت محمدی صلعم جو کہ جملہ شریعتوں اور طریقتوں کی ناسخ ہے اس کی عظمت وجلالت کو سمجھیں اور راہ طریقت کے خطرات سے اپنے کو محفوظ رکھنے اور شاہراہ اسلام پر قائم وثابت قدم رہنے کے لئے اس اسوہ حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جسے خداوند جل وعلا شانہ نے اپنے بندوں کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا اور لغزشوں سے بچ کر فلاح دارین کو پہنچیں ؏

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اے عزیزو! سوا رحمت الٰہی اور تائید مولیٰ کے وسیلہ نجات انسانی علم وفضل وغیرہ کچھ نہیں ہو سکتا، اس کم بضاعت سے اگر غلطی اور فروگزاشت ہوئی ہے تو معزز ناظرین سے امید ہے کہ اس کو نظر انداز فرمائیں گے اور نفسِ مطلب کی تفہیم کے درپے ہوں گے۔

خدا تعالیٰ اس عاجز کو اور جملہ اہل اسلام کو صراط مستقیم کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

شہاب اللہ مترجم (ہیڈ مولوی، چاٹگام)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

رازِ فنا

فنا مسلمانوں کے فقیر، عیسائیوں کے راہب، ہندوؤں کے جوگی اور بودھ مذہب والوں کے بھنگی وغیرہ جتنے سالک ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایک زمانہ دراز تک ریاضت کرنے سے ایک قوۃ مؤثرہ اس طرح کی پیدا ہو جاتی جس سے بے شمار کشف وکرامات اور استدراج کا ان سے ظہور ہوتا ہے اور وہ قوت ان کے مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ مگر سب کو فنا حاصل نہیں ہوتی۔

فنا کے سات درجے ہیں۔ جمادی، نباتی، حیوانی، انسانی، ملکوتی، جبروتی، لاہوتی پہلے چار درجوں کی فنا کو فنائے ناسوتی کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلک کے سالکوں کو فنائے

ناسوتی حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر مؤخر الذکر تین درجوں کی فنا یعنی ملکوتی، جبروتی، لاہوتی۔ پاک سالکوں کے سوا ناپاک سالکوں کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ سالکوں میں جن کو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے اُن کی قوت کسی جمادات میں داخل ہو کر عالمِ غیب میں وہ ایک جمادی صورت بن جاتی ہے اور اس حالت میں قدرے توقف کے بعد فنا ہو کر ایک نباتاتی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح پھر حیوانی شکل میں منتقل ہوتی ہے اور وہی طبیعت حاصل کر لیتی ہے۔ اس شکل میں حیوانات کی طرح سانس اور جان وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس سے انسانی شکل میں تشکل ہو کر انسانی حواس اور طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور وہ عالمِ غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

چونکہ آخری تین قسموں کی فنا کا بیان یہاں ضروری نہیں ہے اس لئے اس کی تشریح نہیں کی گئی۔

ولادت معنوی

کسی اہل تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی قوتِ موثرہ سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہو جائے تو اس کی ولادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔ مردہ اور زندہ دونوں کی قوت سے ولادتِ معنوی کا یکساں ظہور ہوتا ہے۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ اگر زندہ سے ولادت ہے تو جب تک والدِ معنوی زندہ رہے گا اُس وقت تک مولود میں اس کی تاثیر یا علامت پائی نہیں جائے گی۔ اگر مردہ سے ہے تو مولود اپنے والد معنوی سے پوری طاقت فوراً حاصل کر لیتا ہے اور ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ اس کے تمام آثار اور علامات مولود میں ظاہر ہوتے ہیں۔

تناسخ اور ولادت میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقولِ حکماء ایک کی عین رُوح دوسرے میں داخل ہوتی ہے اور ولادتِ معنوی میں ایک کی قوتِ موثرہ سے دوسرے میں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عینِ رُوح نہیں جاتی اور وہ رُوح کی صفت ہے) اسی طریق سے ضلع چاٹگام مقام جھنڈار کے شاہ احمد اللہ صاحب فنا حاصل کرتے ہوئے درجۂ حیوانی میں داخل ہوئے اور ترقی کر کے ایک قوی ہیکل شیر ببر کی طبیعت اور صورت سے متشکل ہو گئے تھے مگر اسی درجہ میں رہ گئے ترقی نہ کر سکے اور وہیں اُن کا مقام ہو گیا اور عالمِ غیب میں ان کا نام بادشاہ ہو گیا۔ کثرت سے موکلین کی جمعیت ان کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی۔ شریعت کے احکام، نماز و روزہ وغیرہ ان سے چھٹ گئے، کیونکہ حیوانات پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

شاہ صاحب کی حینِ حیات میں اُن کی قوتِ موثرہ سے ان کے بھتیجے مولوی امین الحق کے دل میں ولادتِ معنوی شیر کے بچے کی صُورت میں ہوگئی تھی۔ مگر چوں کہ شاہ صاحب خود بقید حیات تھے، مولوی مذکور سے ولادت معنوی کی کسی تاثیر اور علامت کا ظہور نہ ہوسکا جیسے کہ بادشاہ کی حیات میں شاہزادہ ولی عہد کے شاہی اختیارات کا ظہور اور نفاذ نہیں ہوسکتا۔ پھر قضائے الٰہی سے شاہ صاحب کی حیات ہی میں مولوی امین الحق کا انتقال ہوگیا۔

شاہ صاحب کے زمانہ انتقال سے ایک مدّت کے بعد پھر اُن کی اس قوتِ مؤثرہ سے حافظ فیض الرحمٰن صاحب کے دل میں ولادت معنوی ہوئی۔ وراثتاً ولادت کے ساتھ حافظ صاحب نے شاہ صاحب کے کل اختیارات شاہی حاصل کئے اور ان سے ولادت معنوی کی تاثیرات بھی ظاہر ہونے لگیں۔ مگر تھوڑے ہی عرصے میں حافظ صاحب کی وہ حاصل شدہ قوت بے ادبی اور نافرمانی کے باعث غضب الٰہی سے ہلاک کردی گئی۔ اگر وہ قوت باقی رہ کر نشو و نما پاتی تو اس کے ذریعے سے وہ بہت بندگانِ خدا کو گمراہ کر ڈالتے۔

اقسامِ اسمائے الٰہی

اسمائے الٰہی کی دو قسمیں ہیں **جلالی** جس کو قہاری بھی کہتے ہیں۔ **جمالی** جس کو رحمانی بھی کہتے ہیں۔ ولادت معنوی کو بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہیں **پاک**، **ناپاک**۔ اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادتِ معنوی ہوتی ہے، پاک سالکوں سے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے۔ پاک سے پاک اور ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہوسکتی۔

ولادتِ معنوی ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہوسکتی، ایسے بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ نصیب ہوتی ہے اور یہ کسی کے اختیار سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبیؑ ہو یا ولیؒ، غوثؒ ہو یا قطبؒ یا دجال یہ اپنے اختیار سے کوئی نہیں ہوسکتا۔ یہ سب خدا کے حکم اور ارادے سے ہوتے ہیں۔

پاک وَلادَتِ معنوی

جو لوگ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ اس کے **اوامر** بجالاتے ہیں اور اس کے غضب سے ڈر کر نواہی سے اجتناب کرتے ہیں اور محض رحمت کے بھروسے پر اس کی عبادات میں سرگرم رہتے ہیں تو حق سبحانہ تعالیٰ کے اسمِ جمالی کا بحرِ ذخار جوش زن ہوکر ان پر

ہمیشہ رحمت کا مینہ برساتا ہے اور وہ ہمیشہ ہدایت پر ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا کے پاک مقبول بندوں میں گنے جاتے ہیں۔ ان ہی حضرات میں سے بعض کو خداوند تعالیٰ پاک ولادت معنوی نصیب کرتا ہے۔ پاک ولادت نصیب ہونے سے لوگ ولی، قطب، غوث ہو جاتے ہیں۔ اور جس طرح امتی اپنے نبی کی۔ مُرید اپنے پیر کی عاشق اپنے معشوق کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان لوگوں کے اعتقاد و محبت میں ہمیشہ زیادتی ہوتی جاتی ہے، اسی طرح مولود معنوی اپنے والد معنوی سے (یعنی جس سے ولادتِ معنوی پائی ہے) کی ظاہراً اور باطناً تعظیم و تکریم کرتے اور پہلے سے زیادہ اُن کے معتقد ہو جاتے ہیں اور نہایت عجز و انکسار سے اُن کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

ناپاک ولادتِ معنوی

جو شخص اپنی خود بینی کے باعث خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے خوف اور اس کے اوامر و نواہی سے غافل ہو کر ایزد لم یزل کی شان عظیم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو باعثِ ایجاد کون و مکان ہیں ان کی شان پاک اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی جناب میں بے ادبی اور نافرمانی اور گستاخی کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ کے اسم جلالی کی آتشِ قہر مشتعل ہو جاتی ہے اور وُہ موردِ غضب الٰہی ہو کر گمراہ اور خستہ و خراب حال ہو جاتا ہے۔

ناپاک ولادتِ معنوی ایسے ہی لوگوں میں سے بعض کو حاصل ہوتی ہے جس سے دو دجال بن کر ہزارہا مخلوق خدا کو گمراہ اور راہ راست سے برگشتہ کر دیتے ہیں اور ربایں حالت وہ اپنے کو ہدایت اور سیدھی راہ پر گمان کرتے ہیں، ایسے شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں رہتا اور اپنے والدِ معنوی (یعنی جس سے کہ اُسے ناپاک ولادت حاصل ہوئی ہے کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ بے اَدبی اور غرور سے پیش آتا۔ اور اپنے کو اس سے بہتر اور افضل جانتا اور ظاہر کرتا ہے۔

جو شخص کسی موکّل فقیر یا عامل سے ولادتِ معنوی پاتا ہے تو ولادت کے ساتھ ہی ساتھ جتنے مؤکّل ہیں وہ بھی اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ظاہر و باطن میں اپنی آوازوں سے اس کو اکثر غیبی خبروں کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ مگر وُہ ان غیبی آوازوں کے سمجھنے میں اکثر اوقات غلطی کر جاتا ہے۔ چوں کہ اُس نے موکّلوں کو اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا ہے اس لیے انھیں نہیں پہچانتا بلکہ انھیں فرشتہ سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا مقدس اور معزز خیال کرتا ہے۔

ولادت معنوی جس کو حاصل ہوتی ہے اس کے دل میں ایک بچہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور اگر انسانی صُورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صُورت بھی انسان کی ہوتی ہے اور اگر حیوانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صورت حیوان کی نمودار ہوتی ہے بڑا بھی اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا بڑا حیوان یا انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے اور بیس برس کے بعد وُہ پُورا جسم اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ گویا حدِ بلوغ کو پہنچا۔ بیس سال سے کم میں وُہ کسی طرح اپنی پُوری طاقت اور جسامت کو نہیں پہنچ سکتا۔

علامات و تاثیرات ولادت معنوی

جس کے قلب میں ولادت معنوی ہوتی ہے اس کا چہرہ منور اور پاک منظر ہوتا ہے۔ اور اس کا کلام شیریں اور پُر جوش اور دل کش ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے (بہت) لوگ اُسے اعتقاد و اعتبار سے قبول کرتے ہیں۔ اس کی باتوں سے لوگوں میں ایک کشش اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل میں ایک پرزور قوتِ جاذبہ اس طرح ہوتی ہے جس کے ذریعے سے وہ بندگان خدا کی رُوحوں پر قابض ہوتا ہے اور اُن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسی کو حکومت علی الارواح کہتے ہیں اور اس سے بے شمار کرامات وکشف و استدراج کا ظہور ہوتا ہے اور اس کی بزرگی لوگ خواب میں بھی دیکھتے ہیں۔

حافظ فیضُ الرحمٰن کی مختصر حالت

موضع سات باریہ (ضلع چاٹگام۔ تھانہ پٹیہ) کے رہنے والے حاجی حافظ فیض الرحمٰن صاحب ایک اوسط درجے کے عالم ہیں۔ وہ بات کے سچے اور احکامِ شرعیہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ میں سے جس کو اچھا سمجھتے اس پر عمل کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرتے تھے۔ مگر طریقت کے پیروں فقیروں اور درویشوں کا جنھیں وہ اپنے زعم میں خلافِ شرع سمجھتے تھے) سخت انکار کرتے تھے ایک عرصہ کے بعد یہ بات مشہور ہوگئی کہ حافظ صاحب شاہ احمد اللہ صاحب بھنڈاری کے مریدوں میں داخل ہو کر اعتقاد کے ساتھ شاہ صاحب کی بہت تعظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ ہندوستان سے اونٹ اور دُنبہ منگا کر شاہ صاحب کے عرس میں نذر کرتے تھے۔ ان کے دل میں ہمیشہ غوث اعظم بھنڈار کا لفظ ورد رہا کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص ان کے پاس کسی ورد، وظیفہ کے استفسار کو آتا تو

کہتے کہ خُدا کے ناموں کے ورد میں کیا فائدہ ہے ۔یہی لفظ غوث اعظم مجھنڈار کا وظیفہ) مفید ہے ۔رفتہ رفتہ تمام احکامِ شرعیہ اُس سے چھٹ گئے۔ لوگوں میں ان کی فقیری کی شہرت ہوئی کشف وکرامات ظاہر ہونے لگے ۔ بے شمار لوگ ان سے مرید ہوتے اور ظاہر ہوا کہ شاہ احمد اللہ صاحب کی طرح یہ بھی لوگوں کو خواب میں توجہ دے کر مرید کر لیتے ہیں ۔ اور اُن کے پاس غیبی احکام اور خبریں پہنچتی ہیں جن کو وہ غیبی تار برقی کہتے تھے اور بغیر اس کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے ۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ رمضان شریف کے مہینہ میں کہیں اُن کی دعوت تھی ظہر کے بعد دفعتاً اپنے مریدوں سے کہنے لگے حکم آیا ہے کہ روزہ توڑ دو ۔چنانچہ ان کے مریدوں نے روزہ توڑ دیا غیر لوگوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور کہنے لگے ہم لوگ خلاف شرع کوئی کام نہیں کر سکتے ۔کچھ دنوں کے بعد اُنھوں نے یہ بات بھی ظاہر کی کہ ہم ۱۳۲۳ھ بنگلہ کے ماہ ماگھ کی دسویں تاریخ کو ایک سو بیل ذبح کر کے شاہ احمد اللہ صاحب کا عرس کریں گے اور چونکہ ہم ان کی گدی کے مستحق اور دعویدار ہیں، گدی پر بیٹھیں گے ۔ چناں چہ کہنے کے مطابق تاریخ مُعینہ پر ایک سو چار بیل ذبح کر کے عرس کیا اور گدی پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ مجھنڈار میں فقیری کچھ نہیں ہے سب کچھ میں لے آیا ہوں آج سے غوثِ اعظم سات بار یہ کہا کرو ۔غوث اعظم مجھنڈار کہنا چھوڑ دو ۔یعنی اپنے کو غوث اعظم کہنے کا حکم دیا ۔ پہلے تو وہ مجھنڈار یعنی اپنے پیر کے مکان کی طرف سر کر کے سوتے تھے ۔ غالبًا جب سے ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کچھ نہیں ہے ۔اس وقت سے اس طرف پاؤں پھیلا کر سونے اور بیٹھنے لگے ۔

حافظ صاحب کس کے مرید ہیں یہ تحقیق سے نہیں کہا جا سکتا ۔بعض لوگ تو انھیں شاہ احمد اللہ صاحب کے خلیفہ شاہ **وصی الرحمٰن** صاحب کا مُرید خیال کرتے اور بعض ان کے دوسرے خلیفہ شاہ غلام الرحمان صاحب کا مرید تصور کرتے تھے ۔کیوں کہ شاہ صاحب کی حین حیات میں یہ ان کے مریدوں میں شامل نہ تھے بلکہ شاہ صاحب کی وفات کے چند سال بعد یہ ان کے سلسلہ کے فقیروں کے زمرے میں داخل ہوئے ۔

مُرید کا خود دعویٰ کر کے گدی پر بیٹھنا کسی طریقے کے فقیر کا دستور نہیں ہے ۔پیغمبروں کے سوا کسی کے پاس غیبی حکم نہیں آتا (جو کسی آسمانی شرعی الہٰی حکم کا ناسخ ہو) شاہ احمد اللہ صاحب کو غوث اعظم کہنے سے منع کرنا اور اپنے کو غوث اعظم کہنے کے لئے حکم صادر کرنا اس کا کوئی سبب نہ تھا ۔ ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی ان باتوں کی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر متفکر رہا کرتے اور دل ہی دل میں فرماتے کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔

حافظ صاحب خدا اور رسول ؐ اور اولیائے کرام رحؒ کی شانِ پاک میں نہایت گستاخانہ الفاظ اور اُن کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں ہتک آمیز جملے کہا کرتے تھے جن کو سوء ادب کے خیال سے بیان نہیں کیا جاتا اور اکثر لوگ اُن کا اعتبار و اعتقاد اسی وجہ سے نہیں کرتے تھے اور یہ ان کا ظاہری حال تھا۔

فیض الرحمٰن کا باطنی حال

اُن کا باطنی حال یہ ہے کہ ۱۶ شوال ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ جمعہ کا دن گزر کر شب شنبہ کو ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی نے اپنے دولت خانہ میں خواب دیکھا کہ حافظ صاحب کے مکان کی جنوبی جانب کو ایک راستہ مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے، اس راستے کے کسی مقام پر حضرت قبلہ کھڑے ہیں۔ اور یہ مقام نہایت تاریک ہے اور غایت تاریکی کی وجہ سے کچھ آنکھوں سے دکھلائی نہیں دیتا ہے اس تاریکی میں آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شیر ببر کا بچہ ہے۔ اور خوف ہوا کہ اگر اس کو تکلیف دیں گے تو اس کی ماں آپ پر حملہ کرے گی، یا کوئی ضرر پہنچائے گی، پھر دفعتہً آپ کے قلب اطہر سے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس خوف کو دفعہ فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی میں آپ نے اس بچے کو مار کر جلا دیا ہے۔ پھر اس جلی ہوئی لاش کو لے کر آپ اس راستے سے مشرق کی طرف آرہے ہیں تھوڑی دور چل کر اس تاریک مقام سے آپ روشنی میں تشریف لائے تو معائنہ فرمایا کہ ایک چھوٹا سا تختہ ہے۔ جس کا زیریں حصہ حضور کے دستِ مبارک میں ہے۔ بالائی حصے پر اس مردہ اور جلے ہوئے بچے کی لاش۔ اس کا پورا جسم اس تختے کے اوپر اور دم تختے سے الگ لٹک رہی ہے، اور اس طرح پر آپ اُسے لیے جا رہے ہیں اور اس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں بھی نظر آتے تھے —— رنگ سفید اور جسامت میں ایک نیولے کے برابر دکھائی دیتا تھا، اب تک یہ بچہ اس قدر چھوٹا معلوم ہوتا تھا کہ خود اپنی طاقت سے چلنے پھرنے کی اس میں قدرت نہ تھی۔

تھوڑی دور جا کر حضرت قبلہ مدظلہ العالی ایک نہایت مصفّیٰ تالاب پر رونق افروز ہوئے جس کے غربی جانب تالاب میں اُترنے کا عامۃ الورود راستہ پایا۔ اُس راستے سے آپ تالاب میں اتر گئے۔ زمین میں بہت دلدل تھی اس میں تختہ سمیت آپ نے اس کو دبا دیا۔ بچہ دلدل میں رہ گیا تختہ پانی کی سطح پر ابھر آیا۔

تالاب سے نکل کر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کثرت سے لوگ تالاب میں ہیں اور مچھلی ٹٹولنے کی طرح کچھ ٹٹول رہے ہیں مگر آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں کس طرح اور کہاں سے آئے

ہیں جب آپ پانی میں تھے اُس وقت آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آپ کے قلب اطہر میں گزرا کہ یہ لوگ ایسی کیچڑ میں دبائے ہوئے شیر کے بچے کو تلاش کر رہے ہیں اس وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور خیال ہُوا کہ آج کی شب حافظ فیض الرّحمٰن کی فقیری غضب الہٰی سے ہلاک ہوگئی۔ اُن کے پاس اب کچھ نہیں رہا۔ پھر آپ نے استراحت فرمائی، صُبح کو نمازِ فجر کے بعد آپ نے حاضرینِ دربار شریف سے بیان فرمایا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری غضب الہٰی سے ہلاک ہوگئی۔

حضرت قبلہ مدظلہٗ العالی کو حافظ صاحب کا مکان اور وہ راستہ اور تالاب ظاہری آنکھوں سے معائنہ فرمانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ حافظ صاحب کے پڑوس کے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ مدّظلہ العالی کا خواب بالکل صحیح اور بجا ہے۔ فقط اتنا تردد حضرت قبلہ کو ضرور باقی رہا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے تالاب میں کچھ ٹٹولا تھا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے پھر خواب دیکھا کہ بہت سے گھوڑے جنگی ساز و سامان سے آراستہ بجلی کی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے دو دو کرکے درِ اقدس کی طرف آئے اور فوراً چلے گئے۔ آپ نے خواب ہی میں سوچا یہ کیا ہے اور کہاں سے آئے مگر قلب مبارک پر کسی طرح کا خوف طاری نہ تھا۔ دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر رحمت الہٰی سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ یہ گھوڑے حافظ صاحب کے موکلین تھے جو فرشتوں اور جنوں کی طرح مختلف شکلوں سے متشکل ہو سکتے ہیں۔ پہلے انسانی صورت میں ہوکر اس شیر کے بچے کی تلاش تالاب کے اندر کی۔ جب اس کو وہاں نہ پایا تو گھوڑے کی شکل بن کر جنگی ساز و سامان سے آراستہ محض حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو ڈرانے کی غرض سے آستانہ پر آئے مگر فضلِ الہٰی سے نہ پہلے موقع پر یعنی حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہونے کے وقت پاس آسکے، اور نہ در دولت پر آکر ذرا بھی ڈرا سکے۔

اس کے بعد آں حُضور رُوحی فداہ مدّظلہ کو معلوم ہُوا کہ حافظ صاحب کی فقیری ولادتِ معنوی کی فقیری تھی اور یہ ولادت اُن کو شاہ احمد اللہ صاحب سے ہوئی تھی اور ولادت کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کے جملہ موکلین بھی ان کے تابع ہو گئے تھے اور ظاہر و باطن میں انھیں آوازیں سناتے تھے مگر حافظ صاحب اُنھیں اس لیے نہیں پہچان سکتے تھے کہ یہ موکلین ان کو بلا ریاضت حاصل ہو گئے تھے اور وہ غالباً ان موکلوں کو فرشتہ سمجھتے اور اسی خیال پر اپنے کو بڑا مقدس اور معزز جانتے تھے۔ سُنا گیا ہے کہ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ میں جبرئیلؑ کو ہمیشہ دیکھا کرتا ہوں۔

حضرت قبلہ مدظلہ العالی جب رحمتِ الہٰی سے حافظ صاحب کے باطنی حالات سے واقف ہوئے تو اس کے بعد آپ کو معلوم ہُوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درونی حالات بجنسہ حافظ صاحب

کے اندر دنی حالات کی طرح تھے۔

یعنی جس طرح حافظ صاحب کو موکلی فقیری یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی اسی طرح مرزا صاحب کے دل کے اندر بھی علیٰ نامی ایک موکل فقیر یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی۔

قبل ازیں حافظ صاحب کے پاس غیبی خبروں کے آنے کا حضرت قبلہ مدظلہ کو اعتبار نہ تھا ولادت معنوی کی حالت منکشف ہونے کے بعد آپ کو تصدیق ہوگئی کہ حافظ صاحب جو کچھ کہتے تھے وہ سب درست تھا۔ یعنی مجھنڈار میں کچھ نہ رہنا اور فقیری کا وہاں سے لے آنا اور خود غوث اعظم کا دعویٰ کرنا اور غیبی خبروں کے آنے کی اطلاع دینا یہ سب باتیں درست تھیں۔ البتہ یہ سب باتیں موکلوں سے تھیں حافظ صاحب کی فقیری جو عاملی ولادت معنوی سے تھی اس کے ہلاک ہونے کی خبریں جب شائع ہوئیں تب حافظ صاحب نے اپنے موضع کے ایک شخص مسمی نظامت علی کو ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کی خدمت میں بھیج کر یہ التجا کی کہ میں گلے میں کپڑا باندھ کر آپ کو سجدہ کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا میرا کچھ اختیار نہیں میں خدا تعالے کا فقط ہتھیار ہوں، اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور میں مُردہ۔ وہ غیر متشکل ہے اور میں متشکل۔ وہ بے چون وچگوں۔ اس چون وچگوں کے واسطے سے رحمت اور غضب ظاہر کرتا ہے۔ یعنی فقیری دینے یا لینے کا اختیار ظاہر و باطن میں مجھے کچھ نہیں ہے۔ یہ سب باتیں حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں۔

پھر حافظ صاحب نے دوسری دفعہ اپنے قریہ کے دُوسرے شخص مسمی باشا میاں کو بھیج کر یہ عرض کی کہ میں اب مجھنڈار میں بھی نہیں جا سکتا اور مرزا کھیل (یعنی ہمارے حضرت کے دربار میں بھی نہیں آسکتا۔ میرا کیا چارہ کار ہوگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

مرزا کھیل آنے سے ان کا کچھ نفع نہ ہوگا۔

حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہونے کے چند روز بعد پھر حضرت قبلہ مدظلہ کو خواب میں معلوم ہوا کہ آپ کی داہنی ہتھیلی کی پشت مبارک میں حد درجے کی سوزش پیدا ہوگئی ہے جس سے آپ سخت بے چین ہو رہے ہیں۔ آپ نے استفسار فرمایا کیا حال ہے۔ غیب سے معلوم ہوا کہ حافظ فیض الرحمان کی وہی سوزش ہے جو سلب کر لی گئی ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ سوزش موقوف ہوگئی۔

چند روز کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے داہنے ہاتھ میں جو سوزش رہتی تھی اور برداشت نہ کرنے کی وجہ سے جس پر دم بہ دم پانی ڈالا کرتے تھے، اب وہ سوزش اور پانی کا ڈالنا موقوف ہوگیا ہے اور یہ سوزش اور حرارت ان کے طریقے کا ایک قسم کا جوش تھا۔

حضرت قبلہ مدظلہٗ العالی پہلے سنا کرتے تھے کہ جھنڈار کے سلسلہ کے خلفاء ہمیشہ ہاتھ کی پشت پر پانی ڈالا کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد اس کا سبب بھی آپ کو معلوم ہوگیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو گمراہی سے بچا کر راہ راست کی ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

راقم اضعف العباد نے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی زبانِ مبارک سے جو کیفیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سُنی اور فہم ناقص سے جو سمجھا اس کو تحریر کرتا ہے۔

عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ خانقاہ جہانگیری (راور دولت سرائے) سے جو موضع مرزاکھیل شریف ضلع چاٹگام علاقہ بنا لکا نیہ میں ہے۔ کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے اور عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ آپ پنجاب اور ممالک متحدہ وغیرہ تشریف نہیں لے گئے۔ آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا نہ اُن کی سوانح آپ کے ملاحظہ سے گزری اور نہ اُن کے کسی مرید سے آپ کی ملاقات ہوئی، البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ لوگوں سے مختصراً کبھی کبھی معلوم ہوئیں

آپ فرماتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے متعلق مجھے جن باتوں کا علم دیا ہے اس سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

مرزا صاحب ایک بڑے متشرع اور راست باز (بات کے سچے) اور دیانت دار آدمی تھے اکثر لوگ ان کو اپنے زمانے کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہایت تعظیم و اعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرنے والوں اور پادریوں کے ساتھ ہمیشہ مناظرہ کرتے تھے اور ان کے دل میں شب و روز سوتے جاگتے لفظ عیسیٰ ؑ کے رہنے کی وجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک مؤکل فقیر یعنی عامل سے رجس کی قوتِ موثرہ کی تشکل انسانی صورت میں تھی، ولا۔ ۔ ۔ عنوی ہوگئی تھی ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں انھیں موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے اور اس کی رُوح تمہارے دل میں داخل اور پیدا ہوگئی ہے تم ہی عیسیٰ ہو۔ ان کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ ؑ کی رُوح میرے اندر داخل ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے

وہ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت اُن کا یہ یقین محض زعمِ باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریم ؑ کی نہ تھی بلکہ اس سالکِ موکلی فقیر یعنی یعنی عامل کی تھی جس کا ذکر پیش تر گزر چکا ہے۔

چونکہ ان موکلوں کو انھوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا، ان کو پہچان نہ سکے غالباً ان کو فرشتہ خیال کرتے اور ان کی آوازوں کو وحی اور الہام سمجھتے اور ان آوازوں پر یقین کامل رکھتے اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے کہ ان پر الہام اور وحی آتی ہے اور ان آوازوں پر ان کا اعتقاد اسقدر راسخ تھا کہ اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے تو اس کی تاویل کر دیتے یا منسوخ تصور کر لیتے پھر اس تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے۔ غالباً ان آوازوں کو وہ ہندستان کی مروجہ عربی، فارسی، اردو، انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی ان آوازوں کو سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کر کے ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے۔

وحی اور الہام کے معنی سمجھنے میں حضراتِ انبیا علیہم السلام سے کبھی خطا واقع نہیں ہوتی ہے۔

ولادت کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب پر اس کی علامتیں اور آثار نمایاں ہونے لگے۔ یعنی ان سے کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ان کا چہرہ متحشم اور نورانی کلام، دل کش اور شیریں بیان پر جوش اور دل چسپ اور موثر ہونے لگا۔ جو کچھ ظاہر کرتے تھے لوگ اُسے عقیدت سے تسلیم کرتے اور ان کے کلام سے لوگوں کے دلوں میں ایک اُمنگ اور ولولہ پیدا ہوتا اور ان کی بزرگی لوگ خواب میں دیکھنے لگے اور پُر زور قوتِ جاذبہ ان کے اندر اس طرح پیدا ہوئی کہ اس کی وجہ سے بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور لوگوں کی ارواح پر اُن کی حکومت اور اختیار و قبضہ ہو گیا پھر بھی بیشمار لوگ ان کے کلام اور دعویٰ کو دروغ اور ان کو غیر معتبر سمجھنے اور زبان و قلم سے ان کی تردید اور ابطال کرتے تھے جس قدر قوتِ موثرہ ترقی کرتی گئی اس کی علامات و آثار بھی بڑھتے گئے اور قادیانی مذہب کے لوگ بھی کثیر التعداد ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ جب ان کی ولادت معنوی درجہ کمال تک پہنچ گئی لوگ انھیں عیسیٰ مسیح تصدیق کرنے لگے اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کے انتقال کا اعتقاد پیدا ہو گیا۔ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بدرجہا افضل سمجھنے اور نخوت کے باعث حضرت عیسےٰ علی نبینا علیہ السلام کو حقارت اور نفرت سے یاد کرتے تھے

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا۔ اب حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے یہ تنزل کہاں تک پہنچے گا۔

متذکرہ بالا عیسیٰ نامی موکلی فقیر یعنی عامل ہندوستان کی مروجہ زبانوں کو جاننے والا تھا، غالباً

وہ ہندوستان کی مغربی سرحد افغانستان کے قریب کا رہنے والا تھا۔ خاص کر وہ کس ضلع کا رہنے والا آدمی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہے۔

اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اس کو نہ پہچانا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم پر مشہور ہونے کی وجہ سے ان کا خیال دوڑ گیا۔

ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں:

کہ طالبانِ خدا کو فن عملیات حاصل کرنے کی تمنا اور کوشش (موکلوں اور جنوں وغیرہ کی سیخر) کسی وقت مناسب نہیں ہے اس سے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت و اعتقاد قائم نہیں رہتا اور اللہ سے توکل، اور بھروسہ جاتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو معرفتِ الٰہی نصیب نہ ہوگی

شاہ احمد اللہ صاحب

مقام مجھنڈار ضلع چاٹگام کے رہنے والے شاہ احمد اللہ صاحب ایک متوسط درجے کے عالم تھے۔ کلکتہ میں بعد تحصیل علم وہ ایک متشرع متقی اور پرہیزگار جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب دائی وسنفی قدس سرہٗ العزیز سے مرید و تلقین ہوئے اور ان کو اس درجہ کا جوش و خروش پیدا ہوا کہ دماغ کو درست نہ رکھ سکے آخر دیوانے ہو گئے۔ جب یہ خبر اُن کے اقربا کو معلوم ہوئی تو ان کے بھائی انھیں لانے کے لیے کلکتہ گئے مگر جناب صوفی صاحب نے بایں خیال کہ مکان جانے سے اُن کی حالت کے اور بھی خراب ہونے کا احتمال ہے ان کو مکان لے جانے سے منع فرمایا۔ مگر ان کے بھائی نے صوفی صاحب کا کہنا نہ مانا اور مکان لے آئے۔ آخر بہت برسوں کے بعد شاہ صاحب کی فقیری اور بزرگی اور کشف وکرامات کا ظہور ہوا۔

تقریباً بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی ایک دفعہ ان کے پاس تشریف لے گیے تھے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان پر جذب بہت غالب ہے اور سلوک بہت ہی کم، ہوش سے گفتگو کم کرتے تھے حضرت قبلہ مدظلہ نے فرمایا کہ طریقت میں شاہ صاحب نے بہت کثرت سے ریاضت کی لیکن ہم نے ان سے بہت زیادہ مرتاض لوگ دیکھے ہیں وہ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کے ساتھ بایں لحاظ کہ آپ ان کے اُستاد زادے ہیں حتی الامکان نہایت خاطر تواضع سے پیش آئے۔

پھر ایک مدّت کے بعد یہ شہرت ہوگئی کہ شاہ صاحب لوگوں کو خواب میں توجہ دے کر مرید کرتے ہیں اور اکثر لوگ ان کے خلیفہ ہو گئے ہیں اور مریدین و خلفا میں احکام شرع کی

پابندی نہیں ہے ان کے مریدوں میں سے بعض تعلیم یافتہ اور عالموں کا یہ قول ہے کہ ان کے پیر مجذوب سالک فقیر ہیں، یعنی جذب غالب اور ہوش کم، شاہ صاحب کے ایک مرید مسمّی مولوی امان علی صاحب ساکن مقام چنبل ضلع چاٹگام سے پوچھا گیا کہ ان کے طریقے کے لوگ جو مجذوب نہیں اور عقل و ہوش بحال رکھتے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب دیا کہ ایک باطنی معاملہ ہے جس کی وجہ سے خاص لوگ نماز نہیں پڑھتے، اور عوام مریدین خواص کی دیکھا دیکھی نماز بلا وجہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

شاہ صاحب کی توجہ نہایت پُرزور اور سریع التاثیر تھی۔ اُن کے زمانے میں سننے میں نہیں آیا کہ احاطۂ بنگال کے کسی اور درویش کی توجہ بھی ایسی تیز تھی اسی وجہ سے بنگال کے اضلاع میں ان کے اکثر مریدین اور خلفا جا بجا ہو گئے اور بہت لوگ ان کے پاس آنے جانے لگے۔

ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی خیال فرماتے تھے کہ معمولی قانون طریقت کے مطابق مجذوب فقیروں کے لئے کبھی مرید بنانے کا دستور نہیں ہے۔ پھر شاہ صاحب کس طرح اور کیوں ایسا کرنے لگے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ہر شخص کو کامل طور پر فقیری حاصل ہو بالآخر اکثر لوگ شریعت چھوڑ کر گمراہ ہو جاتیں گے۔

منقول ہے کہ شاہ صاحب کے خلافِ شریعت ہونے کی وجہ سے ایک مولوی صاحب نے اُن کے خلاف ایک فتویٰ پڑھ کر انہیں سنایا۔ اس پر انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے شریعت نہیں ہے۔ یعنی ان کو اور ان کے مریدوں کو احکام شرع پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی حالت میں انہوں نے انتقال کیا۔

ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ اُن کے اور ان کے مریدوں کے منکر نہیں تھے اور یہ خیال فرماتے' اُنکے سے ہمیں کیا فائدہ، البتہ اپنے مریدوں کو شاہ صاحب کے مریدوں سے علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے اس لئے کہ ان کے مریدین مجذوب اور آپ کے مریدین سالک ہیں۔

شاہ صاحب کے انتقال کے بارہ برس بعد یعنی ۱۶ ربیع الآخرہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۶ء اور ۲۷ ماہ ماگھ ۱۳۲۳ سنہ بنگلہ روز جمعہ تک آں حضرت مدظلہ کو ان کے اور ان کے مریدین کے باطنی حالات معلوم نہ تھے۔ اس کے بعد سے یعنی شب شنبہ کو حافظ فیض الرحمٰن صاحب کے باطنی حالات ہونے کے بعد ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات پورے پورے رحمت الٰہی سے یکے بعد دیگرے آپ کو معلوم ہونے لگے اور تاریخ مذکور سے شاہ صاحب کے طریقہ کا تنزل شروع ہوا۔

حافظ صاحب اور مرزا صاحب کے باطنی حالات تو بیان ہو چکے۔ شاہ صاحب کے باطنی حالات یہ ہیں:

شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات

شاہ احمد اللہ صاحب مکان آنے کے بعد مجذوب ہو گئے تھے۔ اپنے پیر کا خیال درست نہ رکھ سکے خواب میں شیطان نے ان کو ناری توجہ دی، اس توجہ کی تاثیر سے ان کو فنا حاصل ہو گئی تھی۔ رفتہ رفتہ دَرجہ حیوانیت تک ترقی کی اور ان کی قوتِ موثرہ کا اس درجے میں دائمی مقام ہو گیا اور وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے کہ یہ توجہ کس نے دی اور کہاں سے آئی، غالباً اُن کا یہ خیال ہو گا کہ کسی برگزیدہ ولی نے غیب سے ان کو یہ توجہ عطا کی ہے۔

شیطان کی ناری توجہ کی تاثیر سے جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب کی نوری توجہ کی تاثیر ضائع ہو گئی۔ جب نوری توجہ کی تاثیر نہ رہی تو ناری کی توجہ کی تاثیر غالب آ گئی۔

ایک مدت کا قصہ ہے کہ شاہ صاحب کی زندگی میں ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ شاہ صاحب کی توجہ سے دُھواں نکل کر تیزی سے لوگوں کے دلوں میں اثر کرتا ہے، مگر اس وقت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو اس کی حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ جب شاہ صاحب کے حالات معلوم ہونے لگے تب آپ سمجھ گئے کہ وہ دُھواں ناری توجہ کی تاثیر سے تھا۔ نوری توجہ میں دُھواں نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم فرمایا کہ شاہ صاحب نے کسی کو مرید نہیں کیا تھا، بلکہ شیطان نے شاہ صاحب کی صورت میں لوگوں کے دلوں میں ناری توجہ دے دے کر مرید کیا تھا اور لوگوں کو احکامِ شرع کی پابندی سے برگشتہ کر کے گمراہ اور برباد کر دیا تھا اور مشائخوں کے دستور کے مطابق شاہ صاحب نے کسی کو روبرو اور دست بدست مرید نہیں کیا تھا۔

شاہ صاحب حیوانی درجے تک فنا حاصل کر کے حیوانی عادت وصورت حاصل کر چکے تھے اور عالمِ غیب میں ان کا نام بادشاہ ہو گیا تھا۔ اس لیے اُن کے پاس موکلوں کی فوج کثرت سے جمع ہو گئی تھی اور وہ اپنی باطنی آوازوں سے اُن کے مریدوں کو گمراہ اور خراب کرتے اور کر رہے ہیں۔

قبل ازیں یہ دو باتیں حضرت قبلہ مدظلہ نہیں جانتے تھے ایک تو توجہ کا دو قسم کا ہونا ناری اور نوری دوسرے موکلوں کا لوگوں کو ظاہر اور باطن میں آوازیں سُنا کر راہِ راست سے گمراہ کرنا اور نہ آپ نے کسی کتاب میں ملاحظہ فرمایا نہ کسی کی زبان سے سُنا۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیطانِ لعین شریعت اور طریقت یعنی علمِ ظاہر وعلم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گم راہ اور خراب کرتا ہے جس پر خدا کی رحمت ہو گی وہی شخص شیطان کے دھوکے سے بچ کر شریعت

اور طریقت کی صراطِ مستقیم پر راستی سے چل سکے گا۔ رحمت کے سوا کوئی شخص اپنے علم و ہنر و عقل و ہوش سے ہدایت کی شاہراہ پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

حضرت قبلہ مدظلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیطان نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور بڑے بڑے اَولیائے کرام کو بھی دھوکہ دیا ہے۔ مَیں ایک معمولی شخص ہوں، رحمتِ الہٰی کے سوا میرا کچھ چارۂ کار نہیں ہے، خدا جس کو گمراہی سے بچائے گا وہی بچے گا جو اسی خیال سے اپنے دین و دُنیا کے جملہ اُمور خدا کو سپرد کر دیے ہیں ایک مردہ کی طرح پڑا ہوں، جن باتوں کو میں نے دیکھا اور جانا اور سُنا اور سمجھا، اُن کو لوگوں کے فائدے کے واسطے ظاہر کر دیا۔

لہٰذا ہم سب کو لازم ہے کہ نہایت عاجزی کے ساتھ اس ارحم الراحمین کی بارگاہ میں التجا کریں کہ اپنی رحمت سے ہم سب کو صراطِ مستقیم پر رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔

آمین یا ربّ العالمین

مرشدنا و سیّدنا حضرت فخرالعارفین کے غیبی معلومات و مکشوفات یہ ارشادات بالکل مطابق شریعت و طریقت ہیں

عام اشاعت کی گئی یہ ہے "رسالہ رازِ فنا"، جس کی طباعت اور عام اشاعت کا فرمان صادر ہوا حکم کے مطابق اس کی عام اشاعت بنگال، یوپی اور پنجاب وغیرہ کے مختلف صوبجات ہند میں کی گئی اور کتنے ہی اخباروں اور ماہوار رسالوں میں بطور ضمیمہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔

غیبی معلومات جیسا کہ پیشتر ظاہر کیا گیا کہ آپ کے یہ مبارک کلام آپ کے غیبی معلومات و مکشوفات سے ہیں۔ چناں چہ خود ارشاد فرمایا۔

"ایسے حالات اور واقعات" کو نہ ہم نے کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سے سنا، حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان تینوں شخصوں کے حالات کا علم دیا اور ان کے حالات ریشہ ریشہ کھول کر ہمیں دکھائے اور بتائے یہ سب تو بہت ہیں، مگر ہم نے جو لکھا دیا اور تم لوگوں سے کہہ دیا۔ وہ گویا دریا میں ایک قطرہ ہے۔

مقصود ہدایتِ عامّہ ہے

فرمایا : ہم نے بنگال اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں موافق اور مخالف سب لوگوں میں مشہور کر دیا اور ”رازفنا“ میں لکھ دیا کہ ان (تینوں) لوگوں کی یہ حالت ہے ، اب خواہ لوگ یقین کریں یا نہ کریں ۔

شریعت معیار حق باطل ہے

لاریب آپ کے اس مبارک کلام کا منشاء و مبداء حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ اور ملہم صدق وصواب اور آپ کے باطنی معلومات و مکشوفات ہیں جن کی اصل شریعت وطریقت دونوں سے مطابقت رکھتی ہے ۔ جس کا جی چاہے میزانِ حق و صداقت پر اس کلام پاک کا نقد و تبصرہ کرے ۔ کسی صداقت و حقانیت کو پرکھنے اور تولنے کی ترازو کیا ہے ؟ شریعت مقدسہ ۔

الہام کی شریعت سے مُوافقت

لیکن الہام ہمیشہ مناجات و مستحبات کے کرنے یا نہ کرنے اور اظہارِ حالات و واقعات میں ہی ہوتا ہے ۔ فرائض و وَاجبات شریعت کے خلاف نہیں ہوتا ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے اور دین میں فتور واقع ہو جائے ۔

پس جو کشف و الہام کہ شرع شریف کے مخالف ہوں نہ قابل تسلیم ہیں نہ قابل عمل اور وہی کشف و الہام قابل تسلیم ہیں جو موافق شرع شریف ہیں ۔

یہ ہے وہ مسئلہ جو اہلِ سُنّت اور اخاف کا مسلمہ ہے اور ارباب طریقت شریعت دونوں کا متفق علیہ ہے ۔

رازفنا پر غور کیجئے

”رازفنا“ کے پڑھنے والوں پر یہ امر واضح ہے کہ تین شخصوں کے حالات اور واقعات جو ظاہر فرمائے گئے ان کے ضمن میں دو مہتم بالشان مسئلے ارشاد ہوتے ہیں ۔ ان دونوں مسئلوں کی اصل ثابت ہو جانے سے تمام مضامین رازفنا کی حقانیت و صداقت بے نقاب ہو جاتی ہے ۔

وہ مہتم بالشان مسئلے یہ ہیں :

دو عظیم الشان مسئلے

(۱) اول وَلادتِ معنوی ۔ یعنی ولادت ثانیہ کا اثبات ۔

(۲) دوم شیطان رجیم ولعین نے شریعت وطریقت ، یعنی علم ظاہر اور علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کیا ہے ، اور گمراہ وخراب کرتا ہے ۔

پس اہل اسلام کے لئے حفاظتِ ایمان و دین اور سعادت و فلاح کونین اسی میں ہے کہ ”ناپاک فقیری“ کا کچھ اعتبار کریں اور ایسے فقیروں سے بچیں جن کی فقیری و درویشی اسلام کی

پاک فقیری نہیں ہے۔

حضرت مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روے ہست	ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔
پس بہر دستے نباید داد دست	(کیونکہ) بہت سے ابلیس آدمی کی صورت ہیں۔

شریعت وطریقت کے موافق

حاصل کلام یہ ہے کہ "رازِ فنا" کے دونوں موقوف علیہ مسئلے بالکل موافق شریعت وطریقت ہیں اور دونوں متفقہ طور پر ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرات اکابرین اولیاء اللہ نے ولادت معنوی کو اپنے کلام مقدسہ میں ارشاد فرمایا ہے کہیں طرز اشارات میں جو حضرات اکابرین دین کا اسرار غیبی کے اظہار میں عامۃً طرز بیان ہے) اور کہیں فہم مخاطبین کے لئے کچھ صراحت سے اور یہ اس لئے کہ "ولادت معنوی" کا معاملہ چوں کہ اَسرارِ غیبی سے اور فہم عوام سے بالاتر ہے۔ لہٰذا صرف طالبانِ حق اور سالکان وصول الی اللہ کی ہدایت وعلم من وجہہ کی غرض سے بعض بزرگوں نے تو مختصر اشارے فرمائے اور بعض بزرگوں نے اشارات کے ساتھ "ولادت معنوی" کیسے اور کیوں کر حاصل ہوتی ہے؟ اور اس کے اسباب و ذرائع کیا ہیں؟۔ ان باتوں کو تمثیلاً تحریر فرمایا۔ مگر اس کی تصریح وتشریح نہیں فرمائی۔ کف اللسان رہے۔

وَلادت معنوی اور حضرات متقدمین کرام

ولادت معنوی کا ثبوت اگلے بزرگوں سے

(۱) سلطنت و بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرنے والے مخدوم حضرت سید میر اشرف جہاں گیر سمنانی (کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد (اودھ) نے کتاب "لطائف اشرفی" مطبوعہ نصرت المطابع دہلی لطیفہ ششم صفحہ ۱۳۶ میں) فرمایا ہے:-

ارشاد حضرت میر اشرف سمنانی

"اگر مرید صادق وجودِ خود را در تحتِ تصرّف شیخ کامل کہ مرتبۂ تکمیل رسیدہ باشد، و سیر و طیر و سلوک جذبہ بہم پیوستہ، منقاد و مسلم گرد از بیضۂ وجود مرغ حقیقت اِنّ اللہ خلق اٰدمَ علیٰ

اگر صادق مرید اپنی ہستی کو درجۂ تکمیل تک پہنچے ہوئے اور سیر وطیر وسلوک جذبہ طے کئے ہوئے شیخ کامل کے تحت وتصرف میں مطیع وفرماں بردار کر دے تو ایسا مرید (اِنّ اللہ خلق آدم علی صورتہ) کے مُرغ حقیقت کے بیضہ وجود سے نکل کر ہوائے ہُوَیت میں اُڑنے لگے گا

صورتہ بیرون آمد در ہوائے ہویت طیران کند و بمرتبہ توالد و تناسل رسد و اگر تحت تصرفِ سالک ابتر یا مجذوب ابتر آید۔ استعدادِ کمال انسانیت بروفاسد گردد و بمبلغ رجال و مقام کمال نہ رسد ہمچناں کہ در عالم صورت بمقتضائے حکمتِ بالغۃ و سنتِ جاریۃ الہیٰ است کہ وجود توالد و تناسل و بقائے انواعِ صورت نہ بندد، الّا بعد ازدواج متوالدین، بہ رابطہ شہوت و واسطۂ فعل و انفعال تاثر و تاثیر درمیان ایشاں،

ہمچنیں در عالم معنی حقیقت آدمی کہ آں عبودیت محض است در وجود می آید۔ الّا بعد ازدواجِ مراد و مرید برابطۂ محبت و قبول تصرفات مرادرا۔

این است ولادت ثانیہ کہ اشارات عظما و اہل مکاشفہ براں واقع است من لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السمٰوات والارض الخ۔ رباعی ؎

چوں دو بارہ است شرط زائیدن
از شکم مادر و ز صلب پدر
یک ہزاراں دریں جہاں غرور
یک شدن زیں ظلام تن سوے نور

اور توالد و تناسل (معنوی) کے مرتبہ پر پہنچے گا۔ اور اگر سالک ابتر و مجذوب کے تحت و تصرف میں آجائے گا۔ تو اس کی استعداد انسانیت کا کمال (حاصل کرنے) کی فاسد ہو جائے گی اور مبلغ رجال اور مقام کمال تک نہیں پہنچے گا۔ جس طرح عالم ظاہر میں مقتضائے حکمت بالغہ و سنت جاریہ الہٰی ہے کہ ماں باپ کے ازدواج اور فی مابین براہ شہوت ہم صحبت ہونے کے بعد توالد و تناسل کا وجود اور طرح طرح کی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم معنی میں مراد اور مرید کے تعلق اور رابطہ محبت و قبول تصرفات کے بعد آدمی کی حقیقت معنوی یعنی خالص عبودیت وجود میں آتی ہے اور یہی ولادت ثانیہ ہے جس کی طرف بڑے بڑے اہل مکاشفہ کا اشارہ واقع ہوا ہے من لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السمٰوات والارض جو نہیں پیدا ہوا ہو گا دو مرتبہ وہ آسمان و زمین کے ملکوت میں داخل نہیں ہوا ہو گا۔

چونکہ پیدا ہونے میں دو مرتبہ کی شرط ہے
ایک ماں کے شکم دوسرے باپ کی پیٹھ سے
(یعنی) ایک تو اس عالم غرور میں پیدا ہونا ہے، دوسرے
اس بدن (عنصری) کے اندھیرے سے نکل کر عالم نور کی طرف جانا ہے

مثنوی گنج راز

(۲) مولانا شیخ عبدالرحمٰن فتح آبادی نے اپنی مثنوی "گنج راز"، مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ میں فرمایا:

آدمی رامی بود دوبار زادن درجہاں اولا ازصلب والد پس زقلبِ راز داں" ازصلب شہادنہا ے ظاہر حاصل است " ازاب قلبی" مراتب ہائے باطن واصل است زیں "ظہورِ معنوی" گشتند اکثر مردمانِ اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلان۔

آدمی کی پیدائش دو مرتبہ ہوتی ہے۔ اولاً باپ کی پیٹھ سے ثانیاً "راز داں" کے قلب سے اور صلبی باپ سے عالم ظاہر کی شہادتیں حاصل ہوتی ہیں اور والد قلبی (پیرو مرشد) سے باطنی مراتب ملتے ہیں اور اسی باطنی ظہور سے اکثر لوگ اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلین ہو گئے۔

حضرت مولانا تراب علی صاحبؒ

(۳) کتاب "شرائط الوساطت مطبوعہ علوی پریس لکھنؤ صفحہ ۸ حضرت مولانا شاہ تراب علی کاکوروی قدس سرہ فرماتے ہیں

"در رسالہ مبداء و معاد" است کہ حقوق پیر فوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندارد بحقوق دیگراں. بعد از انعامات حق سبحانہٗ تعالیٰ و احسانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از ولادت صوری ہر چند از والدین است ولادتِ معنوی متعلق بہ پیر است ولادت صوری را حیات چند روزہ است و ولادت معنوی را حیات ابدی است"

رسالہ مبداء و معاد میں ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے پیر و مرشد کے حقوق سارے ارباب حقوق سے بڑھ کر ہیں بلکہ دوسرے کے حقوق، حقوق شیخ کے روبرو کوئی نسبت نہیں رکھتے ولادت صورت ہر چند ماں اور باپ سے ہے مگر ولادت معنوی کا تعلق پیر سے ہے۔ ولادت صورت ظاہری پیدائش کے لئے بس چند روزہ زندگی ہے اور ولادت معنوی کیلئے ہمیشہ کی زندگی ہے

از جناب مجدد صاحب

رسالہ مبداء و معاد

(۴) رسالہ مبداء و معاد جناب مجدد صاحب سرہندی کی مصنفات سے ہے وہ اس رسالہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۳۷ میں فرماتے ہیں۔

"شرافتِ علم باندازۂ شرف و رتبہ معلوم است معلوم ہر چند شریف تر، علم آں عالی تر، پس علم باطن کہ صوفیا بآں ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علمائے ظواہر است، بر قیاس شرافت علم ظاہر بر علم حجامت و حیاکت پس رعایت آداب پیر کہ علم باطن را از خداوند کنند، باصعافِ زیادہ باشد از رعایتِ آداب اُستاد کہ علم ظاہر از استفادہ نمایند و ہمچنیں رعایتِ آداب اُستاد علم ظاہر باضعاف زیادہ است از رعایت آداب اُستاد حجام و حائک و ہمیں تفاوت در اصنافِ علوم ظاہری جاری است، استاد علم کلام و فقہ اولیٰ و اقدم ست از اُستاد علم صرف و نحو و استاد نحو و صرف اولیٰ است از استاد علوم فلسفہ باں کہ علوم فلسفی داخل علوم معتبر نیست، اکثر آں مسائل لاطائل

شرافت علم، معلوم کہ شرف و رتبہ کے انداز سے ہوتی ہے معلوم جتنا شریف ہوگا اس کا علم اسی قدر زیادہ عالی ہوگا، پس علم باطن کہ جس سے صوفیہ ممتاز ہیں علم ظاہر سے جو علمائے ظواہر کے حصہ میں ہے زیادہ اشرف ہوگا۔ اس قیاس پر علمِ ظاہر کی شرافت حجامت اور حیاکت کے علم سے زیادہ ہے پس آداب پیر کی رعایت جس سے کہ علمِ باطن حاصل کرتے ہیں علم ظاہر کے اُستاد جس سے کہ علم ظاہر کا فائدہ حاصل کرتے ہیں، دوگونہ زیادہ ہوگی اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت حجام اور حائک اُستاد سے دوگنی زیادہ ہے اسی طرح علوم ظاہر کے اقسام میں فرق ہے استاد علم کلام اور فقہ استاد صرف و نحو سے اولیٰ اور مقدم ہے اور استاد صرف و نحو علوم فلسفی کے استاد سے اولیٰ ہے اس لئے کہ علوم

است وبے حاصل و اقل مسائل آں کہ از کتب اسلامیہ
اخذ نمودہ و تصرفات رواں کردہ از جہل مرکب خالی نیستند
کہ عقل را در آں موطن مجال نیست طور نبوت ورا طور علوم
نظریت باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر
ارباب حقوق است بلکہ نسبت نہ دارد۔ و حقوق پیر
بحقوق دیگراں بعد از انعامات حق سبحانہ و احسانات
در رسول او علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیمات بلکہ پیر حقیقی
رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لادتِ صوری
ہر چند از والدین است امّا ولادت معنوی مخصوص
بہ پیر است ۔ ولادتِ صوری را حیاتِ چند روزہ است
ولادتِ معنوی را حیاتِ ابدی است ۔ نجاستِ معنویہ
مرید را پیر است کہ قلب و رُوح خود کناسی می نماید
و تطہیر۔ سکینہ او می فرماید در توجہات کہ نسبت
بہ بعضے مسترشدان واقع شود محسوس می گردد کہ در
تطہیر نجاسات باطنہ ایشاں تلوث بہ صاحب
توجہ نیز می دود و تا زمانے مکدر می دارد پیر
است کہ بتوسل او بخدا می رسند عزّ وجلّ
کہ فوقِ جمیع سعادات دینویہ و اخرویہ
است ۔ پیر است کہ بوسیلہ او نفسِ امّارہ کہ
بالذات خبیث است مزکی و مطہر می گردد و از
مارگی باطمینان می رسد، از کفر جبلی با اسلام
حقیقی می آید ۔ مصرع

گر بگویم شرح آں بے حد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست
و شقاوت خود را در ردّ او نعوذ باللہ سبحانہ

فلسفی علوم معتبر میں داخل نہیں ہیں۔ اس کے زیادہ تر
مسائل لاطائل و بے حاصل ہیں اور اہل فلسفہ نے تھوڑے
مسائل جو اسلامی کتابوں سے اخذ کئے ہیں اور اس میں تصرفات
کئے ہیں وہ جہل مرکب سے خالی نہیں اسلئے عقل کو اس محل میں دخل
کی مجال نہیں ہے۔ نبوت کا طور و طریقہ علوم نظری کے
طور طریقے سے بالاتر ہے جاننا چاہئے کہ پیر کے
حقوق سب حقوق والوں سے بڑھ کر ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے
انعامات اور اس کے رسول علیہ السلام کے احسانات کے بعد پیر کے
حقوق کو اوروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سب کے
پیر حقیقی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ولادت صوری
ہر چند والدین سے ہے لیکن ولادت معنوی پیر کیساتھ مخصوص
ہے، ولادتِ صوری کی زندگی چند روزہ ہے ——
لیکن ولادت معنوی کی حیاتِ ابدی ہے مرید کی باطنی نجاستوں
کو پیر اپنے قلب و رُوح (کی قوت) جھاڑو دیکر صاف کرتا ہے اور پاک
و پاکیزہ فرماتا ہے بعض مسترشدین (مریدوں) کی توجہات میں
جو نسبت واقع ہوئی ہے تو (پیر کو ایسا) محسوس ہوتا ہے کہ انکی
(مریدوں کی) نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی توجہ دینے والے
کی طرف دوڑتی ہے اور ایک زمانے تک مکدر رکھتی ہے پیر ہی
جس کے وسیلہ سے خُدا عزوجل تک پہنچتے ہیں اور یہ دنیا و عقبیٰ
کی سب سعادتوں سے بڑھ کر ہے پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ
سے "نفسِ امارہ جو بالذات خبیث ہے مزکی و مطہر ہوجاتا
ہے اور امارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے اور پیدائشی کفر
سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔
اگر میں اس کی شرح کروں تو بہت ہو جائے گی مرید کی آفت
پیر کو آزار پہنچانے میں ہے۔ ہر لغزش کی اصلاح

من ذالک ۔

رضائے حق سبحانہ را در پسِ پردہ رضائے پیر ماندہ اند بہ تا مرید در مراضی پیر خود را گم نسازد بر ضیات سُبحانہ نرسد آفت مُرید در آزار پیر است ہر فتنے کہ بعد آں باشد سند ارک آں ممکن است اما آزارِ پیر بہ ہیچ چیز تدارک نمی تواں نمود۔ آزار پیر بیخ شقاوت است مرید را عیاذاً باللہ سبحانہ من ذالک خللے در معتقدات اسلامیہ و فتورے در اتیان احکام شرعیہ از نتائج و ثمرات آنست ۔

از احوال و مواجید کہ بہ باطن تعلق دارد چہ گوید و از اثرے از احوال با وجود آزار پیر باقی ماند۔ از استدراج باید شمرد و غیر از ضرر نتیجہ نخواہد داد۔ والسّلام علی من اتبع الھدٰی ۔"

ممکن ہے لیکن پیر کو آزار پہنچانے کا تدارک کوئی چیز نہیں کر سکتی "آزار پیر" مُرید کے لیے شقاوت و بدبختی کی جڑ ہے پس اپنی سعادت پیر کے قبول کرنے اور شقاوت پیر کے رد کرنے میں جاننی چاہیئے نعوذ باللہ و سُبحانہ من ذالک حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا کے پردے میں ہے جب تک مُرید اپنے کو پیر کی مرضیات میں گم نہ کرے گا حق سُبحانہ تعالیٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچے گا ۔ معتقدات اسلامیہ میں کوئی خلل اور احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں کوئی فتور اسی (آزار پیر) کے نتیجے اور پھل ہیں اور جو احوال و وجدان کہ باطن سے تعلق رکھتے ہیں ان کو کیا کہیں۔ اگر آزار پیر کے باوجود کوئی اثر باطنی احوال کا باقی رہ جائے تو اس کو استدراج شمار کرنا چاہیئے جو آخر میں خرابی کیطرف کھینچے گا اور نقصان کے سوا اور نتیجہ نہ دے گا۔ (والسلام)

حضرت مولانا رُومؒ اور ولادتِ ثانیہ

(۵) اور حضرت مولانا رُوم رحؒ نے مثنوی شریف مطبوعہ محمود المطابع کان پور دفترِ ششم صفحہ ۳ میں حدیث شریف "موتو قبل ان تموتوا" کی شرح و تفسیر میں فرمایا ہے :

"سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادتِ ثانیہ بدرجہ کمال حاصل تھی !"

اور اسی کے حاشیہ پر استاد الاساتذہ جناب مولانا بحر العلوم رحؒ اور حاجی امداد اللہ صاحب رحؒ مہاجر مکیؒ نے تائید و تصویب فرمائی ہے ۔

اشعار مثنوی مولانا روم رحؒ

پس محمدؐ صد قیامت بود نقد
زانکہ حل شُد در فنائے حل و عقد
زادۂ ثانی است احمدؐ در جہاں
صد قیامت بُود اندر عیاں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پرکھے ہوئے صد قیامت تھے
اس واسطے کہ آپ حل و عقد کے فنا کرنے میں حل ہو گئے
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دُنیا میں زادۂ ثانی ہیں
دُنیا میں ظاہر و برملا سو قیامت تھے ،

شرح مولانا بحر العلوم

"زادۂ ثانی" کے حاشیہ پر جناب مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں۔

"نزد صوفیہ مقرر است سالک را دو تولد است یک مرتبہ از مشیمہ مادر خود متولد می شود و تولد دیگر بیروں آمدن سالک از مشیمۂ طبیعت و احکام آن، این آخیر را "ولادتِ ثانیہ نامند"

صوفیوں کے نزدیک مقرر ہے کہ سالک کی دو (بار) پیدائش ہے ایک مرتبہ ماں کے پیٹ کی جھلی سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری پیدائش سالک کا اپنی طبیعت اور این و آں کے احکام سے باہر نکلنا ہے اور اس چیز کا نام ولادتِ ثانیہ ہے۔

شرح حاجی امداد اللہ صاحب رح

(۶) اسی کے تحت میں مرشد نا قبلۂ عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں:

"یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قیامت نقد" زیرا کہ جمیع جہل و باطل در فنائے معنوی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انحلال یافتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ ولادت ثانیہ کہ عبارت از "ولادت معنوی" است مرتبہ ثانیہ متولد شدہ بود ازیں جہت صد قیامت عیاں بود"

پیغمبر صلعم سو قیامت نقد تھے اس لئے کہ جمیع جہل و باطل آپؐ کی فنائے معنوی میں حل (فنا) ہو گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت ثانیہ سے کہ ولادت معنوی سے عبارت ہے، وہ دوبارہ پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ صد قیامت ظاہر و عیاں تھے۔

حضرت مولانا بہاؤ الدین ابراہیم

(۷) حضرت مولانا بہاؤ الدین ابراہیم عطاء الانصاری القادری الچشتی رحمہ اللہ علیہ "رسالہ شطاریہ" میں فرماتے ہیں:

"فنا عبارت از ازالہ بشری است۔ چنانچہ خبر ست "لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین (ہرگز آسمان و زمین کے ملکوت میں داخل نہیں ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔) ولادت اولیٰ معلوم و شہود است۔ ولادتِ ثانی فنائے اوصاف بشری است۔ یعنی از عدم در وجود می آید فہم۔

ترجمہ:

(از رسالۂ شطاریہ) فنا سے مراد ازالہ بشری ہے جیسے خبر میں ہے کہ ہرگز زمین و آسمان کے ملکوت میں اس نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔ ولادتِ اُولیٰ تو ظاہر ہے اور ولادت ثانی فنائے اوصاف بشری یعنی عدم سے وجود میں آنا ہے بس سمجھو۔

(حضرت ممدوح مصنف رسالہ شطاریہ ہیں) و مولانا قطبِ عالم حضرت سید شاہ عبدُ الرزاق بانسوی رحمتہ اللہ علیہ کے پیرانِ طریقت سے ہیں ——

طریقت میں حضرت مخدوم بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نو درجے اوپر آپ کا نام مقدس درج ہے۔ رسالۂ شطاریہ فرنگی محل لکھنؤ کے خاندانی کتب خانہ میں قلمی موجود ہے۔

حضرت مخدوم الملکؒ بہار شریف

(۸) مخدوم الملکؒ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری (رضی اللہ عنہ) سلسلۂ فردوسیہ کے آفتاب ہیں اور ہندوستان کے اکابر و مشاہیر حضرات اولیاء اللہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ہیں بہار شریف میں آسودہ ہیں۔

آپ نے 'ولادت معنوی' اور 'ولادت ثانیہ' کے معاملہ میں زیادہ کلام فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو "مکتوبات سہ صدی" مکتوب ششم تحت عنوان اہلیت شیخی صفحہ ۱۷)۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

(الف) "پنجم مخصوص بودن " بعلم من لدنی" و علم من لدنی بمعرفت ذات و صفات و افعال حق سبحانہ، تعالےٰ تعلق دارد چناں چہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است عرفت ربی بربی و تا بہ ولایت دوم نرسد کہ عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام نشان دادہ است، کہ لن یلج ملکوت السموات والارض، من لم یولد مرتین ایں درجہ نہ بود۔ و شرف علم لدنی مشرف نگردد۔ یعنی ہر کہ از مادر بزاید۔ ایں جہاں را بیند۔ و ہر کہ از خود بزاید یعنی از اوصاف بشریت بیروں آید۔ آں جہاں بیند ——— پس دنیا و عقبےٰ ہر دو حاضر بیند۔ من لم یولد مرتین" ایں باشد"

(ترجمہ) علم من لدنی سے مخصوص ہونا — اور علم لدنی حق سبحانہ تعالےٰ کی ذات افعال سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہچانا میں نے پروردگار کو پروردگار سے! اور جب تک ولادت دوم میں جس کا پتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا ہے (کہ لن یلج ملکوت السموات الخ نہ پہنچے گا یہ مرتبہ حاصل نہ ہوگا اور "علم لدنی" کے شرف سے مشرف نہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ماں سے پیدا ہوگا، اس دنیا کو دیکھے گا اور جو اپنے سے پیدا ہوگا۔ (یعنی اوصاف بشری سے باہر آئیگا بس وہ اس جہان کو دیکھے گا دنیا و آخرت دونوں کو حاضر دیکھے گا یہ ہے من لم یولد الخ کا مفہوم کہ ہرگز ملکوت السموات والارض میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔

پھر حضرت مخدوم الملک نے ہی اپنے مذکورہ بالا کلام کی تشریح اپنے دوسرے مکتوب میں فرمائی۔ (ملاحظہ ہو مکتوبات دوصدی مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور۔ تیرھواں مکتوب مندرجہ صفحہ ۳۶۹ جس کا عنوان ہے " در اثر صحبت و ولادت صوری و معنوی "

ارشاد فرماتے ہیں:

"شیخ عمر! ابدعا شرف منیری مخصوص است
اے برادر! دیر است کہ گفتہ اند ؎
صحبتِ نیکاں زجہاں دور گشت
خانۂ عسل خانۂ زنبور گشت
ہر چند روزگارِ ما بے دولتاں چنیں
است۔ امّاں چوں تحصیل اخلاق و اوصاف
ایں طائفہ (اولیاء اللہ) کہ ولادت معنوی"
است امروز بے ایشاں متعذّر گشتہ است
وآں کہ گویند کہ مرید فرزند پیر است ، ہمیں
از جہت اخلاق و اوصاف است نہ از جہت
صورت وآں بے صحبت وخدمت ایں
طائفہ حاصل نشود وایں نسبت صفت
کہ ولادت دوم است ، بدیشاں ثابت
نہ گردد ۔ بقدر امکان طلب باید کرد کہ
" المرء علیٰ دین خلیلہ" مہم وقت است ہر کس
کہ آں دین دارد کہ دولت وے را بود۔ اشارت
بر صحبت است اگر صحبت با نیکاں بودے اگرچہ
بد است نیک گردد اگر صحبت بابداں بود اگرچہ نیک
است بد گردد۔ الصحبۃ متاثرۃ است (مثنوی)

بابداں کم نشیں کہ در بانی
خو پذیرفت نفس انسانی
صحبت نیک را بدست بدہ
کہ نہ در شوی کہ در صحبت مہ
صحبت باغہا ز فصل بہار
باد را ہر زماں کند عطّار

شیخ عمر! شرف منیری سے دعا میں مخصوص ہے
اے بھائی! عرصہ ہوا کہا گیا ہے۔
نیکوں کی صحبت جہان سے دور ہو گئی ،
شہد کا چھتہ بھڑوں کا گھر ہو گیا ۔
ہر چند ہم بے دولتوں کا زمانہ ایسا ہے ۔ لیکن
اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق واوصاف
یعنی ولادت معنوی کا حاصل ہونا بغیر ان لوگوں
کے متعذّر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مرید فرزند پیر ہے انہی
اوصاف واخلاق کے سبب سے نہ کہ ظاہری صورت
کے سبب سے ہے اور اس طائفہ کی صحبت وخدمت کے
بغیر حاصل نہ ہوگا اور یہ نسبت صفت جو ولادت ثانی
دوسری ولادت ہے : بجز ان لوگوں کے ثابت نہ ہوگی
حتی الامکان طلب وکوشش کرنی چاہئے 'المرء علی دین
خلیلہ (شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے) مشکل وقت ہے
جس کو یہ حاصل ہو ، دولت اس کے لئے ہے ۔ الصحبت
موثرۃ (اشارہ صحبت کی طرف ہے ۔ صحبت اگر نیکوں
کے ساتھ ہے ، تو اگر برا ہے نیک ہو جائے گا اور
اگر بروں کے ساتھ صحبت ہے تو اگرچہ نیک
ہے بد ہو جائے گا ۔

بروں کے ساتھ بیٹھ کر عاجز ہو جائے گا
نفسِ انسانی خو پذیر ہے ۔ (پس)
نیک کی صحبت ہاتھ سے نہ دے کیوں کہ
نیک کی صحبت سے تو بہت نیک ہو جائے گا
فصلِ بہار سے باغوں کی صحبت
ہوا کو ہر وقت خوشبودار کر دیتی ہے

روغن کنجدے کہ بودش عام
شد زگلہا عزیز نیکو نام
و خواجہ سعدی راست علیہ الرحمہ (قطعہ)
گلے خوش بوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز مستم
بگفتہ من گلِ ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم
ازیں جا است کہ می گویند کہ طالبِ ذوق
را یک روز صحبت کامل آں کند کہ چہل سال وپنجاہ
سال مجاہدہ وریاضت نہ کند کہ گفت ؎
محجوب شدی ز صحبت خود
اے دوست بگر قلندرے شو
پس لامحالہ بے صحبت ایں طائفہ مرید وطالب را
ہلاکت بود کہ "الشیطان مع الواحد" دیو با تنہا بود
و ہو من الاثنین۔
"ابعد" آواز دہ کس دوتر بود۔ مشائخ
ازیں قضیہ مریداں را صحبت فرمودہ اند و
اثرِ صحبت ہیچ عاقلے پوشیدہ نیست کہ باز از
صحبت آدمی عالم شود و طوطی بہ تعلیم آں
ناطق گردد۔ و اسپ بہ ریاضت آدمی
از حدِ بہیمی بغاوت آدمی آید مستورے کہ حقیقی

تل کا تیل گلاب کی صحبت سے
اچھے نام کا تیل ہو جاتا ہے
(حضرت سعدیؒ نے فرمایا)
ایک دن ایک اچھی خوشبودار مٹی حمام میں
مجھے ایک محبوب کے ہاتھ سے ہاتھ آئی،
میں نے اس سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر،
کہ میں تیری دل آویز خوشبو سے مست ہوگیا
اس نے کہا کہ میں ایک ناچیز مٹی ہوں
لیکن مدتوں گلاب کے ساتھ رہی،
جمال ہمنشیں نے مجھ میں اثر کیا
ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو ہوں،
اسی موقع پر بڑے لوگ کہتے ہیں کہ طالب
کو کامل کی ایک دن کی صحبت وہ کر دیتی ہے جو چالیس
برس کا مجاہدہ وریاضت نہیں کرے گی
تو اپنی خودی کی وجہ سے محجوب ہوگیا
اے دوست! جا کر قلندری ہوجا
پس لامحالہ مرید وطالب اس طائفہ کی صحبت بغیر
ہلاک ہوجائے گا۔ کیوں کہ شیطان اکیلے آدمی
کا ساتھی ہوجاتا ہے۔
اور "شیطان دو سے دور رہتا ہے، دو آدمی کی
آواز دور ہو جاتی ہے (حضرات مشائخ نے اسی قضیہ
کی وجہ سے مریدوں کو صحبت کے لئے حکم دیا ہے، صحبت
کا اثر کسی عاقل سے چھپا ہوا نہیں ہے، باز (شکاری
پرندہ) آدمی کی صحبت سے جاننے والا ہو جاتا ہے، طوطی آدمی
کی تعلیم سے بولنے لگتی ہے اور گھوڑا آدمی کی ریاضت ومحنت

نہ بود - باستور جفتے چند روز بر بندند، راست راست رود و جفتے گردد - ایں ہمہ تاثیر صحبت و صحبت راست را اثرے عظیم است وقوتے تمام چناں کہ گفت۔ (بیت)

اسپ توسن ز اسپ ساکن رگ
گشت ہم خوا اگر نہ شد ہم تگ

تا گویند اگر مُردارے در تودۂ نمک اُفتد بردر مدت نمک گردد، حکم اُو چوں حکم نمک شود، پس چہ گوئی طائفہ را کہ نظر اُو دوا بود، و سُخن ایشاں شفائے مرضیٰ بود بخدا ناطق باشند و بخدائے ساکت و ہمہ صفات تخلقوا الاخلاق اللہ کردہ باشند۔ از دست شیطاں رستہ و جستہ و سرائر اسرار الٰہی مواضع اسرار الٰہی گشتہ۔ و بانیابت سلطان انبیاء علیہ السلام کہ عُلمائے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل بر سجادہ دعوت خلق الی الحق نشستہ، صحبت ایشاں ترا چہ کُند؟ اگر مُردہ باشی زندہ کند، دیو باشی فرشتہ کُند۔ مِس و آہن باشی زر کُند - مردم زندہ باشی اکسیر جہانے کُند۔ در اسفل السافلین رفتہ باشی در اعلیٰ علیین برآرد ازینجاست کہ گفتہ۔ شعر

گرد توحید گرد با تفرید
چہ کنی صحبتے ز بے تقلید

در صحابہ نگر رضی اللہ عنہم ہر یک دربت خانہ پیش

کے سبب، چوپائے کی حد سے نکل کر آدمی کی رسی (عادت میں آجاتا ہے جو چوپایہ جفتی میں نہیں ہوتا اس کو جفتی دکرنیوالے) چوپایہ کے ساتھ باندھ کر رکھتے ہیں تو ٹھیک چلنے لگتا ہے اور جفتی ہو جاتا ہے - یہ سب صحبت کی وجہ سے ہے اور صحبت کی تاثیر اور قوت بہت ہوتی ہے ؎

توسن گھوڑا ساکن رگ گھوڑے کے ساتھ
اگرچہ نہیں دوڑنے لگتا مگر ہم خوگر ہو جاتا ہے

لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایک مُردار نمک کی کان میں عرصے تک رہنے سے نمک بن جاتا ہے۔ اس کا حکم نمک کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا کیا کہنا، جس کی نظر دوا ہے۔ جن کا کلام شفا ہے (یہ حضرات) خدا کے حکم سے بولتے ہیں (ورنہ) خاموش رہتے ہیں اور (یہ حضرات) اخلاق الٰہی سے آراستہ ہوتے ہیں اور شیطان کے ہاتھ سے چھوٹ کر، بھاگ کر شہنشاہ انبیاء (ان پر درود) کی نیابت کے ساتھ (علماء) اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل دعوت خلق الی الحق کے سجادہ نشین ہو جاتے ہیں ان کی صحبت تجھے کیا کر دے گی۔ اگر تو مردہ ہوگا تو زندہ کر دے گی اگر شیطان ہوگا تو فرشتہ کر دے گی۔ تانبہ اور لوہا ہوگا تو سونا بنا دے گی اور اگر تو زندہ آدمی ہوگا تو ایک دنیا کے واسطے تجھے اکسیر کر دے گی ـــ اگر تو اسفل السافلین میں گر گیا تو اعلیٰ علیین پر پہنچا دیگی۔ اسی موقع پر کسی نے کہا ہے ؎ اے توحید کے گرد تنہا پھرنے والے! بے تقلید کے ساتھ (بے واسطہ

بتاں بسجدہ افتادہ بودند و در بادیہ گمراہی فرو رفتہ ، ناگہاں آفتاب صحبت آں سلطانِ انبیاء ، اولیاء علیہم السلام در جہاں برآید۔ ہر یکے در آسمان دین اسلام ستارہ گشت و ہدایت خلق تا قیامت در اقتدائے ایشاں بر بستہ شد و کوس دولت ایشاں در عالم زدند کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھدیتم، سبحانہ اللہ! از کجا تا بہ کجا رسیدند زہے کیمیا گری صحبت تا بدانی کہ ہمہ دولت و نعمت در صحبت ایں طائفہ است ، ایں است کہ گفت :

نظم

سایہ خورشید سواران طلب

رنج خود راحت یاران طلب

خورشید سواراں بحقیقت ایشانند کہ پائے بر کون و مکان نہادہ اند و خورشید خود چہ باشد کہ خدمتِ ایشاں بنید و جان و دل و جاہ و مال و زن و فرزند و نان امان فدائے ایشاں کن مگر در سایۂ دولت ایشاں جائے یابی ، اشارت بریں کرد کہ گفت ؎

تا یکے بایزید بینی فرد

خدمتِ صد یزید باید کرد

بزرگے را پرسیدند کم سنند صحبت مع ابی بکر عثمان

اور بے وسیلہ (حضرات انبیاء و اولیاء) کیا صحبت کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف دیکھو۔ ہر ایک (شرف اسلام سے پیشتر) بت خانے میں بت کے سامنے سجدے میں پڑا تھا اور اسی بت پرستی کے جنگل میں بھٹکا ہوا تھا کہ ناگہاں اس سلطانِ انبیاء کی صحبت کا آفتاب چمکا تو ہر ایک دین اسلام کے آسمان کا ستارہ ہوگیا اور خلق کی ہدایت قیامت تک ان کی پیروی میں منحصر متعلق ہوگئی اور ان کے اقبال کا ڈنکا دنیا میں بجایا گیا فرمایا حضرت شہنشاہِ انبیاء نے "میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں تم اُن کی پیروی کروگے تو ہدایت پاؤگے"! سبحان اللہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ صحبت کی کیمیا گری کا کیا کہنا؟ خبردار جان لو کہ سب دولت نعمت اس گروہ کی صحبت میں ہے (جو قدم بقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

خورشید سواروں کا سایہ ڈھونڈ

اپنی تکلیف کا (مداوا) اور یاروں کی راحت ڈھونڈ

خورشید سواران حقیقت میں یہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے دنیا پر لات ماردی، خورشید کی کیا حقیقت ہے جو اُن کی طرف دیکھے ان پر جان و دل جاہ و مال، زن و فرزند، گھر بار فدا کردے تو شاید ان کے سایۂ دولت میں جگہ پائے — کسی نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ایک فرد یزید کے پانے کے لئے

سو یزید کی خدمت کرنی چاہئے (یعنی سو بار نفس کشی)

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کتنے برس

المغربی رحمۃ اللہ علیہ ؟ چند سال با عثمان مغربی رح صحبت کردی "فنظر الیہ مشرفا و ہو نظر الغیضان بموخر العین" بہ منظر غضب بر سائل نگریست ، وگفت ، من صحبت نہ کردہ ام بلکہ خدمت کردہ ام علی التحقیق ہمچنیں است کہ آں خدمت است نہ صحبت ، ہر چند صحبت گویند پس چوں طالب صادق در صحبت ایں طائفہ در آید و مؤدب گردد بآداب ایشاں و متخلق باخلاق ایشاں اورا میسر گردد احوال شریف و معنی لطیف بحکم صحبت سرائت کردن گیرد ، چوں چراغ نا افروختہ با صحبت چراغے دیگر افروختہ گردد - و مثل پیر و مرید حقیقی وانیجا محقق گردد - دوسرے کہ در پیرے و مریدے است از نیجا معلوم شود چنانکہ یابد از حسن تالیف الٰہی بحکم صحبت کہ میانِ پیر و مرید است مرید جزوے می گردد اجزائے پیر - چنانچہ فرزند در ولادتِ صورت جزوے است ، اجزائے پدر پس ایں جا دو ولادت حاصل می شود ، یکے از راہ صورت فرزند پدرِ خود است - و از راہِ صفت فرزند پیر خود است ، وآں کہ از عیسےٰ علیہ السلام نقل است کہ "لن یلج ملکوت السمٰوات والارض من لم ، ولد مرتین" ، ہرکہ دوبار نزاید در ملکوت آسمان و زمین در نیاید چناں کہ در صورت در ملک در آید و عالم ملک مشاہدہ را مشاہدہ کرد ہمچنیں در زادنِ ولادت صفت در ملکوت آسمان و

حضرت عثمان مغربی کی صحبت کی - انھوں نے پوچھنے والے (کی طرف) غصہ کی نظر سے دیکھ کر) کہا کہ میں نے صحبت نہیں کی بلکہ خدمت کی ہے !" حقیقت میں یہ صحبت نہیں خدمت ہے اگرچہ لوگ صحبت کہیں - پس جب طالب اس گروہ کی صحبت میں داخل ہوگیا - اور ان کے آداب سے (مہذب) مؤدب اور ان کے اخلاق سے آراستہ ہوگیا تو اُسے احوال شریف میسّر ہوتے ہیں اور صحبت سے معنی لطیف اثر کرنے لگتی ہے اور پیر اور حقیقی مرید کی مثل یہاں متحقق ہو جاتی ہے جیسے ایک بے روشن چراغ دوسرے روشن چراغ کے ملنے سے روشن ہو جاتا ہے اور پیر و مرید کے درمیان میں جو بھید ہے جیسا چاہئے معلوم ہو جاتا ہے اور بحکم صحبتِ تالیف الٰہی کی خوبی سے مرید ایک جز و اجزائے پیر سے ہو جاتا ہے " جیسے "فرزند صورت" پیدائش میں باپ کے اجزا سے ایک جزو ہو جاتا ہے" پس یہاں دو ولادت حاصل ہوتی ہے ایک ظاہری صورت میں اپنے باپ سے کہ فرزند ہے (اپنے باپ کا) اور از راہِ صفت اپنے پیر کا فرزند ہے ، اور وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہرگز آسمان و زمین کی ملکوت میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں ہوتا اب متحقق ہو جاتا ہے (یعنی ظاہری عالم ملک کا مشاہدہ کرتا ہے ، اسی طرح ولادت صفتِ اور (ولادت معنوی) میں آسمان و زمین کے ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور ملکوت میں

زمین در آید، و آنچہ در ملکوت از اسرار
و خزائن الٰہی، جملہ آورا مشاہدہ گردد۔
این را کشف گویند ملک ظاہر کون را گویند و
ملکوت باطن کون را گویند وکذالک نری ابراہیم
وملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین ہمین
است و صرف یقین بکمال در ولادت صفت
حاصل شود۔ این است کہ گفت لوکشف
الغطاء لہا، ازدادت یقیناً بر کمال دیگر چہ
زیادت وبدین ولادت مستحق میراثِ انبیاء
گردد۔ العلماء ورثۃ الانبیاء ایشانند بحقیقت
نہ آن کہ امروز خیالے می بُرند۔ و ہنوز نزدیک
این طائفہ جنین اند در شکم مادر بلکہ از صلب
پدر ہنوز در شکم مادر نیامدہ اند۔ عزیزے برین
معنی گفتہ است (مثنوی)

ہر دیاں تیرہ ہوشانند
جاہ جویان دین فروشانند
ہمہ در علمِ سامری دارند
از بردن موسیٰ واز درون مارند
بباغ و دل و زمین دارند
کے دل عقل و شرع دین دارند
از رہ شرع و شرط برگشتہ
تشنۂ خون یک دگر گشتہ

بزرگان گویند ہرکہ را میراثِ انبیاء نہ رسیدہ
است او ہنوز زادہ شدہ است اگرچہ
برکمال دانش بود کہ عقلے کہ خشک بود از نورِ شرع

جو اسرار اور الٰہی خزانے ہیں ان
کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کو کشف
کہتے ہیں اور ملک ظاہر کون کو کہتے ہیں،
اور ملکوتِ باطن کون کو کہتے ہیں، اور کذالک
نری الخ) یہ ہی ہے۔ اور صرف یقین
کامل اور ولادت صفت میں حاصل
ہوتا ہے۔ یہ ہے جو کسی نے کہا ہے لوکشف
الغطاء لہا ازدادت یقیناً اور کمال پر کیا زیادتی؟
اور اس ولادت صفت میں میراث حضرات
انبیاء کا مستحق ہوجاتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء حقیقت
میں یہ حضرات ہیں نہ کہ وہ جو آج خیال پکاتے ہیں
یہ لوگ اس گروہ کے نزدیک شکم مادر میں جنین ہیں، بلکہ
باپ کی پیٹھ سے ماں کے پیٹ میں داخل نہیں ہوئے ہیں
کسی عزیز نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

تیرہ ہوش ماہر وہ لوگ ہیں
مرتبہ ڈھونڈھنے والے دین فروش ہیں
یہ علماء سو سامری کے مانند ہیں
اپنے آپ کو نائب انبیاء ظاہر کرتے ہیں
مگر باطن میں نائب نہیں ہوتے ہیں ان لوگوں
کا خیال زمین اور باغ میں ہے عقل و
شرع دین کا انھیں کہاں خیال؟ شرط و شرع
عقل کے راستہ سے بھٹک کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں

بزرگ لوگ کہتے ہیں جو میراث انبیاء تک نہیں پہنچا
ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے،۔ اگرچہ عالم کامل
ہو، کیوں کہ جو عقل نورِ شرع سے محروم رہتی ہے

در ملکوت طواف نتواں کرد و در سرائر کائنات مُطلع نتواند شد بر نور شرع منور نہ گردد مگر در ولادتِ صفت چناں کہ گفتیم و ایشاں کہ ذکرِ ایشاں پیش رفت کہ مستحق میراث نباشد راز ظاہر و صورت نگر زند مگر بعبارت مزخرف عمر بسری بُرد ند (مثنوی)

راہ دیں صنعت و عبادت نیست
جُز خرابی درو عمارت نیست

اے برادر! ایں ہمہ دولت و نعمت در خدمت و صحبت ایں طائفہ بر بستہ است امروز ہر کسے کہ در خانہ نشستہ است از چاشت و اشراق می طلبد ہیہات ہیہات! مگر در خواب بیند، ازیں رُباعی بشنو چہ می گوئی (مثنوی)

اسرارِ خرابات بدستاں نبری
تا سجدہ بہ پیش بت پرستاں نبری
پاکیزہ نہ گردی زنو آلائش خود
تا بر سر خود سبوے مستاں نبری

ابو بکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است در اصبحوا مع اللہ فان لم تستطیعوا فاصبحوا مع یصحب مع اللہ لیوصلکم بو کات صبحہ الا صبحۃ اللہ'' صحبت کُند با خدائے عزوجل و اگر آں استعداد ندارید صحبت با کسے کنید کہ وے در صحبت خدائیت تا برکت صحبت وے شمارا در صحبت خدائے رساند۔ وایشاں این است[5]

وہ ملکوت میں طواف نہیں کر سکتی۔ کائنات کے بھیدوں سے مُطلع اور نور شرع سے منور نہیں ہوتی مگر ولادت صفت میں جیسا کہ میں نے کہا وہ لوگ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہرگز (حضرات انبیاء) کی میراث کے مستحق نہیں ہوں گے وہ ظاہر اور صورت سے آگے نہیں بڑھتے مگر مزخرف و خرافات عبارات میں عمر بسر کرتے ہیں[5]

دین کا راستہ صنعت و عبادت نہیں ہے
اس میں خرابی کے سوا کوئی عمارت نہیں ہے

اے بھائی! یہ سب دولت و نعمت اس گروہ کی خدمت سے وابستہ ہے جو آج گھر میں بیٹھا ہوا چاشت و اشراق سے طلب کرتا ہے — افسوس! شاید وہ خواب میں دیکھے سُنو اس رُباعی کو — کیا کہتے ہیں۔ (مثنوی)

خرابات کے بھید کو تو مکر و حیلہ حاصل نہیں کر سکتا
جب تک بُت پرستوں کے سامنے سجدہ نہ کرے
تو اپنی آلائش سے پاکیزہ نہیں ہو سکتا
جب تک مستوں کا گھڑا سر پر نہ اُٹھائے

(حضرت) ابو بکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ کے ساتھ صحبت کرو۔ اگر یہ صحبت نہیں ہے تو ایسے شخص کے ساتھ میل جول رکھو جن کا خُدا کے ساتھ میل جول ہے تاکہ اس کی صحبت کی برکت تم کو خدا کی صحبت میں پہنچا دے، لہذا ان لوگوں کا نشان یہ ہے[5]

جان فروشانِ بارگاہ عدم
خرقہ پوشانِ خانقاہ قدم
خوردہ یک بادہ بر رُخِ ساقی
ہرچہ باقی است کردہ در باقی
معتکف در سرائے راز ہمہ
بے نیاز از پئے نیاز ہمہ

اجماعِ اُمّت ایں طائفہ را کہ مُرید را پیر دو وقت است یک وقت شیر خوردن دیگر وقت از شیر جُدا شدن چناں چہ در فرزند صُورت اگر فرزندِ صورت در وقت شیر خوردن از مادر جدا شود ہلاک گردد ہمچنیں فرزند صفت اگر وقتِ شیر خوردن از پیر جُدا شود وہلاک گردد، وقت شیر خوردن فرزند صُورت و جُدا شدن از شیر معلوم است، امّا وقت شیر خوردن فرزند صفت دانی چیست ؟ لازم گرفتن صحبت پیر است !! و پیر مدّتے آں را می داند پس نشاید مرید را کہ فرزند صفت است جُدا شود، مگر بہ فرمان پیر۔ وقت جُدا شدن وے از شیر آں ست کہ پیر بداند مستقل بارات خود شد وآں آں گاہ بوَد کہ چشم دل وے کُشادہ گردد۔ و تعریفات و تنبیہات خداوند فہم تواند کرد کہ ھذا من اللّٰہ داگر پیش از وقت فطام جُدا شود در راہ معلول گردد و بدُنیا و ہوا باز اُفتد، وآں ہلاکت وے بُود۔ چنانکہ جُدا شدن فرزند صُورت در وقت شیر خوردن بلا فرق بینہما، و ایں خود

وہ لوگ شاہ راہ عدم کے جان فروش ہیں اور خانقاہ قدم کے خرقہ پوش ہیں ساقی کے پاس شراب پی۔ اور باقی (ماسوائے اللہ) کو باقی (خدائے حیّ و قیوم) پر فدا کر دیا، یہ لوگ سرائے راز کے معتکف ہیں اور سب آرزوؤں سے بے پرواہ ہیں

اس گروہ کا اجماع ہے کہ مرید کے لیے پیر کی ضرورت دو وقتوں میں ہے ایک دُودھ پینے کے وقت، دوسرے دُودھ چھوٹنے کے وقت، جیسے کہ ظاہری فرزند ہیں) اگر فرزندِ صورت دُودھ پینے کے وقت میں ماں سے جُدا ہوجائے تو ہلاک ہوجائے گا اسی طرح فرزند دودھ پینے کے وقت پیر سے جُدا ہوجائے تو ہلاک ہوجائے گا۔ فرزند صورت کے دُودھ پینے اور دُودھ سے جُدا ہونے کا وقت تو معلوم ہے، مگر فرزند صفت کے دودھ پینے کا وقت کون سا ہے؟ (اسے) تو جانتا ہے (کہ یہ) صحبت پیر کو لازم پکڑنا ہے اور پیر (دودھ پلانے کی) مدت کو جانتا ہے پس اس مرید کو جو فرزند صفت ہے ایسا نہ چاہیئے کہ بے پیر جُدا ہوجائے۔ اس کے دُودھ چھوٹنے کا وقت یہ ہے کہ پیر جان لے کہ وہ بذات خود مستقل ہوگیا اور یہ اس وقت ہوگا جس وقت اُس کے دل کی آنکھ کُھل جائے! اور خدا کی تنبیہات و تعریفات کو سمجھ سکے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر دودھ چھوٹنے کا وقت ہونے سے پہلے جُدا ہوجائیگا تو راستہ

مشاہدہ است ، امّا تا کدام نیک بخت را
بدیں سعادتِ راہ دہند۔ و کدام بے دولت
راہِ فرو گزارندہ چنانچہ گفت (رُباعی)

از توبہ کہ نالم کہ دگر داور نیست
وزدست تو ہیچ دست بالاتر نیست
آں را کہ تو رہبری کُنی گم نہ شود
آں را کہ تو گُم کنی کسے رہبر نیست

من یہد اللہ فلا مضل لہ
و من یضللہ فلا ھادی لہ‘ ۔
بہ زورے بازوے کَنے نیست تا بخشندہ
راکرا بخشد (قطعہ)

شب تاریک دوستاں خدائے
می بتابد چو روز رخشندہ
ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

اے برادر! چناں کہ صحبت ایں طائفہ
عزیز و لطیف است ۔ آدابِ صحبت ایشاں
نیز عزیز و دقیق است ۔ و رعایت آں ہمہ
از واجبات صحبت است ، ذکر آں جُملہ
در مکتوب نہ گنجد ۔ العلم یوخذ من افواہ
الرجال (بیت)

بپرس ہر چند نہ دانی کہ ذلِ پرسیدن
دلیلِ راہ تو گردد بعزو دانائی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پرسیدن کہ بدیں
منزلتِ علوم چہ گونہ رسیدی ؟ گفت ہر آنچہ ندانستم

میں بیمار ہو جائے گا اور دُنیا اور خواہشات
میں گر پڑے گا اور یہی اس کی ہلاکت ہے
جیسے کہ فرزند صغیر کا دُودھ پینے کے وقت
جُدا ہونا باعث ہلاکت ہے) بس ان دونوں میں
کوئی فرق نہیں اور یہ تو خود مشاہدہ ہے لیکن دیکھئے
کہ کس نیک بخت کو اس سعادت کی طرف
راستہ دیتے ہیں، اور کس بے دَولت (و بدبخت)
کو چھوڑتے ہیں ، جیسا کہ کسی نے کہا ۔ تیری نالش
کس سے کریں کہ دوسرا حاکم نہیں ہے ۔ اور
تیرے ہاتھ سے کوئی ہاتھ اُونچا
نہیں ہے۔
جس کی تو رہبری کرتا ہے وہ گم نہیں ہوتا
اور جس کو تو گم کرتا ہے اُس کا کوئی رہبر نہیں ہے
(من یہد اللہ الخ) کسی کا بس نہیں کہ بخشنے والا
کس کو بخشتا ہے، یہ سعادت بازو کے زور سے
نہیں ہے جب تک خُدا بخشنے والا نہیں بخشے۔
اے بھائی! یہ گروہ عزیز و پاکیزہ گروہ ہے ان کی
صحبت کے آداب بھی عزیز و دقیق ہیں۔ ان کی صحبت
کی رعایت واجبات سے ہے۔ ان سب کا ذکر ایک
مکتوب میں نہ سمائے گا۔ علم حاصل کیا جاتا ہے ادب آموز
زبانوں سے امام غزالی سے کسی نے پوچھا کہ علوم کے اس
مرتبہ پر آپ کیوں کر پہنچے انھوں نے فرمایا جو کچھ میں نہیں
جانتا تھا اس کے پوچھنے سے شرم نہیں کرتا تھا جو کچھ تو
نہیں جانتا ہے پوچھ لے ۔ کیوں کہ پوچھنے
کی ذلت تجھے عزت و دانائی کی طرف رہنما

از پرسیدنِ آں ننگ نداشتم۔ ہوگی۔

اِرشادِ مخدومُ الملک کا خُلاصہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملک کے مندرجہ بالا مکتوب شریف کا مفہوم و خلاصہ جو خاص ولادت معنوی کے متعلق ہے لکھ دیا جائے۔ (ملاحظہ ہو) شعر:

صحبت نیکاں زجہاں دور گشت   خانۂ عسل خانۂ زنبور گشت

ہر چند زمانہ ہم بے دولتوں کا ایسا ہی ہے لیکن اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف کی تحصیل جو کہ صاحبِ ولادت معنوی ہیں اور صاحب علم لدنی آج بغیر ان کے متعذر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مُرید، فرزند پیر ہے تو یہ کہنا" اخلاق و اوصاف کی وجہ سے ہے نہ کہ صُورت ظاہری کے اعتبار سے اور یہ اخلاق و اوصاف بغیر صحبت و خدمت اس طائفہ عالیہ کے حاصل نہیں ہونگے' اور وُہ نسبت صفت کہ جو"ولادت ثانیہ"ہے بغیر ان کے نہ پائی جائے گی بس بقدر امکان (ان اخلاق و اوصاف و نسبت) کی طلب ضروری ہے۔

جب طالبان صادق اس طائفہ کی صحبت میں داخل ہوکر ان حضرات کرام کے آداب سے مؤدب اور ان بزرگوں کے اخلاق سے متخلق (مہذب آراستہ) ہوجاتا ہے تو اب اُسے احوال شریف اور معنیٰ لطیف (عالمِ غیب سے) میسر ہوتے ہیں۔ صحبت کی تاثیر اس کے باطن میں سرایت کرجاتی ہے جیسے کہ بے روشن چراغ روشن چراغ کے مِل جانے سے" روشن" ہوجاتا ہے۔ یہی مثال مرید اور پیر کی ہے (کہ مرید بے روشن چراغ ہے اور پیر روشن چراغ) اور جو بھید کہ مریدی اور پیری کا ہے۔ اس (مثال) سے پُورا پُورا واضح اور روشن ہوجاتا ہے! اب حُسنِ تالیف الہٰی سے بحکم برکتِ صحبت کہ درمیان پیر و مرید کے ہے۔ مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہوجاتا ہے۔ فرزند ولادت صورت اجزائے پدر سے ایک جزو ہوتا ہے (جیسے کہ فقہانے بھی باپ اور بیٹے کی جُزئیت کو عندالشرع ثابت کیا ہے۔) پس اس محل پر سالک کو دو ولادتیں حاصِل ہوتی ہیں۔ ایک صورت ظاہر کی راہ سے کہ فرزند ہے اپنے باپ کا۔!

اور ولادت ثانیہ از راہ صفتِ باطنی ہے کہ فرزند ہے۔ اپنے پیر کا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے یہ جو منقول ہے کہ لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین) وہ کہ دُوبارہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ ملکوت آسمان و زمین میں داخل نہ ہوگا (یہ اسی ولادتِ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے)

یعنی جیسا کہ ولادت صُورت کے ظہور میں آنے پر انسان عالم ملک (دنیا) میں آتا ہے

اور عالم دنیا کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے، ایسا ہی ولادتِ صفت (ولایت ثانی) حاصل ہونے پر، سالک ملکوت آسمان وزمین میں داخل ہوگا۔ بغیر ولادت ثانیہ کے ملکوت آسمان وزمین میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

اور جو کچھ ملکوت میں الٰہی اَسرار اور خداوندی خزانے ہیں اب ولادتِ ثانیہ کے بعد ہی وہ) ان تمام چیزوں کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی کو کشف کہتے ہیں اور ملک جہان ظاہر کو کہتے ہیں۔ اور ملکوت عالم باطن کو جیسے کہ اللہ عزّوجل کے فرمان وکذالک نری ابراہیم ملکوت السمٰوات والارض) میں ظاہر فرمایا گیا۔

یہ جو ہم نے بیان کیں یہ ہی باتیں اس آیتِ پاک سے ثابت ہیں۔

اور یقین کا حاصل ہونا (اور موقنین کا اطلاق ہُونا۔) "ولادتِ صفت" بدرجہ کمال حاصل ہونے پر موقوف ومنحصر ہے۔ اسی ولادتِ صفت کے حاصل ہونے پر سالک حضرات انبیاء علیہ السلام کی میراث کا مستحق ہوتا ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء وارثِ انبیاء ہیں) حقیقت میں اس کے مصداق یعنی وراثتِ حضرتِ انبیاء کے مستحق یہ ہی صاحب ولادت معنوی ہیں نہ کہ دوسرے لوگ بزرگوں نے فرمایا۔ جسے نبیوں کی وراثت نہیں ملی ہے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے اگرچہ کمال دانش رکھتا ہو

اے بھائی! یہ سب دولت ونعمت اس طائفہ اولیاء اللہ کی صحبت وخدمت (اور ان کے فیوض وبرکات کے حصول میں کامیاب ہونے) پر ہی موقوف ہے۔ اس زمانے میں (یہ حال ہے کہ ہر شخص چاشت اور اشراق کی نفل نمازیں) پڑھ کر گھر بیٹھے۔ یہ نعمت چاہتا ہے، افسوس افسوس!!

حضرات اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ مرید کو پیر کی حاجت دو وقتوں میں بہت ضروری (ناگزیر) ہے ایک تو شیرخواری کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں ضرورت ہے اور دوسری فطام یعنی دودھ چھڑانے کے وقت ہیں۔ جیسے کہ فرزند صورت کو۔ اگر فرزند صورت دُودھ پینے کے دنوں میں دُودھ پلانے والی اس سے جدا ہو جائیگا تو ہلاک ہو جائیگا ایسا ہی (معاملہ) فرزند صفت کا ہے کہ دُودھ پینے کے زمانے میں اگر پیر سے جُدا ہُو جائے تو ہلاک ہو جائے گا۔ (یعنی یہ تو سب جانتے ہیں کہ فرزند صورت دُودھ پینے کے وقت دایہ سے جُدا ہُو جائے تو کیا ہو جائے گا۔ لیکن جانتے ہو؟ کہ فرزند صفت "وقت شیرخواری" اگر پیر سے جُدا ہُو جائے تو کیا ہو جائے گا؟ لو اب سمجھو)

[illegible] شیرخواری پیر کی صحبت کو لازم اور ضروری سمجھ لینے کے وقت سے شروع ہے۔ پس وہ مُرید کہ فرزند صفت ہے اُسے یہی لائق وسزاوار ہے کہ جب تک پیر کا فرمان نہ پہنچے

پیر سے جُدا نہ ہو۔ مُرید کے دُودھ چھڑانے کے وقت کیا ہے، اُسے پیر ہی جانتا ہے کہ مرید مستقل بذات خود ہوگیا ہے (یا نہیں) اور مرید کے لئے (مستقل بذات خود ہونے کا) وقت ہے جبکہ مرید کے دل کی آنکھ روشن ہو جائے اور مرید میں تعریفات وتنبیہات خداوندی کی سوجھ بوجھ ہو جائے کہ (فلاں بات) اللہ کی طرف سے ہے (اور فلاں بات وسوسۂ نفسانی اور خطرۂ شیطانی ہے۔)

(پس) وقت فطام (دودھ چھوڑنے کے زمانے سے پہلے اگر مرید پیر سے) جُدا ہو جائے گا تو راستے میں بیمار اور دنیا میں گرفتار اور خواہش نفسانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور اس میں مرید کے لئے ہلاکت وبربادی ہے جیسے کہ فرزند صورت کا شیر خواری کے زمانے میں ماں سے جُدا ہوجانا۔ اس شیر خواری کے لئے ہلاکت کا سبب ہے، بلا فرق یہی حال ہے (فرزند صورت اور فرزند معنوی) دونوں کا۔ اور یہ خود مشاہدہ ہے۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مؤلف کتاب ہٰذا کی گزارش | ان اکابرین حضرات اولیاء اللہ کے مندرجہ بالا ارشادات متفقہ طور پر ولادت معنوی اور ولادت ثانیہ کے دلیل وثبوت ہیں اور انھیں اہلِ حق کے اطمینان کے لیے کافی سمجھتا ہوں۔

شیطان شریعت وطریقت دونوں راستوں سے گمراہ کرتا ہے

اَب تنقیح نمبر۲ یعنی شیطان لعین نے شریعت وطریقت یعنی علم ظاہر وعلم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گم راہ اور خراب کیا ہے؟ اور گم راہ وخراب کرتا ہے۔

اس مہتم بالشان مسئلہ کے اثبات کا بیان کیا جاتا ہے

قرآن مجید سے اثبات | قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" سورۂ یوسف پ۱۲

(ترجمہ) تحقیق کہ شیطان واسطے انسان کے دشمن ظاہر ہے جس نے پیدائش حضرت آدمؑ کے وقت سے عداوت کی ہے

"اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ"

(ترجمہ) تحقیق بندے میرے (ایسے بھی ہیں کہ) نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ لیکن جس نے پیروی کی تیری

وَ اِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ ۱۴، سورۃ الحجر) گمراہوں میں رہے ہو اور تحقیق دوزخ جگہ ان سب کے وعدہ کی ہے
ان سب آیات مقدسہ سے یہ ثابت ہے کہ شیطان بے شک دشمنِ انسان ہے اور اس نے انسان کو راہ حق سے قیامت تک بہکانے کا قصد اور عہد کر رکھا ہے۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " ان عبادی لیس لک علیہم سلطان" (میرے خاص بندے تیرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ ان پر تیرا کوئی داؤ نہ چلے گا۔) اور جو تیری پیروی کریں گے ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔

دشمنی شیطان

حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے جو دشمنی کی اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا گیا ہے۔

اس دشمنِ قدیم شیطان رجیم سے حضرات انبیا علیہم السلام و حضرات اولیائے کرام ہمیشہ بچتے چلے آئے ہیں

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) منشائے خواب کو (ذبح فرزند کی اشارت غیبی کو) ظاہر میں پورا کرنے کو چلے تو شیطان نے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو بہکایا جس کا تذکرہ احادیثِ شریفہ میں وارد ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مقابلہ

اس ابلیس لعین کی فریب کاری اور دھوکہ بازی سے تمام بزرگانِ دین خائف اور بیدار و ہوشیار رہے ہیں پیران پیر دستگیر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مردود شیطان کے دھوکہ دینے کا جو واقعہ پیش آیا، حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اُسے اخبار الاخیار" میں تحریر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی صفحہ ۱۲)

"نقل است از شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰؒ گفت کہ شنیدم از والدِ خود شیخ محی الدین ؒ شیخ عبد القادر جیلانی رح کہ در بعضے سیاحات بدشتے افتادم، کہ در آں جا آب نہ بود۔ آب نیافتم، تشنگی غلبہ کرد، حق سبحانہ تعالیٰ ابر برگماشت کہ بر من سایہ کرد و قطرات چند از وے چکید، کہ تسکین یافتم پس نورے ساطع شد کہ تمام اُفق را در گرفت ، و

(ترجمہ شیخ ابو نصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انھوں نے اپنے والد شیخ محی الدین (غوث اعظم) عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) سے سنا میں بعض سیاحات (کے دوران) میں ایک جنگل میں جا پڑا جہاں پانی نہ تھا۔ میں نے پانی نہیں پایا پیاس نے غلبہ کیا، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک ابر کو مقرر کر دیا جس نے مجھ پر سایہ کیا اور چند قطرے اس سے ٹپکے جس سے میں نے تسکین پائی۔

صورتے عجیب زاں بعد ظاہر شد و ندا داد کہ
یا عبد القادر (رحمۃ اللہ علیہ) منم پروردگار تو
حلال کردم بر تو ہر چہ حرام ساختم بر غیرے
تو، بگیر او بچہ طلبی و ہر چہ بکن ہر چہ خواہی گفتم
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور شو، اے
ملعون! ایں سخن چہ سخن است؟ ناگاہ آں
روشنائی بتاریکی مبدل گشت و آں صورت
دور گشت، گفت عبد القادر رض درنجات
یافتی تو از من، بواسطہ علم تو حکام پروردگار و فقہ
تو با احوال منازلات خود و من مثل ایں واقعہ
ہفتاد تن را از اہلِ طریق از راہ بردم
از نہا بجائے خود نہ ایستاد۔ و ایں چہ علم و ہدایت
است کہ حق تعالےٰ ترا عطا فرمود
گفتم الفضل و المنہ و الہدایت فی البدایات
و النہایات ۔

اس کے بعد ایک نور چمکا، جس نے تمام اُفق کو گھیر لیا۔
اور اس میں سے ایک عجیب صورت ظاہر ہوئی ۔
اور آواز دی کہ اے عبد القادر (رحمۃ اللہ علیہ) میں
تیرا پروردگار ہوں! جو چیز دوسروں کے لیے حرام
کی تیرے لیے حلال کر دی، جو کچھ مانگتا ہے لے لے اور جو چاہے
کر، میں نے اعوذ باللہ پڑھا کہ میں تیرے مکر و فریب سے) اللہ
سے پناہ مانگتا ہوں دور ہو جا اے ملعون شیطان رجیم! یہ
کیسی بات ہے (جو تو نے کہی) ناگاہ وہ روشنی اندھیرے سے بدل
گئی اور وہ صورت دھواں ہو گئی، اور کہا اے عبد القادرؒ تو
نے اپنے علم کے ذریعہ اور پروردگار کے احکام کی وجہ سے
نجات پائی اور اس طرح کے واقعات سے میں نے ستر اہل طریق
آدمیوں کو (راہ خدا سے) بھٹکا دیا ان میں سے کوئی اپنی جگہ
قائم نہیں رہا یہ کیسا علم اور کیسی ہدایت ہے جو حق تعالیٰ نے تجھے عطا
کی ہے میں نے کہا یہ اس کا فضل و احسان ہے اور (راہِ خدا
کی) ابتدا اور انتہا میں اسی سے ہدایت ہوتی ہے (اور بس)

جناب مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر و مرشد سیدی الشیخ
عبد الوہاب القادری و الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے تحت ارشادات و حالات لکھے ہیں ۔

"... فرمودند فاسقان و متبدعان را
نیز قوتے، و تصرفات می دہند، کہ بداں جذب
قلوب عوام النّاس می توانند کرد، و آنہا را
کہ در دین و شریعت قدم راسخ ندارند۔
از جا می برند، موافق ایں حکایتے از
سرگشت احوال خود فرمودند۔ کہ وقتے در
ایام مسافرت دو شہرے از دیار ملیبار (مالابار)
افتادیم قاضی شہر مردے بود، شافعی مذہب

فرمایا فاسقوں اور مبتدع لوگوں کو بھی تصرفات کی
قوت دی جاتی ہے جس سے عوام الناس کے قلوب
کو کھینچ سکتے ہیں اور جن کا قدم شریعت اور دین میں
مضبوط نہیں ہوتا اُن کو دھکیل دیتے ہیں، اسی کے
موافق ایک حکایت اپنی سرگزشت کے احوال
میں سے فرمائی، کہ ایک وقت ایام مسافرت میں میرا
گزر ملیبار (مالابار) کے دیار کے ایک شہر میں ہوا
عبد العزیز نام شافعی مذہب، قاضی شہر تھا کہ جو

عبدالعزیز نام کہ با درویشان و مسافران و رندہ پوشان سرے داشت، مارا چوں ایں لباس دید پیش آمدہ، صحبت تواں داشت وگفت - مردے ہست، و از اہلِ باطن، کہ اکثر مردمِ شہر معتقد اُو ہستند - ولیکن چوں دَرظاہر ارتکاب بعض نواہی الہٰی می کُند مارا باوے خواہشِ (ملاقات) نیست روزِ دیگر کہ قاضی نشان دادہ بود - بدیدن آں مردم برفتم، دیدیم کہ بَرمکان مُرتفع جائے ساختہ است، دو، سہ کس دیگر نیز باوے درآں جا ساکن اند جماعۃ از مرد و زن نشستہ است، ما چوں در آمدیم، خوش حال شد مرحبا می گفت بعد از ساختے پیالہ درمیان آورد - شراب خوردن بنیاد کرد مارا نیز اشارتے کرد کہ بخورید - ما گفتم ایں حرام است، خوردنی نیست، ہر چند مبالغہ کرد، امتناعِ ما بیش تر کرد - گفت، "می خوری؟ ببیں، کہ تُرا چہ کنم۔" آخر از پیش اُو محزون و مغموم برخاستم دبپیش یاراں خود آمدیم طعام حاضر بود - خوردن خوش نیاید - ہمچناں بخواب رفتیم - و باہیچ یکے از اصحاب ایں قصہ درمیان نیا دردیم - در خواب می بینم، بستانے ہست لطیف پُر اشجار و فواکہ وعیون در آنہا زیادہ بر اُنچہ تصوّر تواں کرد، و در راہِ وے خارہا و محنتہا، و شدتہا کہ وصول بداں متعذر است

دُرویشوں، مُسافروں، خرقہ پوشوں سے میل و موافقت رکھتا تھا، مجھے اس لباس میں دیکھ کر میرے پاس آکر ملنے لگا اور یہاں اہلِ باطن سے ایک آدمی ہے، شہر کے لوگ اس کے معتقد ہیں لیکن چوں کہ یہ شخص ظاہر میں بعض نواہی الٰہیہ کا ارتکاب کرتا ہے مجھے اس سے خواہشِ ملاقات نہیں دوسرے دن قاضی کے بتائے ہوئے نشان پر میں وہاں گیا، دیکھا کہ اس شخص نے بہت اُونچی جگہ مکان بنا رکھا ہے - اس کے ساتھ دو تین آدمی اور بھی وہاں رہتے تھے (اس وقت دیکھا کہ) مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہے - جب میں وہاں داخل ہوا تو (مجھے دیکھ کر) خوش ہوا اور کہا مرحبا! تھوڑی دیر کے بعد ایک پیالہ لایا اور شراب پینے لگا اور مجھے بھی اشارہ شراب پی لینے کا کیا - میں نے کہا یہ حرام ہے پینے کے لائق نہیں ہے (اُس نے کتنا ہی مبالغہ (شراب پلانے کا) کیا، مگر کنارہ کش ہو گیا اور رُکا رہا - (آخر) اُس نے کہا کہ کیا تو نہیں پینے کا اُچھا دیکھ لینا تجھے کیا کرتا ہوں، میں محزون و مغموم وہاں سے اُٹھ کر اپنے یاروں کے پاس چلا آیا - کھانا موجود تھا مگر کھانا اچھا نہیں لگا - یوں ہی سو رہا اور اپنے دوستوں میں کسی سے یہ قصہ نہیں کہا - خواب میں کیا دیکھتا ہوں، ایک نہایت پاکیزہ باغ ہے - درختوں اور میوؤں سے بھرا ہوا اور تصور سے زیادہ نہریں اور چشمے جاری ہیں) لیکن اس

ہماں مرد پیالہ شراب در دست پیش ما
می آید و می گفت کہ بخور من ترا دریں بستان
می رسانم ۔ در خواب نیز ارتکاب آں امتناع
وابامے دست می دہد کہ در بیداری دست
دادہ بود ہم دریں میاں بیدار شدیم
ولاحول گفتم باز خواب برد ۔ ہمیں حالت
در خواب دیدہ شد ۔ برخاستیم ۔ و التجا بہ سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آوردیم و استعانت
باں حضرت نمودہ متوجہ شدیم ۔ ایں بار در
خواب می بینم کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم حاضر اند ۔ و من نیز در خدمت ایستادہ و عصائے
در دستِ آں حضرت است ، ناگاہ آں مرد
مبتدع پیدا شدہ است ، آں حضرت عصا را
بجانب وے انداختہ اند ، بصورت سگے
گشتہ از پیشِ آں حضرت گریختہ
است ۔ آں گاہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
بمن فرمودند کہ وے گریخت ، دیگر دریں شہر
نخواھد بود از خواب بیدار شدیم وضو تازہ
برآوردیم ۔ دوگانہ شکر بگزاردیم و بجانب
منزل آں مرد رواں شدیم ، دیدیم کہ ہیچ آفریدہ
درآں جانیست او پیش از آمدن
گریختہ بود ۔ مردم گفت کہ چند ساعت
شد کہ خانہ را ویراں کرد و رخت اقامت ازیں
جا بربستہ رفت و السلام'' (اخبار الاخیار
۲۶۸ و ۲۶۹ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی)

باغ کے راستے میں کانٹے ہیں تکلیفیں اور سختیاں ہیں
جن کی وجہ سے وہاں پہنچنا سخت دشوار ہے ناگاہ
کیا دیکھتا ہوں) کہ وہی آدمی شراب کا پیالہ لئے
ہوئے میرے سامنے آیا اور کہا، پی لو یقیں اس باغ
میں پہنچا دوں گا ! میں نے خواب میں بھی انکار
کر دیا اور پرہیز رکھا اتنے میں جاگا اور لاحول
پڑھی، پھر مجھے نیند آگئی اور وہی خواب میں نے (پھر)
دیکھا (اور اُٹھ بیٹھا) اور سرورِ کائنات (صلی
اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں التجا کی اور آنحضرت
کی استعانت کی طرف مُتوجہ ہوا ۔ اس مرتبہ خواب میں دیکھا
کہ آنحضرت صلعم تشریف لے آئے اور میں خدمت میں کھڑا ہوں
آنحضرت کے دستِ مبارک میں عَصَا ہے اور وہ عصا آپ نے
اس (فقیر) کی طرف پھینکا، وہ مرد ایک کتے کی صورت بنکر
آپ کے سامنے سے بھاگا ۔ اس وقت آں حضرت نے
مجھ سے فرمایا کہ (دیکھو!) وہ بھاگ گیا ، اب (کبھی)
اس شہر میں نہیں رہے گا ۔ میں جاگ گیا اور
پھر تازہ وضو کیا اور دو نفل شکرانہ ادا کئے کہ
اللہ نے اُمتِ مرحومہ کو اس فتنہ سے نجات
بخشی) پھر اُس آدمی کے گھر کی طرف روانہ ہوا
یہ دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے ۔ میرے وہاں
پہنچنے سے پہلے وہ (ناپاک فقیر) وہاں سے بھاگ
گیا تھا ۔ اور لوگوں نے کہا کہ تھوڑی
دیر ہوئی، وُہ گھر کو ویران کر کے اور اپنا
سامان باندھ کر یہاں سے چلا گیا (سب پڑھنے
والوں پر) سلامتی ہو!

حضرت محبوب الٰہی کے مُرید مولانا وجیہہ الدّین کے ساتھ معرکہ

کتاب "سیرالاولیا" میں عالم متبحر اُستادِ زماں مقتدائے عُلمائے دوراں حضرت مولانا وجیہہ الدّین پائلی رحمتہ اللہ کا واقعہ یوں لکھا ہے، (یہ بزرگ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔)

"۔۔۔۔ وقتے مولانا وجیہہ الدین رح بخدمت سُلطان المشائخ آمدند۔ چوں درمیان باغات کرّہ رسید "دید" پیرے درصُورت زُہّاد و دَر زیے عباد و سجّادہ بردوشش و تسبیح درگردن پیش آمد، سلام گفت و آغاز کرد کہ من مردے اَم از دور راست رسیدہ، مرا در ہر علمے مشکلے ماندہ است می خواہم از تو حل شود، مولانا وجیہہ الدّین، گفت، فرمود کہ نیکو باشد آں مرد بہ تقریر دانشمندان سوالات آغاز کرد، مولانا وجیہہ الدین جواب می گفت در تحیّر می شد کہ ایں مرد از شہر نیست، چندیں علوم از کجا حاصل کردہ است۔ چوں از بحث فارغ شد، مولانا وجیہہ الدّین را پرسید کہ شما کجا می روید۔ مولانا فرمود بخدمت سلطانُ المشائخ نظام الحق والدین آں مرد گفت کہ سُلطان نظام الدین رح چنداں علمے ندارد۔ من اُورا بسیار دیدہ ام۔ شما باچندیں علوم پیش اُو کجا می روید؟ مولانا گفت، خیر مولانا ازیںہا چہ می فرمائید۔ سُلطان المشائخ تبحر است و درد نہ مبارک او

ایک وقت حضرت مولانا وجیہہ الدین رح (پائلی) حضرت سُلطان المشائخ (رضی اللہ عنہ) کی خدمت مُبارک میں آرہے تھے جب کرہ کے باغوں کے بیچ میں پہنچے تو ایک بڈھا، زاہدوں اور عبادت گزاروں کی شکل وصُورت کندھے پر سجادہ ہاتھ میں تسبیح سامنے آیا، سلام کیا اور کہنے لگا کہ میں دور دراز سے یہاں پہنچا ہوں ہر علم میں مجھے ایک مشکل پیش آگئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ مشکل حل ہوجائے۔ مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا بہتر ہے (اور پوچھیے) اُس مرد نے عالمانہ تقریر سے سوالات شروع کیے مولانا نے جواب دیئے اور حیرت میں تھے کہ یہ آدمی شہر کا تو نہیں ہے۔ پھر اُس نے اتنے علوم کہاں سے حاصل کیے۔ جب بحث سے دونوں فارغ ہوگئے تو (اس گنوار نے) مولانا سے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟۔ مولانا نے جواب دیا کہ سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق والدین کی خدمت میں اُس نے کہا کہ سلطان نظام الدین اتنا علم نہیں رکھتے ہیں۔ میں نے ان کو بہت دیکھا ہے آپ اتنے بڑے عالم ہوتے ہوئے انکے پاس کہاں جاتے ہیں حضرت مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا کہ خیر ہے مولانا آپ یہ کیا فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ تو علم کا سمندر ہیں، اور اُن کا قلب علوم

از علوم من لدنی آراستہ است ، آں مرد گفت کہ کرات با شیخ نظام الدین ملاقات کردہ ام - او چنداں علم ندارد - برو کجا می روی ؟ مولانا وجیہہ الدین گفت کہ لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ (گفت) از زنہار مگو - ہمیں کہ کلمہ لَاحول وَلَا قوۃ - مولانا وجیہہ الدین بہ زبان راند - آں مرد نزدیک شدہ ، سخن می گفت دُور شدہ ! مولانا وجیہہ الدین دوم بار کلمۂ لاحول گفت ، ایں مرد دُور تر شدہ -

چوں خدمت مولانا بخدمت سُلطان المشائخ رسیدہ ، پیش از آں کہ ، ایں ماجرا عرض می دارد - بہ نورِ باطن فرمود کہ آں مرد را نیکو شناختی - و الّا راہ زدہ بود -

"من لدنی" سے آراستہ ہے - اس نے پھر (یہی) کہا کہ میں نے شیخ نظام الدین سے بارہا ملاقات کی ہے وہ اتنا علم نہیں رکھتے، آپ کہاں جاتے ہیں واپس چلے جائیے - مولانا وجیہہ الدین نے پڑھا لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ اُس نے کہا مولانا ایسا نہ کہو - جوں ہی مولانا نے زبان سے کلمہ لاحول نکالا وہ آدمی جو قریب سے باتیں کرتا چلا آ رہا تھا (یکبارگی) دُور ہوگیا - مولانا نے دُوبارہ کلمہ لاحول کہا تو وہ آدمی بہت دور چلا گیا -

جب مولانا حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہیؒ) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو پیشتر اسکے کہ مولانا یہ ماجرا عرض کریں آپؒ نے نورِ باطن سے دیکھ کر اور معلوم فرما کر خود ہی ارشاد فرمایا کہ "مولانا آپ نے اس آدمی کو خوب پہچانا، ورنہ وہ تو آپ کو گمراہ کر دیتا -

دُشمن قدیم کا بہکانا ثابت ہے

برادرانِ اسلام! حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو شیطان مردود کا دُھوکا دینا قرآن مجید، حدیث شریف اور سیر کی مستند کتابوں سے اچھی طرح ثابت ہے - یہ چند واقعات تمثیلاً لکھے گئے ہیں -

ان حوالجات کی روشنی میں ہمارے حضرت پیر و مرشد (روحی فداہُ) کے ارشاد (مسئلہ تنقیح نمبر ۲) کی صداقت و حقانیت صاف طریقے سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ شیطان نے حضرات انبیاء و اولیا کو دھوکا دیا ہے، جس کے دُھوکے اور فریب سے، حضراتِ مقبولین بارگاہ کو محفوظ رکھنے والا خود حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے - جس کا روز ازل سے فرمان ہو چکا ہے - انّ عبادی لیس لک علیہم سلطان، یہ ہی وعدۂ حق ہے، جو اللہ کے مقبول بندوں کے لئے بچاؤ کی پناہ گاہ اور حصنِ حصین ہے -

کن لوگوں پر فریبِ شیطان کارگر ہوتا ہے

اور شیطان رجیم کے فریب اور دُھوکے میں برباد ہونے والے حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو شریعت مطاہرہ کی حد سے باہر نکلے - اور حفاظت اور بچاؤ کی اس الٰہی پناہ گاہ سے

خود ہی محروم ہو گئے۔

ان ہی لوگوں کے حق میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا "اِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ" (میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔) یہی فریب خوردہ شیطان چند گم راہ لوگ ہیں جن کا ذکر محض ہدایت مخلوق اور مفادِ عامّہ کی غرض سے "رازِ فنا" میں فرمایا گیا ہے۔

اب اسی "رازِ فنا کے بعض مضامین کی تشریح اور وضاحت درجِ کتاب کی جاتی ہے جسے حضرت فخر العارفین رُوحی فداہٗ نے ہم خادموں کے سامنے زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا

رَازِ فنا کی کچھ توضیحات و تشریحات

آدمی سے پہلے دُنیا کی آبادی

سیدنا و مرشدنا حضرت فخر العارفین رح نے ارشاد فرمایا: "آج ہم ایک قصہ سناتے ہیں۔ دُنیا میں انسان سے پہلے جِن آباد تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان میں وہ بُرائیاں پیدا ہوگئیں ـ جو اب انسانوں میں ہیں ایک دوسرے سے جھگڑے فساد اور بہت سی بری باتیں کرنے لگے تو ان پر خُدا کا قہر نازل ہوا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ جنوں کو جنگلوں اور پہاڑوں اور پانیوں میں بھگا کر خود دنیا میں آباد ہو جائیں اور ہماری عبادت کریں۔ حکم الہٰی کے موافق فرشتے جنوں کو نکال کر اور خود دنیا میں رہ کر خدا کی عبادت کرنے لگے۔ قوم جِن کا ایک لڑکا تھا وہ فرشتوں سے مانوس ہوگیا، جو راستہ فرشتے ایک مہینہ میں طے کرتے تھے ابلیس ایک روز میں طے کر جاتا تھا، اس کی رُوح میں انتہا سے زیادہ پرواز تھی۔ اُس نے چالیس ہزار برس زمین پر اور چالیس ہزار فرشتوں کے ساتھ عبادت الہٰی کی اور چالیس ہزار برس معلم الملکوت (فرشتوں کا اُستاد) رہا۔ پھر اپنے (پندار تکبر و غرور) نافرمانی کی پاداش میں مردود ہوگیا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں: ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں　　بود ابدال و امیر المومنیں

(ترجمہ) ابلیس لعین ایک لاکھ برس　　اَبدال و امیر المومنین رہا

ابلیس اتنی ترقی کیسے کرسکا

فرمایا "ہم نے کل مولوی شہاب اللہ کے بڑے بھائی سے کہا کہ شیطان فرشتوں سے عمر میں بھی کم اور عبادت میں کم، پھر کیا

سبب ہے کہ شیطانی طاقت ملکوتی (یعنی فرشتوں کی) طاقت پر غالب آگئی۔ اُس نے خدا تک پہنچے کا کون سا راستہ اختیار کیا۔ جس راستے سے وہ فرشتوں پر سبقت لے گیا اور اس قدر مقبول ہوا کہ فرشتوں کا معلّم بن گیا (یعنی) اس نے کون سا ایسا ذریعہ اختیار کیا کہ جس سے وہ اس قدر جلد خدا تک پہنچ گیا۔

تین راستے ہیں

"وُہ اُس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ تم ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم تمھیں بتاتے ہیں، خدا تک پہنچنے کے تین راستے ہیں۔ ایک کو جمالی کہتے ہیں۔ دوسرے کو جلالی اور تیسرے درمیانی راستے کو بین الجلال والجمال (خوف واُمید کی راہ درمیانی) کہتے ہیں راہ جلال میں خوف وبیم (اور دہشت) کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس راستے سے کوئی نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ خوفِ محض کی وجہ سے نا اُمیدی پیدا ہو جاتی ہے راہِ جمال میں صرف امید ہے خوف کا نام نہیں ہے اور بیچ کے راستے ہیں خوف و رجا (ڈر اور اُمید) دونوں ہیں۔

تمام مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کی راہ

"تمام حضرات انبیاء واولیاء نے یہی درمیانی راستہ اختیار کیا ہے (جس میں اُمید بھی ہے اور دہشت بھی، اس کی رفتار آہستہ ہے۔ مگر سب سے سیدھا راستہ یہی (بیچ کا) راستہ ہے۔ جمالی راستے میں رجا ہی رجا (اُمید ہی اُمید ہے اور رفتار بہت تیز ہے۔ شیطان اِسی راستے سے گیا تھا۔ فرشتوں نے گھماؤ کے راستے ترقی کی تھی اور شیطان نے قریب کے راستے سے۔

لیکن جو اس راستے سے چلا، (اور جس سے کہ شیطان چلا تھا) وُہ آخر میں گرا۔

حافظ فیض الرحمان نے شیطانی راستہ اختیار کیا تھا!

جو بھی راہِ شیطانی چلا وُہ گرا

فرمایا: "حافظ فیض الرحمن (درگاہِ الٰہی کے مردود) نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا، اس راستے سے رفتار اتنی تیز ہے کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں اور برسوں کا راستہ مہینوں میں طے ہو جاتا ہے۔ مگر جو بھی اس راستے سے گیا وہ ضرور گرا (بالآخر بارگاہِ الٰہی سے مردود ہوا۔)

شیطان کا سجدۂ تعظیمی سے انکار

"شیطان نے اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو (تعظیمی) سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ اُس کے دل میں ادب اور خوف خدا نہ تھا) اور کہا کہ میں ناری (آگ کا) ہوں اور آدم خاکی ہیں۔ میرا مقام ان سے بہت بلند ہے۔ گویا اُس نے (بارگاہ خداوندی کی بے اَدبی کی) خُدا کو نا انصاف بنایا، اور معاذ اللہ خُدا کو ظالم ٹھہرایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنّی جاعل فی الارضِ خلیفہ (تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں) تو ابلیسِ لعین نے خلیفۃ اللہ) حضرت آدم ؑ کی توہین کی اور ان پر تھوکا۔ اُمید ہی امید کی وجہ سے ابلیس کو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مردود ہو جائے گا، وہ اپنے آپ کو تنہا مقبول بارگاہ سمجھتا تھا۔ اور (غرور و پندار کی وجہ سے) نہیں سمجھتا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی مقبول اس سے بھی بڑھ کر ہے

فیض الرحمٰن نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا۔ فیض الرحمٰن بھی خدا اور رسول کو گالیاں دیا کرتا تھا اُس نے نہیں سمجھا کہ جو دے سکتا ہے وہ چھڑے بھی سکتا ہے۔ یہ اس کی بڑی حماقت تھی وہ (گویا) شہزادہ تھا اور شاہ احمد اللہ بادشاہ تھے۔ شاہ احمد اللہ کے بعد ان کے خاندان میں حافظ فیض الرحمٰن سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا، اس کی فقیری بہت زبردست تھی مگر خدا کے قہر نے اُسے نیست و نابود کر دیا، ورنہ انسان کی کیا مجال تھی کہ اس پر ہاتھ ڈالتا" اسے ولادت معنوی" تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی ولادت معنوی حاصل تھی۔ "ولادت معنوی" کے بعد کشف ہوتا ہے۔ حافظ فیض الرحمٰن کی حالت ہر شخص نہیں سمجھے گا"

معمولی حیثیت کا آدمی اور اتنا کر و فر

"حافظ فیض الرحمان اس قدر معمولی حیثیت کا آدمی تھا کہ اگر کوئی مہمان آجائے تو دو گائیں بھی ذبح نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے گدی نشین ہونے کے وقت کہا کہ اگر میں سو گائیں ذبح نہ کر سکا تو میں اپنا گلا کٹوا دوں گا۔ اُس نے ایک سو چار گائیں ذبح کرائیں۔ اُس نے سچ کہا تھا اس میں اتنی طاقت تھی جو کہا تھا اُسے پورا کر دکھایا، وہ پانسو گائیں ذبح کرا سکتا تھا۔ ہم نے سُنا ہے کہ بعد میں اس نے کہا تھا کہ آئندہ میں پانچسو گائیں ذبح کراؤں گا۔ ہم نے یہ سُن کر کہا کہ وہ پانچ سو گائیں تو اِس وقت ذبح کر سکتا ہے اس میں بہت بڑی قوت تھی"

ایک سو چار گائیں

اُس نے ایک وقت میں ایک سو چار گائیں ذبح کیں تو اگر ایک گائے کا ایک مَن گوشت رکھا جائے تو ایک سو چار من گوشت ہوا۔ اگر ہر گائے میں دو من گوشت فرض کیا جائے تو دو سو آٹھ من گوشت ہوا (اتنے گوشت کے لئے) چاول کتنے خرچ ہوئے ہونگے اور مصالحہ وغیرہ دوسرا خرچ اس کے علاوہ ہے"

مخاطب سے فرمایا: "آپ نے کہیں دیکھا یا سُنا ہے کہ کسی (ایسی حیثیت کے آدمی) نے اس قدر گوشت کھلایا ہو؟"

حافظ فیض الرحمن بہت غریب آدمی تھے، مگر ان کو اس قدر ہمت کیوں ہوئی۔ اس میں ایک راز ہے۔

تصرّف کی قوت

فرمایا: "اُسے بہت قوت تھی، بہت تصرّف تھا۔ وہ صاحب مقام رہا اُس کی فقیری بہت زبردست تھی۔ صرف جوش وخروش کی فقیری نہ تھی کیوں کہ اُسے ولادت معنوی تھی، وہ شہزادہ (یعنی شاہ احمد اللہ کا ولی عہد) تھا۔ مگر خدا کے آگے کچھ بھی نہ تھا۔ غضب الٰہی نے اُسے نیست ونابود کردیا۔ ایسا واقعہ اور کبھی نہیں ہوا کہ اس مقام کا درویش اور اس قوت کا آدمی یوں ہلاک ہوا ہو۔)

ترکِ اَدب

"شاہ احمد اللہ کا مزار فیض الرحمان کے مکان کے اُتر کی طرف ہے۔ ہم نے سنا کہ گدی نشین ہونے کے بعد فیض الرحمان اُتر کی طرف پاؤں کرکے سوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب شاہ احمد اللہ کے پاس کچھ نہیں رہا۔ ان کا ذکر مت کرو۔ (یہ بے اَدَبی ناپاک ولادت معنوی کی ایک علامت وتاثیر تھی) ہم نے سن کر کہا اُس نے سچ کہا شاہ احمد اللہ کے پاس جو کچھ بھی تھا (ناپاک) ولادتِ معنوی ہونے کے بعد، اُس نے سب لے لیا۔

"شاہ جارج پنجم اگر یہ کہیں کہ ملکہ (وکٹوریہ اور ایڈورڈ ہفتم) کے پاس کچھ نہیں رہا۔ اب میں بادشاہ ہوں اور اب میری ہی سلطنت ہے، تو اُن کا یہ کہنا) ٹھیک ہے یا نہیں؟"

ولادت معنوی حاصل ہونے کے بعد ایسا ہی فیض الرحمان نے کہا (اس نے روحانی شاہ احمد اللہ کا سب کچھ لے لیا تھا۔

اسی طرح ناپاک "ولادت معنوی" کے خاصہ اور تاثیر کی وجہ سے (جیسا کہ "راز فنا" میں بیان کیا گیا ہے۔) مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں، جیسے کہ کہا۔ ع

عیسیٰ کجا است تا بہ نہد بہ منبرم

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

فرمایا: "ولادتِ معنوی" کسی مرید کو دینی، پیر کے اختیار میں نہیں ہے، خدا جس کو چاہتا ہے اس کو دیتا ہے جیسے کہ جارج پنجم کا ملکہ کا پوتہ ہونا نہ تو ملکہ کے اختیار میں تھا نہ ملکہ کے لڑکے کے اختیار

میں تھا۔ اسی طرح شاہ احمد اللہ کے بھی اختیار میں نہ تھا۔

یہ باتیں کب معلوم ہوئیں فرمایا: ”یہ باتیں ہمیں اسی سال ۱۳۲۵ھ میں معلوم ہوئیں۔ ہم نے نہ تو کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی سے سنا کہ ولادتِ معنوی پاک اور ناپاک (دونوں طرح کی) ہوتی ہے!“

مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کی تشریح

رشد و ہدایت میں سب سے بڑھ کر مظاہر الاسلام (ساکن میرٹھ) سے ارشاد فرمایا: ”دنیا میں جتنی مخلوق ہے اس مخلوق میں اوّل درجۂ ہدایت پر کون ہے؟“ خود ہی فرمایا ”سب سے اول درجہ ہدایت پر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ انھیں غیب سے ہدایت ہوتی ہے۔ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (حضرات انبیاء کے بعد) ہدایت کے دوسرے درجہ پر حضرات اولیاء اللہ ہیں۔ تیسرے درجے پر عوام ”المومنین ہیں) پھر فرمایا ”اس کا کیا سبب ہے کہ مرزا غلام احمد کو حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا و علیہ السلام) کی وفات کا اور اپنے مسیح موعود ہونے کا یقین ہوا، اُن کے قلب میں کیا بات آئی جس کی وجہ سے اُنھیں ایسا یقین ہوگیا۔؟ کیا کسی نے اس کا سبب لکھا ہے؟“

(مخاطب نے عرض کیا کہ نہیں)

آوازِ غیبی دو طرح کی خود ہی ارشاد ہوا ”یقین غیبی آواز سے پیدا ہوتا ہے۔ آوازِ غیبی دو قسم کی ہوتی ہے۔ پاک، ناپاک۔ پاک آوازِ غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ جسے نبی و رسول سنتے ہیں اور اسی آوازِ غیبی کے سننے پر اُنھیں اپنے نبی و رسول ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اگر تمام دنیا اُن کی مخالف ہو (اُن پر دُنیا میں ایک شخص بھی ایمان نہ لائے تو بھی ان کا یقین یہی ہوگا کہ میں نبی اور پیغمبر ہوں، کیوں کہ غیبی آواز نے یہی بتایا ہے۔ اگر ان کے سامنے آسمانی کتاب بھی رکھ دی جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حکم منسوخ ہے (مجھے جو حکم خدا سے ملا اب اس پر عمل کرنا ہوگا۔

نبی ہونے کا یقین اگر ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ الصلوٰۃ والتسلیم کو کوئی بھی نبی نہ مانتا تو بھی آپ کو اپنی نبوت کا یقین اسی آوازِ غیبی (وحی) کی وجہ سے ہوتا۔)

[illegible] آوازِ غیبی)

ناپاک آوازِ غیبی " دوسری ناپاک آوازِ غیبی، ناپاک جنوں اور خبیثوں کی ہوتی ہے (یہ ہے ناپاک غیبی آواز) اسی ناپاک آوازِ غیبی نے مرزا غلام احمد کو گمراہ کیا۔

"جس طرح پاک آوازِ غیبی کی وجہ سے اوّل درجۂ ہدایت پر حضراتِ انبیاء ہیں اسی طرح جن اور موکل کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اول درجے کے گمراہ یہ لوگ ہوتے ہیں" (جیسے کہ یہ مین انخاص جن کا مذکور رازفنا میں ہوا ہے۔

" مرزا غلام احمد کا یہ حال تھا کہ وہ غیبی آوازیں سنتے تھے، اور اُنھیں یقین تھا کہ مسیح موعود میں ہوں اور یہ یقین موکلین کی غیبی آواز پر ہوا۔ اُن کو غیبی آواز سنائی دیتی تھی، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زبان سے ایک بات کہتے ہیں مگر دل میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد ایسے نہ تھے کہ ان کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ اس کا سبب وہی آوازِ غیبی تھی۔ جسے وہ سنتے تھے مگر تمام دنیا ان کو نہ مانتی۔ جب مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود ہی سمجھتے "

(جیسے کہ رازِ فنا میں تحت عنوان "مرزا غلام احمد قادیانی لکھا گیا ہے کہ)

زُعمِ باطل (معنوی) ولادت کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں اُنھیں موکلین آوازیں دیتے اور غیبی خبریں سنانے لگے، اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے اس کی رُوح تمھارے دل میں داخل اور پیدا ہوگئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو، اُن کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی رُوح میرے اندر داخل ہوگئی ہے، اسی وجہ سے عیسیٰ (مسیح موعود) ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت اُن کا یہ یقین محض زعمِ باطل پر مبنی تھا، کیوں کہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع (خدا) کے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام کی نہ تھی بلکہ اس سالک موکّل نفر یعنی عامل کی تھی" (جس کا نام عیسیٰ تھا)

قبرِ عیسیٰ کشمیر میں (از مؤلّف کتاب) واضح ہو کہ مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جانے کے مدعی تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ان کی قبر بھی معلوم ہے جو کشمیر میں ہے اور اس مدفون قبر کا نام عیسیٰ ہے)

تمیز مشکل ہے فرمایا: " پاک اور ناپاک غیبی آواز کی تمیز (بلحاظِ مقدورِ بشری)، ناممکن ہے۔ جب تک خدا نہ بتائے جس طرح فرشتوں کو خدا نے طاقت دی ہے کہ جس شکل میں چاہیں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں، اسی طرح جنوں کو، شیطان کو (اور اُس کی ذرّیات کو) یہ قوت بخشی ہے کہ جس صورت میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہے اور آواز دے سکتا ہے۔

(فرشتے مختلف صورتیں اختیار کرسکتے ہیں) چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل (علیہ السلام) مختلف صورتوں میں آئے ہیں۔ کبھی دحیہ کلبی رض صحابی کی صورت میں کبھی کسی بدوی سائل کے روپ میں وغیرہ۔

"اس بات کی تمیز کہ یہ فرشتہ ہے (دیو ہے۔) یا جن ہے یا پری؟ بہت مشکل ہے۔ خدا ہی پہچان دے تو ہوسکتی ہے۔"

ایک نام کے دو شخصوں کی آواز

فرمایا۔" اچھا ایک بات بتایئے۔ دو شخص ہیں۔ دونوں کا نام زید ہے۔ ایک زید عالم اور بزرگ مشہور ہے اور دوسرا زید چور اور غیر معروف ہے آپ رات کے وقت اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہیں، کہ اس زید نے جو چور ہے کمرے کے باہر سے آواز دی اور اپنا نام بتایا کہ میں زید ہوں، نام سنتے ہی آپ کو خیال ہوا کہ یہ وہی زید ہیں جو عالم اور بزرگ ہیں، اور آپ کو اس کا یقین کامل ہوگیا تو اسے محاورہ اردو میں کیا کہیں گے (کن لفظوں میں اس کی تعبیر کریں گے؟")

علماء کے محاورہ میں ایسے موقع پر "جہل مرکب" مستعمل ہے۔ میاں رحمت علی نے "مغالطہ" اس کے معنی بتائے۔ لیکن مغالطہ کے معنی دھوکا دینے کے ہیں اور وہ زید دھوکا نہیں دیتا ہے بلکہ اس نے آواز دی اور پھر اپنا نام سچ بتایا اور آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی مشہور و معروف بزرگ زید ہے۔

مرزا صاحب کا ماجرا یہی تھا

فرمایا" مرزا غلام احمد قادیانی کا یہی حال تھا۔ کہ موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں انھیں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے۔ اس کی روح تمھارے دل میں داخل اور پیدا ہوگئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو۔"

(یہ آوازیں سن کر) ان کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ حقیقتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح میرے اندر داخل ہوگئی ہے اور موکلوں کو نہیں پہچانا، ان کو فرشتہ اور ان کی آواز کو وحی یقین کیا اور عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔

"مگر ان کا یہ یقین زعم باطل پر مبنی تھا۔

سچ اور جھوٹ کیا ہے؟

مخاطب سے فرمایا" بتاؤ! سچ اور جھوٹ کے کیا معنی ہیں؟" فرمایا "اگر کوئی شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، مگر دل میں وہ جانتا ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا تو تم اسے جھوٹا کہو گے۔ کیوں کہ اس کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے۔"

"لیکن ایک شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا۔ اور اُسے شمس الاسلام کے آنے کا یقین ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا تو ایسے آدمی کو تم سچا کہوگے یا جھوٹا؟ اُس کا دل اور اُس کی زبان تو ایک ہے۔ لیکن واقعہ خلاف ہے۔ یعنی اُسے یقین ہے اور اس کو کسی نہ کسی طرح علم ہے کہ شمس الاسلام آیا ہے۔ مگر نفسِ واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ وہ اپنے علم کے مطابق سچ کہہ رہا ہے۔ اگرچہ نفسِ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

مظاہر الاسلام نے عرض کیا۔ "ایسی صورت میں اس سے مواخذہ کیسے ہوگا۔؟"

مواخذہ اِس لیے ہوگا

فرمایا "کفر کو کافر، اور عیسائیت کو عیسائی سچّا جانتے ہیں اور انھیں اپنے مذہب کی سچائی کا یقین ہے مگر (اس کے باوجود) وہ گم راہ ہیں اور خدا کا اُن پر عذاب ہوگا کہ دینِ حق کا پیغام کیوں نہ قبول کیا؟ اور خدا کے آخری اور کامل و اکمل قانون کی کیوں پیروی نہ کی) یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی اور حافظ فیض الرحمٰن کا ہے کہ وہ خود جو آوازیں سنتے تھے (ان کو کتاب و سنت پر کیوں نہیں پیش کرتے تھے) اور ان آوازوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف سے بڑھ کر سچّا (کیوں) سمجھتے تھے اور مرزا غلام احمد کو تو یہ دعویٰ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے۔ پس یہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پناہ سے (دانستہ) باہر نکلے نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان مردود کے شکار ہوگئے۔ ایسے شخص سے مواخذہ کیوں نہ ہو؟"

یقین کے آثار

فرمایا "یقین کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یقین کے بعد جوش پیدا ہوتا ہے؟ تقریر پر جوش ہوجاتی ہے اور چہرے پر رونق اور نور آجاتا ہے۔ جس طرح کہ کسی مکان میں آگ خواہ مالک کے ہاتھ سے لگے، خواہ کسی چور کے ہاتھ سے لگ جائے مگر وہ ہر صورت میں جلائے گی کیوں کہ آگ کا کام جلانا اور روشن کر دینا ہے۔ اسی طرح یقین، خواہ پاک ہو خواہ ناپاک دونوں حالتوں میں جوش پیدا ہوگا اور چہرے پر نور آئے گا۔

نور کے اقسام

" نور کی دو قسمیں ہیں۔ رحمانی اور شیطانی۔ چہرے پر نور دونوں قسم کے یقین کی وجہ سے آسکتا ہے۔

فرمایا " رحمانی اور شیطانی نور کی پہچان (ہر شخص کے لئے) بہت مشکل ہے۔ ظاہری علم و فضل سے اس کی تمیز نہیں ہوسکتی، ورنہ مرزا غلام احمد جیسے عالم و فاضل گم راہ نہ ہوتے جس کو خدا علم عطا فرمائے وہی تمیز کرسکتا ہے!"

نہ دیکھا نہ سُنا

فرمایا "یاد رکھنا کہ ان تین شخصوں کے حالات میں یہ بات جو ہم تم سے کہہ

کہہ رہے ہیں کہ آواز غیبی پاک اور ناپاک دونوں ہوتی ہیں۔ ہمیں پیش نز کچھ معلوم نہ تھی بہت کتابیں تصوف اور حدیث و فقہ و تفسیر کی ہیں مگر یہ باتیں ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھیں اور نہ ہم نے کسی سے سنیں اور نہ ان باتوں کا تعلق علم ظاہر سے ہے۔ امسال حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے خواب اور مکاشفے میں ہمیں علم دیا ہے

بے کتاب و بے مؤند و استا   بینی اندر دل علوم انبیاء

ان تینوں حالات معلوم ہونے کے بعد بہت سی غلط باتیں صحیح ہوگئیں اور بہت سی صحیح باتیں (جن کا علاقہ حقائق الٰہیہ اور حقائق کتاب و سنت سے نہ تھا) غلط ہوگئیں۔

زمانہ حال کے دو دجال

فرمایا "حافظ فیض الرحمٰن پر خدا کا عذاب یہاں (دنیا ہی میں نازل ہوا (اور قہر الٰہی نے) اُسے نیست و نابود کر دیا اور مرزا غلام احمد پر وہاں) دوسرے عالم میں) عذاب ہوگا اور وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ مرزا غلام احمد کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے، اور حافظ فیض الرحمٰن نے اپنے آپ کو یہ مشہور کیا کہ میں (غیبی) محکمہ تار برقی اور محکمہ احکام غیبی ہوں۔ ہمارے زمانے میں یہ دونوں دجال ہوئے ہیں۔ ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر، اور دوسرا ہندوستان کے پُورب سرے پر! ان کے اندرونی حالات اس قدر پیچیدہ (اور اتنے گہرے) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ لیکن جسکو خدا بتلائے!"

ہلاکت کے خواب

۱۶ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ شب جمعہ کو جس رات حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد اللہ کی قوت موثرہ اور فقیری غضب الٰہی سے ہمارے حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ کے دست حق پرست سے ہلاک ہوئی۔

اُس شب میں حافظ فیض الرحمان کے گاؤں (سات باریا) کے رہنے والے دو شخصوں نے خواب میں دیکھا۔

(الف) ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ہاتھوں حافظ فیض الرحمان کی فقیری کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک و برباد کر دیا۔

(ب) غالباً اُسی رات کو منشی عبدالقدیر نے دہلی میں دیکھا کہ مرزا غلام احمد کی لاش کفن میں لپٹی ہوئی ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس نے ہمارے حضرت قبلہ کا مقابلہ کیا تھا اور بے ادبی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

جب یہ خواب خدمتِ مبارک میں عرض کیا گیا تو آپ نے خواب سن کر فرمایا:-

"منشی عبدالقدیر کا خواب سچا ہے، لکھ لیا جائے۔"

رویائے صادقہ

مؤلف کتاب خواب کی تعبیر تو عرض نہیں کرتا مگر ظاہراً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں گمراہوں کی قوت موثرہ اور ولادتِ معنوی کی ہلاکت کا جو معاملہ عالمِ غیب میں گزرا اس کی اطلاع بذریعہ "رویائے صادقہ" اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظاہر فرمائی گئی!"

قادیانی جماعت کا حال

رازفنا کی اشاعت کے بعد میرٹھ کے مظاہرالاسلام خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، اُن سے دریافت فرمایا کہ مرزا غلام احمد کی جماعت کا اب کیا حال ہے؟ اور ہندوستان میں اب لوگوں کے ان کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ انہوں نے عرض کیا قادیانی جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہوچکی ہے۔ ایک فرقہ احمدی لاہوری کہلاتا ہے۔ دوسرا احمدی قادیانی (پہلا فرقہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتا۔ صرف مجدد مانتا ہے اور دوسرا فرقہ نبی نہ رسول مانتا ہے۔ ہندوستان میں اب اس جماعت کا اگلا سا حال و اعتبار نہیں رہا۔ پول کھل گیا ہے اور عام طور پر لوگ واقف و آگاہ ہوچکے ہیں کہ قادیانی تحریک کا منشا و مقصد تو بارگاہِ رسالت سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔ (مرزا صاحب کے جانشین اور بیٹے کا تو مندرجہ ذیل اعلان ہے۔)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کا نام بھی نہ سُنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (نعوذ باللہ) آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

استخارہ حق معین میں نہیں ہے

مظاہرالاسلام نے دورانِ تذکرہ یہ بھی عرض کیا کہ ایک قادیانی نے کہا کہ میں نے تو استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہے؟ اس لئے میں نے ٹھیک کام کیا ہے۔

فرمایا: "حق کی دو قسمیں ہیں حقِ معین اور حق دائر۔ حقِ معین وہ جو خود حق ہے جیسے کہ اسلام اور اس کا مدمقابل بھی باطل جیسا کہ کفر و شرک اور حق دائر وہ ہے جو خود حق ہے اور اس کا مدمقابل بھی حق ہے، جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی (حضرت ائمہ مجتہدین کے یہ چاروں مذاہب حق دائر ہیں۔ استخارہ حق معین میں جائز نہیں۔ حق دائر میں جائز ہے۔

لہٰذا قادیانی کا یہ کہنا حقِ معین میں استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا۔ یہ سراسر باطل بلکہ کفر ہے کہ حقیقت میں تو قادیانی مذہب اسلام کا مدمقابل اور باطل ہے اُسے اختیار

کرنے کے لئے استخارہ کا کیا عمل اور کیا جواز؟

قادیانی مذہب کا عروج و زوال

از مؤلف اور ہمارے حضرت پیر و مرشد۔ حضرت فخر العارفین رحؒ کے الہامی ارشادات اور غیبی پیش گوئی کی تصدیق ملاحظہ ہو۔

قادیانیت کا عروج مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے انتقال کے بعد، قادیانی مذہب کو اور بھی ترقی ہوئی تھی۔ خود قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ اب اُن کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔" (خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی زندگی میں دعویٰ کیا تھا کہ قریباً چار لاکھ انسان اُن سے بیعت کر چکے ہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۱۱۔ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

"اور قادیانی جماعت کی انجمنیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں قائم ہوگئی تھیں پرجوش تقریریں ہوتی تھیں اور قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔ مسلمانوں سے مناظرہ و مباحثہ اور مجادلہ کرتے تھے۔ کثرت سے پمفلٹ اور اخباروں میں اعلان شائع کئے جاتے تھے۔ قادیانی وفد ہندوستان بھر میں دورے کرتے تھے اور قادنیت کی اشاعت کرتے تھے۔ اور علماء اسلام، گوشہ گوشہ میں قادیانیت کی تردید زبان و قلم سے کرتے تھے (جزاہم اللہ) اس کے باوجود قادیانیت کا عروج بڑھتا ہی جاتا تھا۔

انگلستان اور برلن جرمنی تک قادیانی مشن قائم ہو گئے تھے۔ قرآنِ مجید کے انگریزی ترجمے شائع کئے جاتے تھے۔ جو ترجمے کہ قادیانی معتقدات سامنے رکھ کر کئے جاتے تھے۔ اور اس طریقے سے قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔ ان سب باتوں کا مجموعی اثر و نتیجہ یہ نکلتا کہ قادیانی مذہب کا عروج ہوتا چلا گیا۔

"قادیانی تحریک پر ایک وقت ایسا گزرا تھا کہ ایک ایک دن میں پان پانسو اور ہزار ہزار مسلمانوں نے قادیانی مذہب قبول کیا۔

قادیان کے اخبار "الفضل" نے لکھا تھا کہ:

۱۹۰۹ء میں چار لاکھ کی جماعت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتی تھی "

(الفضل مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۲۴ء جلد ۱۱ نمبر ۶۷)

خلیفۂ قادیان مرزا محمود احمد صاحب نے سب جج گورداس پور کے اجلاس میں بیان دیتے ہوئے کہا:

" میں جماعتِ قادیانی کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں، چار پانچ لاکھ کی جماعت ہے " (اخبار الفضل قادیان ۲۶ر جون ۱۹۲۲ء)

قادیانیت کا تنزل

یہ قادیانیت کے عروج کا حال تھا، اب تنزل ملاحظہ ہو۔ کہ " ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء کی شب کو ان کی قوت موثرہ خدا کے غضب سے ہلاک کردی گئی۔ اُسی دن سے ان کے مذہب کا تنزل شروع ہوا۔

قادیانی خواہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا مرکز (قادیان) سے دونوں کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔ پھر تمام مذکورہ باتیں مفقود ہیں۔ اب تو یہ لوگ لکیر کے فقیر ہیں۔ اب کچھ آثار نظر آرہے ہیں تو یہ وہی ہیں جو برطانوی حکومت کی طرف سے اس جماعت کی " وفاداری " کے صلہ کے طور پر وقتاً فوقتاً اعلیٰ و ادنیٰ ملازمتوں اور سرکاری قدردانیوں کی صورت میں بخشش ہوتے تھے۔

واضح ہو کہ قادیانی اس پندار اور اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہماری تعداد چار پانچ لاکھ سے بڑھ کر اور زیادہ ہوگئی ہوگی۔ لہٰذا قادیانی جماعت نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اسلامی جماعت سے اپنا جُدا گانہ اندراج کرایا تاکہ عوام پر اپنی ترقی کا اثر ڈالا جائے۔

صرف پچھتر ہزار نکلے

مگر خدا کے فضل سے قادیانیوں کو اپنے ارادے اور منصوبے میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا ۱۹۳۱ء کو مردم شماری کی رپورٹ میں قادیانیوں کی کل تعداد ۷۵ ہزار نکلی۔

کتاب "قادیانی" مذہب مصنفہ جناب پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب صفحہ ۳۰۴ بحوالہ اخبار الفضل قادیان ۲۱ر جون ۱۹۳۴ء)

پھر ہمت نہ ہوئی

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیت کے زوال کا نقشہ مستند طریقے سے سامنے آگیا تو ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں اپنا جُدا گانہ اندراج کرانے کی ہمت نہ ہوئی اور عام مسلمانوں کے ضمن میں قادیانیوں نے اپنا اندراج کا غذات مردم شماری

سرکاری میں کرایا تاکہ پردہ ڈھکا رہے۔

اور بھی زوال ہوگا

پس "رازِ فنا" میں ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ حق ثابت ہوا، حرف بحرف پُورا ہوا اور تمام وکمال پورا ہوکر رہے گا۔ کہ قادیانی مذہب کا آئندہ اور بھی زوال ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آپ کا ارشاد ہے کہ:

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی (کیوں کہ ان کی قوت موثرہ باقی تھی) ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہوکر تنزل شروع ہوگیا (کیونکہ غضب الہٰی سے وہ قوت موثرہ ہلاک ہوگئی جو قلوب کو کشش کرتی تھی، اب حق سبحانہٗ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تنزل کہاں تک پہنچے گا۔"

درخت جڑ سے کاٹ ڈالا گیا ہے

قادیانی مذہب کے متعلق آپ کا دوسرا ارشاد یہ ہوا تھا پیپل کا درخت اگر جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس کے خشک ہونے میں دیر لگتی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ مرزا صاحب کی قوتِ موثرہ جس سے ان کے مذہب کو ان کی زندگی میں اور ان کے بعد ترقی ہوئی تھی خدا کے غضب سے ہلاک کردی گئی۔ جڑ کٹ گئی اور (یہ درخت) رفتہ رفتہ خشک ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہمارے حضرت فخر العارفین رضہ حامی دینِ متین، ناصر الاسلام والمسلمین نے جو فرمایا اُس کی صداقت اور سچائی دوپہر کے چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہوگئی کہ قادیانی مذہب کی ترقی ختم ہوئی اور تنزل اس درجے کو پہنچا کہ پچھتر ہزار کی تعداد ہی کائنات اس جماعت کی رہ گئی آئندہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اُمید ہے کہ اور زیادہ تنزل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

سنا جاتا ہے کہ اب مرکز قادیان کی یہ کوشش ہے کہ قادیان کو آگرہ کا دوسرا دیال باغ بنا دیا جائے۔ جہاں صنعتی اور تجارتی کاروبار ہے۔ پس قادیان میں بھی صنعتی کارخانے کھولے جائیں اور تجارت بڑھائی جائے اور یہ اس لئے کہ مستقبل تاریک ہے، مادی ترقی سے ہی اپنی ہستی کی بقا وابستہ سمجھتے ہیں۔

یہی حال دوسرے دونوں شخصوں کا ہوا

یہی حال شاہ احمد اللہ کے طریقے کا ہوا کہ ان کا عروج ختم ہوکر تنزل شروع ہوا۔ صرف کچھ لکیر کے

فقیر رہ گئے ہیں ۔ وہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو رہے ہیں ۔

اور حافظ فیض الرحمٰن کا تو عروج ۱۳۲۵ھ میں ختم ہوگیا تھا ، اس کے بعد جتنے دن زندہ رہے گم نام اور خراب و خستہ حال رہے ۔ اب ان کے طریقے کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا ۔ و ما علینا الا البلاغ ۔

اب اس کے بعد "راز فنا" کے بعض دوسرے مضامین متعلقہ ولادت معنوی اور قوتِ موثرہ وغیرہ کی وضاحت کی جاتی ہے ۔

مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفینؒ کی ایک پُر اَسرار تقریر

سترہ ماہ ذی القعدہ ۱۳۴۸ھ کی تاریخ ہے ، چاشت کا وقت ہے مجلس خاص ہے ۔ جس میں علوم اسلامیہ کے عالم و فاضل بھی حاضر خدمت اقدس ہیں اور نئے مغربی تعلیم یافتہ بھی اور بہت سے طالبانِ خدا ، لکھے پڑھے اصحاب بھی ہیں ، مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رح نے مسئلہ ولادتِ معنوی ، اور قوتِ موثرہ اور اس کی وضاحت اور اس کی تفصیل میں اور اس کے حقائق و اسرار میں آغازِ کلام فرمایا اور ایسی پر اسرار تقریر ارشاد فرمائی جس سے طریقت کے بعض پوشیدہ اور اہم مسائل بے نقاب ہو گئے اور اسلام کی حقانیت و صداقت عالم تاب آفتاب کی طرح ظاہر ہو گئی اور تمام دیگر اہلِ مذاہب کی غلط فہمی ، فریب خوردگی اور پاک و ناپاک فقیری کی تفریق واضح ہو گئی ۔ سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا ۔

تیرہ صدی میں پہلی بار

اس مجلس شریف کے آخر میں آپ نے فرمایا تھا ۔

"تیرہ سو سال کے اندر کسی بزرگ نے ولادت معنوی کی توضیح اور تفصیل بیان نہیں فرمائی ۔ البتہ ولادت معنوی کے متعلق اشارے کئے آج خدا جانے کیا سبب ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے اتنی باتیں کہہ دیں" اور پھر آپ نے ہم خادموں کے حق میں دعا فرمائی ۔

اس مبارک ارشاد کے بعض حصے یہ خادم (مولف کتاب) اپنی یاد داشت اور اپنے فہم کے مطابق قلمبند کرتا ہے بعونہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ۔

تقریر مبارک و پُراسرار یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت قبلہ فخرالعارفین قدس سرہ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا:

بچہ شیر کی ہلاکت

"رازفنا" میں حافظ فیض الرحمان کی فقیری، ہلاک ہونے کا ذکر ہے کہ ایک جاندار چیز شیر کے بچے کی صورت میں تھی اُسے مار کر اور جلا کر تالاب میں گاڑ دیا۔ بتاؤ وہ کیا چیز تھی؟

سب حاضرین دربار چپ رہے۔

جواب سوال میں خود ہی فرمایا: "وہ چیز حافظ فیض الرحمٰن کی قوتِ موثرہ تھی، جو ذات سے علیحدہ صفات ہے۔ اگر یہ قوت باقی رہ جاتی تو اس قوت سے ان کے طریقے کا عروج ہوتا اور اس کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے۔

یہ چار حقائق بیان فرمائے

مذکورۂ بالا ارشاد میں چار باتیں آپنے فرمائیں۔

۱۔ حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری (عالمِ غیب میں) شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

۲۔ وُہ ان کی قوتِ موثرہ تھی۔

۳۔ قوتِ مؤثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے۔

۴۔ قوتِ موثرہ پر ہلاک اور قتل وارد ہو سکتا ہے۔

ان چار حقائق کی تصریح

اب جو ارشادِ پاک بیان کیا جاتا ہے۔ ان چار امور کا ثبوت اور ان کی تصریح و تشریح ہے۔

قوتِ موثرہ، ناپاک ولادتِ معنوی کی تمثیل

فرمایا کہ شیخ سدّو اور علاؤالدین، جن کا چراغ شہرت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں عام طور سے مشہور ہے کہ یہ ناپاک اور خبیث ہیں جو لوگوں کو ستاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ بتاؤ یہ کیا بات ہے؟ کیوں کہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس کے جسم سے رُوح نکل جاتی ہے تو اب وہ

مردہ (لاشۂ بے جان) ہے پھر اس انسان کے مردہ ہو جانے اور دُنیا سے گزر جانے کے بعد یہ کیا چیز ہے جو اس عالم میں ظاہر ہوتی اور تصرّف کرتی ہے جس طرح کہ شیخ سدّو وغیرہ سے ان کے مرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔؟

جواب، ارشاد فرمایا "یہ اُن کی قوت موثرہ، ناپاک ولادت معنوی ہے کہ جو ذات سے علیحدہ صفات ہے!"

ثبوت دلائل شرعیہ سے فرمایا "قرآنِ مجید اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس آدمی کا انتقال غیر ایمان (کفر) پر ہوتا ہے اس کی رُوح سجین جاتی ہے اور جس آدمی کا ایمان کے ساتھ انتقال ہوتا ہے تو اس کی رُوح علیین میں جاتی ہے اور جسم قبر میں رہتا ہے اور دونوں کی رُوح قیامت تک وہیں (سجین یا علیین میں) محفوظ و محصور رہتی ہے۔

قرآن میں فرمایا قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا۔

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (پارہ عم سورہ) (ترجمہ) تحقیق اعمالنامہ بدکاران کا البتہ بیچ سجین کے لئے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے سجین؟ دفتر میں لکھا ہے

تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی نے "فتح العزیز" میں اس آیت کی تفسیر میں جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے (مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۹۴-۹۵)

"سجین صیغہ مبالغہ سجن سے ہے، معنی زندان تنگ و تاریک، یہ مقام سجین زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے ہے (یہ) دوزخیوں کے مرنے کے بعد اُن کی ارواح کا قید خانہ ہے اور (یہ) بدکاروں کی رُوح کے رہنے کی جگہ ہے۔ قیامت تک ان پر طرح طرح کا عذاب اس قید خانہ میں ہوگا۔

نیکوں کی جگہ اس صورت کی دوسری آیتِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:-

ان کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ (ترجمہ) تحقیق عمل نامہ نیکوں کا البتہ بیچ علیین کے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے علییون؟ دفتر ہے لکھا ہوا

اس کی تفسیر میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"مقام علیین ساتوں آسمان کے اوپر ہے۔ موت کے بعد نیکوں کی ارواح وہاں جاتی

ہیں۔ اور (یہ مقام علیین) مقربان یعنی انبیاء اولیاء کی ارواح کا مستقر (رہنے کی جگہ) ہے۔''

اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد نیکوں کی رُوح علیین میں اور بدوں کی رُوح سجین میں رہتی ہے تو پھر شیخ سدّو وغیرہ سے جو تصرفات اس دنیا میں ہوتے ہیں وہ دراصل ان کی رُوح کے تصرفات نہیں ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی رُوح اپنے اپنے مقام میں محصور و محفوظ ہے، بلکہ یہ تو ان کی قوت موثرہ ناپاک کے تصرفات ہیں۔

قوت موثرہ پاک ولادت معنوی کی دوسری تمثیل

قُوّتِ مُوَثّرہ ناپاک ولادت معنوی کا بیان فرمانے کے بعد حضرت قبلہ (روحی فداہ) نے پھر حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا:۔

''بتاؤ حضرات انبیا علیہم السلام کے دنیا سے گزر جانے کے بعد ان کے مذہب کا عروج و ترقی، اور ان سے ہدایت مخلوق کس طرح ہوتی ہے کیوں کہ دنیا سے تو یہ حضرات رحلت فرما چکے۔ اور جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ان حضرات کی ارواحِ مقدسہ کا مستقر قیام علیین ہے۔ پھر وہ کون سی قوت ہے کہ جس سے ان حضرات کے پردہ فرمانے کے بعد ان کے مذہب کو عروج ہوتا ہے۔ چناں چہ ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے مذہب کا عروج ان کے بعد ہوا ہے!''

حاضرین متحیّر اور خاموش رہے۔ جواب میں فرمایا:۔

''یہ عرُوج اور ترقی اور ہدایت مخلوق ان حضرات کی قوت موثرہ پاک ولادت معنوی کے تصرف سے ہوتی ہے، جب تک حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہے۔)

چند اُمور موقوف علیہ

آپ کے مندرجۂ بالا پُر اسرار کلام کو سمجھنے کے لئے چند امور موقوف علیہ کو بطور مقدمہ پہلے جان لینا مفید اور ضروری ہے۔ یہ کہ:۔

۱۔ قوتِ موثرہ نتیجہ ہے اعمال کا (وماکسبت ایدیکم) خواہ وہ عمل جلالی اسمائے حُسنیٰ کی تاثیر کا ہو، خواہ اسمائے حسنیٰ جمالی کی تاثیر کا۔

۲۔ عالمِ مثال مستقر ہے، قوت موثرہ کا۔

۳۔ اقسام فنا۔

۴۔ عالم مثال سے قوتِ موثر کا تعلق اور اس کی ترقیات۔

۵ - ولادتِ معنوی دو طرح کی ہے پاک اور ناپاک۔

۶ - قوتِ موثرہ رُوح کی صفت ہے۔

۷ - قوتِ موثرہ پر ہلاک اور سلب کا وارد ہونا۔

اُمور مندرجۂ بالا کی توضیح

۱ - قوتِ موثرہ نتیجہ ہے اعمال کا خواہ عمل اسمائے حسنیٰ جمالی کی تاثیر کا ہو خواہ جلالی اسمائے حسنیٰ کی تاثیر" (وماکسبت ایدیکم)

ارشاد فرمایا: "سالکوں میں جو مرتاض لوگ ہوتے ہیں اور ذکر و شغل اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ کثرتِ ریاضت کی وجہ سے پہلے اُن کے فضائے قلب میں گرم ہوا (حرارت) پیدا ہوتی ہے اور ایک زمانۂ دراز تک ریاضت و مجاہدہ و تصفیہ و تجلیہ کرنے سے یہ قوت ان کے دلوں میں اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے شمار کشف و کرامات یا استدراج کا ان سے ظہور ہوتا ہے "اس کو اصطلاح میں قوتِ موثرہ کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ قوت موثرہ کو وراثتاً حاصل کرنے کا یہ ہے کہ کسی درویش سے یا عامل موکلی فقیر کی قوت موثرہ سے کسی سالک کے دل میں قوت پیدا ہو جائے"

"اس کو ولادت معنوی کہتے ہیں"

ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ بغیر ریاضت کے وراثتاً اُسے قوت موثرہ حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ولی عہد کو سلطنت وراثتاً پہنچتی ہے۔

مگر فنا ہر ایک سالک کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جس سالک کی یہ قوت موثرہ ترقی کرتے کرتے فنا کے درجے تک پہنچی پس فنا انہی کو حاصل ہوتی۔

اقسامِ فنا فنا کے سات درجے ہیں۔

" جمادی - نباتی - حیوانی - انسانی (یہ چار فنائیں ناسوتی کہلاتی ہیں) باقی تین فنائیں۔ ملکوتی جبروتی - لاہوتی کہلاتی ہیں

سات فناؤں کا ثبوت ان سات درجوں کی فنا کے ثبوت میں آپؒ نے مثنوی مولانا رومؒ کے یہ ارشاد فرمائے (از دفتر سوم مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ نامی پریس کانپور صفحہ ۲۳ تحت عنوان گفتن عاشق عاذلان و تہدید کنندگان را) ؎

از جمادی مردم نامی شدم
وز نما مردم زحیوانی سرزدم
مردم از حیوانی و آدم شدم
پس چہ ترسم کے زمردم کم شدم
حملۂ دیگر بمیرم از بشر
تابر آرم از ملائک بال و پر
از ملک ہم بایدم جستن زخود
کُلُّ شَیْئٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ
بار دیگر از ملک قرباں شوم
آں چہ اندر وہم ناید آں شوم
پس عدم گردم عدم چوں ارغنون
گویدم کانا الیہ راجعون

(حاصل مطلب) جمادات سے فنا ہوکر نباتات اور نباتات سے فنا ہوکر حیوانات اور حیوانات سے فنا ہوکر انسانیت میں فنا ہوا۔ پس ایسی فنا سے کیوں ڈروں اور انسانیت میں فنا ہوکر ملکوتی فنا ہوگی۔ ملائک کے پر پرواز نصیب ہوں گے۔ پھر فنائے ملکوتی سے فنا ہوکر آگے بڑھے (جبروت میں فنا ہوئے کہ) خدا کی ذات کے سوا سب کو فنا ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ فرشتے قربان ہوں اور جو قیاس و وہم میں نہ آئے وہ ہو جاؤں پھر عدم ہو جاؤں (لاہوت میں فنا ہو جاؤں" بیشک ہماری بازگشت خدا ہی کی طرف ہے"!

(مثنوی مولانا رُوم رحمہ کے دُوسرے دفتروں میں بھی ان سات درجوں کی فنا کا ذکر ہے۔)

عالمِ مثال، جو مستقر ہے قوّت مُوثرہ کا

(۳) واضح ہو کہ انسان اس دنیا میں آباد ہے جو عالم مادی ہے" وہ جسے عالم اجسام اور عالم ناسوت کہتے ہیں اور اس عالم اجسام سے بالا عالمِ مثال ہے اور یہ عالم مثال غیر مادی ہے اور داخل ہے۔ عالم ملکوت میں اور درمیان میں ہے عالم ارواح اور عالم اجسام کے اور یہ مستقر اور قرار گاہ ہے، اعمال کے مناسب حال صورتوں کا۔

مثال عالمِ مثال

اور عالم ارواح مقدار اور مادہ دونوں سے منزہ اور مقدس ہے اور عالم اجسام مادی ہے اور عالم مثال مادہ نہیں رکھتا لیکن مقدار رکھتا ہے، اس مقدار کی مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح آئینہ میں شبیہہ مقابل نظر آتی ہے اور اس کے رنگ و روپ اور خد و خال اس میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اور یہ شبیہہ جو آئینہ میں منعکس ہے۔ مادہ آئینے کے اندر مادے سے خالی ہے البتہ مقدار کے ساتھ نمایاں ہے۔ یہی حال عالمِ مثال کا ہے کہ اس میں اشیاء کی شبیہہ بلا مادہ صرف مقدار کے ساتھ وجود میں آتی اور نمایاں ہوتی ہے۔

اور عالمِ مثال کا وجود شریعت و طریقت کی رُو سے جمیع حضرات صوفیہ کرام اور اکثر محدثین عظام کے نزدیک

ثابت ہے۔

قائلین اور وجود عالم مثال کے جو حضرات اکابرین اسلام قائل ہیں ان میں قابل ذکر حضرت علامہ قرطبی رح، حضرت علامہ سیوطی رح حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت علامہ طیبیؒ حضرت علامہ حجر عسقلانی، حضرت مولانا مرتضیٰ صاحب اور حضرت مولانا امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

منکرین اور جن حضرات نے عالم مثال کے وجود سے انکار کیا ہے وہ انکار اصول فلسفہ کی بنا ہے اور وہ مذہب فلاسفہ کے مسائل کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

جوہر اعراض سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہے۔ قیامت کے دن خدا کے سامنے نماز روزہ اور حج اور اسلام کی دوسری نیکیاں وغیرہ جسم اور صورت میں تشکل ہو کر آئیں گی اور اپنے صاحب (فاعل) کے لیے شفاعت کریں گے۔ فلاسفہ اور حکما وغیرہ کہتے ہیں کہ اعمال جوہر و اعراض کی قسم سے ہے۔ اور جوہر اعراض معانی کا جسم میں منقلب ہونا عقلاً محال ہے۔ جیسا کہ علم فلسفہ میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ ایسی حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں۔ جن حدیثوں میں اعمال کا منقلب بجسم اور تشکل ہونا وارد ہوا ہے اور ان حدیثوں کو اس معنی پر برقرار نہیں رکھتے۔

جب اس گروہ کے نزدیک اعمال کا جسم وصورت میں تشکل ہونا عقلاً محال ہے، تو پھر ان کو وجود عالم مثال تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ عالم مثال تو اعمال کی وصفی صورتوں کا مستقر اور قرارگاہ ہے۔

حدیثوں کا اصلی مفہوم لیکن حضرات صوفیہ کرام اور حضرات علمائے محققین محدثین جو وجود عالم مثال کے قائل ہیں۔ ان حدیثوں کو اسی لفظ و معنی پر قرار رکھتے ہیں تاویل نہیں کرتے اور یہ ان کے آداب سے ہے۔

کیونکہ محدثین کا مسلک علی العموم یہ ہے کہ تمام نصوص (کہ کلام الٰہی و نبوی سے ہیں) اپنے ظاہر معنی پر محمول کئے جائیں گے، اور ظاہر معنی سے بغیر قوی قرینہ کے، عدول نہیں کیا جاتے گا۔

حضرت علامہ قرطبی رح اسی مذہب پر ہیں، انھوں نے کتاب "تذکرالموت" میں اور علامہ سیوطی رح نے اپنے رسالہ کتاب "المعنی الدقیقہ فی ادراک الحقیقۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جواہر و اعراض کا منقلب بجسم ہونا اگرچہ (فلاسفہ کے نزدیک) محال عقلی ہو مگر خداوند تعالیٰ کے نزدیک (محال نہیں) تمام امور معقولہ جن کا ہم تصور کرتے ہیں۔ یعنی معانی اور جوہر و اعراض وغیرہ

اگر وہ بصورت اجسام اس عالم میں متشخص ہوں تو اس کی قدرت کے آگے کیا بڑی بات ہے؟ اور اس کا مانع کون ہے، البتہ ہم اس عالم کی حقیقت کو نہ ادراک کر سکتے ہیں اور نہ محسوس کر سکتے ہیں۔ (اور یہ) اپنے حجاب کی وجہ سے) اور یہ امر مسلم ہے کہ عقل انسانی تمام عوالم الٰہیہ کے سمجھنے سے قاصر ہے لہذا حدیث کے الفاظ کی اُس کے معنی کے مطابق تسلیم و تصدیق کرنی ایک ادنیٰ درجے کا ایمان ہے اور فرماتے ہیں:" اولیاء اللہ نے ایسا ہی مشاہدہ کیا ہے اور ہمیں اطلاع دی ہے کہ معنی اور اعمال جسم کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ رح کے فیوض و برکات سے ہمیں نفع پہنچائے اور ہمارا حشران کے زمرۂ مریدین میں کرے (آمین)

(حضرت علامہ قرطبی اور علامہ سیوطی کا مضمون ختم ہوا)

بیان عالم مثال

اور حضرت علامہ شاہ تراب علی صاحبؒ کاکوری کتاب "مطالب رشیدی میں فرماتے ہیں (مطالب رشیدی صفحہ ۷۳)

بداں کہ عالم مثال عالمے است مابین عالم اجسام و عالم ارواح فوق از اول در دست ولطافت و تحت از ثانی و عالم ارواح مقدس است از نمو و تمد، (یعنی نہ مادہ دارد نہ مقدار) عالم اجسام ہمہ مادہ دارد وہم مقدار و عالم مثال مادہ نہ دارد و اما مقدار می دارد و بیش تر حکما و جمہور متکلمین عالم مثال را انکار کردند و نشناختہ اند و حکماء اشراق وجمہور صوفیہ کرام بداں قائل اند وعقل صحیح بداں حاکم است چوں قادر مطلق عالمے آفرید کہ از مادہ و مقدار منزہ است و عالمے دیگر کہ بہرہ در موصوف، وسعت قدرت چناں می خواہد کہ عالمے مابین ہر دو می باشد کہ مادہ نہ دارد و مقدار دارد اما آنچہ دارد و مادہ ندارد و متصور نیست کہ نمو و بے تقدر نباشد۔ و نزد محققان بیشتر احکام آخرت کہ شرع مطہر بداں ناطق است، بہ ہماں عالم تعلق دارد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور اثبات عالم مثال

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" کے (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰ پر) ایک پورا باب ثبوتِ عالم مثال میں تحریر فرمایا ہے۔ جس کی اصل عبارت مع ترجمہ اردو درج ذیل ہے:۔

اعلم انہ دلت احادیث "جاننا چاہئے کہ بہت سی حدیثوں سے

كثيرة على ان فى الوجود عالما غيرا عنصرى يتمثل فيه المعانى باجسام مناسبة لها فى الصفة ويتحقق هنالك الاشياء قبل وجودها فى الارض نحو من التحقيق فاذا وجدت كانت هى هى بمعنى من معانى هو هو وان كثيرا من الاشيا مما لاجسم لها عند العامته تنقل وتنزل ولا يراها جميع الناس قال النبى صلى الله عليه وسلم لما خلق الله الرحيم قامت فقالت هذا مقام العائذ بك من القطيعته وقال ان البقرة و آل عمران تاتيان يوم القيمة كانهما غمامتان او غيايتان او فرقان من طير صواف تحاجان عن اهلهما وقال تجى الاعمال يوم القيامت فتجئ الصلاة ثم تجئ الصدقة ثم تجى الصيام الحديث وقال ان المعروف والمنكر لخليقتان تنصبان للناس يوم القيامة فاما المعروف فيبشر اهله وما المنكر فيقول اليكم اليكم

ثابت ہوتا ہے کہ عالم موجودات میں ایک ایسا عالم بھی ہے جو غیر عنصری ہے اور جس میں معانی ان اجسام کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جو اوصاف کے لحاظ سے اُن کے مناسب ہیں۔ پہلے اس عالم میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہولیتا ہے۔ تب دنیا میں ان کا وجود ہوتا ہے۔ اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے اکثر وہ اشیاء جو عوام کے نزدیک جسم نہیں رکھتیں۔ اس عالم میں منتقل ہوئی ہیں اور اترتی ہیں، اور عام لوگ اُن کو نہیں دیکھتے۔ آں حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جب خدا نے رحم پیدا کیا تو وہ کھڑا ہوکر بولا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحم سے پناہ مانگ کر تیرے پاس پناہ ڈھونڈھتا ہے اور آں حضرت نے فرمایا کہ سورۂ بقرا ور آل عمران قیامت میں بادل یا سائبان یا صف بستہ پرندوں کی طرح آئیں گی اور ان لوگوں کی طرف سے وکالت کریں گی۔ جنھوں نے اُن کی تلاوت کی ہے۔

اور آں حضرت نے فرمایا کہ قیامت میں اعمال حاضر ہوں گے تو پہلے نماز آئے گی۔ پھر خیرات، پھر روزہ الخ

ولا يستطيعون له' الا لزوما
وقال انّ الله تعالےٰ يبعث
الايام يوم القيامة كهئيتها ويبعث
الجمعة زهراء منيرة وقال
يوتی بالدنيا يوم القيامة فی
صورة عجوز شمطاء زرقاء
انيابها مشوه خلقها وقال
هل ترون ما أرى انی لأرى مواقع
الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر
وقال فی حديث الاسراء فاذا اربعة
انهار نهران باطنان نهران ظاهران
فقلت ما هذا يا جبريل قال
اما الباطنان ففی الجنة و اما
الظاهران فالنيل والفرات
وقال فی حديث صلاة الكسوف
صورت لی الجنة والنار وفی
لفظ بينی وبين جدار القبلة
وفيه انه بسط يده ليتناول
عنقودا من الجنة وانه تكعكع -
من النار ونفح من حرها
ورای فيها سارق والحجيج
والامراة التی ربطت الهرة
حتی ماتت ورأى فی الجنة
امرأة موسة سقت الكلب
ومعلوم ان تلك المسافة لا

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ نیکی اور بدی دو مخلوق ہیں جو قیامت میں
لوگوں کے سامنے کھڑی کی جائیں گی
تو نیکی نیکی والوں کو بشارت دے گی اور برائی
برائی والوں کو کہے گی۔ ہٹو ہٹو! لیکن وہ لوگ
اس سے چمٹے ہی رہیں گے اور آں حضرت نے
فرمایا کہ جتنے دن ہیں قیامت میں وہ معمولی
صورت میں حاضر ہوں گے۔ لیکن جمعہ کا دن
چمکتا دمکتا آتے گا۔
اور آں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت
میں دُنیا ایک بڑھیا کی صُورت میں لائی جائیگی
جس کے بال کھچڑی (کچھ سیاہ اور سفید)
دانت نیلے اور صورت بدنما ہوگی۔
اور آں حضرت (رُوحی فداہ) نے اصحاب
سے فرمایا جو میں دیکھتا ہوں کیا تم بھی
دیکھتے ہو؟ - میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے
تمھارے گھروں پر اس طرح برس رہے
ہیں جس طرح بادل کے قطرے۔
اور آں حضرتؐ نے معراج کی حدیث
میں فرمایا کہ (دیکھے) اچانک چار نہریں نظر
آئیں دو نہریں اندر تھیں اور دو باہر
میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے اندر
کی نہریں تو جنت کی ہیں اور باہر کی نیل و
فرات ہیں۔ آں حضرت نے کسوف کی نماز کے متعلق
فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے

ثم للجنة والنار باجسادهما المعلومة عند العامة وقال حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات ثم امر جبريل ان ينظر اليهما او قال ينزل البلاء فيعالجه الدعاء وقال خلق الله العقل فقال له اقبل فاقبل وقال له ادبر فادبر وقال هذان كتابان من رب العالمين الحديث وقال يوتى بالموت كانه كبش فيذبح بين الجنة والنار وقال تعالى فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا واستفاض في الحديث ان جبريل كان يظهر للنبي صلى الله عليه وسلم ويتراءى له فيكلمه ولا يراه سائر الناس وان القبر يفسح سبعين ذراعا في سبعين او يضم حتى تختلف اضلاع المقبور وان الملائكة تنزل على المقبور فتسأله وان عمله يتمثل له وان الملائكة تنزل الى المحتضر بايديهم الحرير او المسح وان الملائكة تضرب المقبور

مجسم کرکے لائی گئیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے اور قبلہ کی دیواروں کے بیچ میں بہشت اور دوزخ مجسم ہوکر آئیں۔ میں نے ہاتھ پھیلائے کہ بہشت میں سے انگور کا ایک خوشہ توڑ لوں۔ لیکن دوزخ کی گرمی کی لپٹ سے رک گیا۔

اور حدیث میں ہے کہ آں حضرتؐ نے حاجیوں کے چور کو اور ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا جس نے ایک بلی کو مار ڈالا تھا اور ایک فاحشہ عورت کو جنت میں جس نے کتے کو پانی پلایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ کی وسعت جو عام لوگوں کے خیال میں ہے وہ اس قدر (یعنی کعبہ کی چار دیواری کی) مسافت میں نہیں سما سکتی۔

اور حدیث میں ہے کہ بہشت کو مکروہات نے اور دوزخ کو شہوات نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، پھر جبریلؑ کو خدا نے حکم دیا کہ دونوں کو دیکھیں۔

اور حدیث میں ہے کہ بلا اترتی ہے تو دُعا اس کا مقابلہ کرتی ہے اور حدیث میں ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا کہ آگے آ — تو وُہ آگے آئی۔ پھر کہا پیچھے ہٹ جا، تو وہ ہٹ گئی۔

اور حدیث میں ہے کہ دونوں کتابیں پروردگار عالم کی طرف سے ہیں الخ۔

بمطرقته من حديد فيصيح صيحة سمعها ما بين المشرق والمغرب وقال النبي صلى الله عليه وسلم ليسلط على الكافر في قبره تسعة وتسعون تنينا تنهشه وتلدغه۔ حتى تقوم الساعة وقال اذا دخل الميت القبر مثلث له الشمس عند غروبها فيجلس يمسح عينيه ويقول دعوني اصلي واستفاض في الحديث ان الله تعالىٰ يتجلى بصور كثيرة لاهل الموقف و ان النبي صلى الله عليه وسلم يدخل على ربه وهو على كرسيه وان الله تعالىٰ يكلم ابن آدم شفاها الى غير ذلك مما لا يحصى كثرة والناظر في هذه الاحاديث بين احدى ثلاث اما ان يفسر نظاهرها فيضطر الى اثبات عالم ذكرنا شانه وهذه هي التي يقتضيها قاعدة اهل الحديث نبه على ذلك السيوطي رحمه الله وبها اقول اليها اذهب اويقول ان هذه الوقايع

اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن) موت ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائیگی اور بہشت اور دوزخ کے درمیان ذبح کردی جائیگی (اور قرآن میں) خدا نے فرمایا کہ ہم نے رُوح مریم کے پاس بھیجی تو وُہ ان کے سامنے ٹھیک آدمی کی شکل بن کر آئی ۔

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جبریل آں حضرت کے سامنے آتے اور آپ سے باتیں کرتے تھے ۔ اور کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا ۔

اور حدیث میں ہے کہ قبر ہفتاد در ہفتاد گز چوڑی ہو جاتی ہے ۔ یا اس قدر سمٹ آتی ہے کہ مردہ کی پسلیاں کچر کس ہو جاتی ہیں ۔

اور حدیث میں ہے کہ فرشتے قبر میں آتے ہیں اور مُردے سے سوال کرتے ہیں اور مُردے کا عمل مُجسّم ہو کر سامنے آتا ہے اور نزع کی حالت میں فرشتے حریر یا گزی کا کپڑا لے کر آتے ہیں ۔ اور فرشتے مُردے کو (جو دُنیا سے بے ایمان گیا ہے ۔) لوہے کے گرز سے مارتے ہیں ۔ مُردہ شور کرتا ہے اور اس کے شور کی آواز تو مشرق سے مغرب تک کی چیزیں سنتی ہیں ۔

اور حدیث میں ہے کہ قبر میں

فتستوي لحس الرائي وتتمثل له في بصره وان لم تكن خارج حسه وقال بنظير ذلك عبد الله بن مسعود رض في قوله تعالىٰ يوم تاتي السماء بدخان مبين انهم اصابهم جلب فكان احدهم ينظر الى السماء فيرى كهيئة الدخان من الجوع ويذكر عن ابن الماجثون ان كل حديث جاء في التنقل والرؤيه في المحشر فمعناه انه يغير ابصار خلقه فيرونه نازلا متجليا ويناجي خلقه ويخاطبهم وهو غير متغير عن عظمته ولا منتقل ليعلموا ان الله على كل شئ قدير - او يجعلها تمثيلاً لنفهم معان اخرى ولست ارى المقتصر على الثالثة من اهل الحق وقد صور امام الغزالي في عذاب القبر تلك المقامات الثلاث حيث قال امثاله هذه الاخبار لها ظواهر صحيحة و اسرار خفية ولكنها عند ارباب البصائر واضحة فمن لم ينكشف له حقايقها فلا ينبغي ان ينكر

کافر پر ننانوے اژدہے مسلط ہوتے ہیں جو اُس کو کاٹتے ہیں۔ تاقیامت اور حدیث میں ہے کہ جب قبر میں مُردہ آتا ہے تو اُسے نظر آتا ہے کہ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور وہ اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ٹھہرو میں نماز پڑھ لوں۔

اور حدیث میں اکثر جگہ آیا ہے کہ قیامت میں خُدا بہت سی مختلف صُورتوں میں لوگوں کے سامنے جلوہ گر ہوگا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خُدا کے پاس اس حالت میں جائیں گے کہ خُدا اپنی کرسی پر بیٹھا ہوگا۔ اور یہ کہ خدا لوگوں سے بالمشافہ بات چیت کرے گا۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا، ان حدیثوں کو جو شخص دیکھے گا تین باتوں میں سے، اُسے ایک بات ماننی پڑیگی یا تو (تمام حدیثوں کے) ظاہری معنی مراد لے، اور اس صورت میں اس کو ایک ایسے (عالم المثال) کا قائل ہونا پڑے گا جس کی کیفیت ہم اوپر بیان کرچکے، اور یہ وہ صورت ہے جو اہل حدیث کے قاعدے کے مطابق ہے۔ چناں چہ علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود میری بھی یہی رائے اور یہ ہی مذہب ہے یا پھر وہ اس بات کا قائل ہو کہ دیکھنے والے کو حاسہ میں یہی مشکل نظر آتی ہوگی۔

ظواهرها بل اقل درجات
الایمان التسلیم و التصدیق
فان قلت، فنحن نشاهد
الکافر فی قبرہ مدة ونراقبه
ولا نشاهد شیئا من ذلك
فما وجه التصدیق علی خلاف
المشاهدة (فاعلم)
ان لك ثلاث مقامات
فی التصدیق بامثال هذا احدها
وهو الاظهر والاصح والاسلم
ان تصدق بانها موجودة وهی
تلدغ المیت ولکنك لاتشاهد
ذلك فان هذہ العین لا تصلح لمشاهدة
الامور الملکوت وکل ما یتعلق بالاخرة
فهو من عالم الملکوت اما تری لصحابة
رضی الله عنهم کیف کانوا یومنون بانه
بنزول جبریل علیه السلام وما کانو
یشاهدونه یومنون بانه علیه السلام
یشاهدہ فان کنت لا تؤمن بهذا فتصحیح
اصل الایمان بالملائکة الوحی اهم
علیك وان کنت امنت به وجوزت یشاهد
النبی صلی الله علیه وسلم مالا تشاهد
الامة فیکف لا تجوز هذا فی المیت وکما
ان الملك لایشبه الادمیین والحیوانات
فالحیات والعقارب التی تلدغ فی القبر

اور اُس کی نظروں میں وہ اسی طرح جلوہ گر ہوں گے گو اس کے حاسّہ کے باہر ان کا وجود نہ ہو۔ چناں چہ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ "آسمان اس دن صاف دُھواں بن کر نظر آئیگا"، اس کے معنی عبداللہ ابن مسعودرض نے اسی کے قریب قریب لئے ہیں۔ یعنی یہ کہ لوگوں پر قحط پڑا تھا، تو جب کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو اس کو بھوک کی وجہ سے آسمان دُھواں سا معلوم ہوتا تھا۔ ابن ماجشون (مشہور محدّث) سے مروی ہے کہ جن حدیثوں میں خُدا کے اُترنے اور مرئی ہونے کا ذکر ہے۔ ان کے معنی یہ ہیں کہ خُدا مخلوق کی نظر میں۔ ایسا تغیر پیدا کر دے گا، کہ وہ خدا کو ایسی حالت میں دیکھیں گے، کہ وہ اُتر رہا ہے اور تجلّی کر رہا ہے اور اپنے بندوں سے گفتگو اور خطاب کر رہا ہے۔ حالاں کہ خدا کی جو شان ہے نہ اُس میں تغیر ہوگا نہ خدا منتقل ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا، کہ لوگ جان لیں کہ خُدا ہر چیز پر قادر ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سب باتیں بطور تمثیل بیان کی گئی ہیں جن سے دُوسرے مطالب کا ذہن نشین کرنا مقصود ہے۔ لیکن جو شخص صرف اس احتمال پر بس کرتا ہے میں اس کو اہلِ حق میں شمار نہیں کرتا"

للیت من جنس حیات عالم المنا بل هی جنس آخر وتذکر بمجلسة آخری
المقام الثانی ان تتذکر امر النائم وانه قد یری فی نومه حیه تلذعه وهو یتألم بذلک حتی تراه ربما یصیح ویعرق جبینه وقد ینزعج من مکانه کل ذلک یدرکه من نفسه ویتاذی به کما یتاذی الیقظان وهو یشاهده وانت تری ظاهره ساکنا ولا تری حوالیه حیت ولا عقربا والحیته موجودة فی حقه والعذاب حاصل ولکنه فی حقک غیر مشاهد اذا کان العذاب فی الم اللذع فلا فرق بین حیته تخل او تشاهد
المقام الثالث انک تعلم ان الحیه بنفسها لا تولم بل الذی یلقاک منها هو الم السم ثم اسم لیس هو الالم بل عذابک فی الاثر الذی یحصل فیک من السم فلو حصل مثل ذلک الاثر من غیر سم لکان العذاب قد توفر وکان ولا یمکن تعریف ذلک النوع من العذاب الا بان یضاف الی السبب الذی یفضی الیه فی العادة فانه لو خلق فی الانسان لذة الوقاع مثلا من غیر مباشرة صورة الوقاع لم یمکن تعریفها الا بالاضافة الیه لسکون الاضافة للتعریف بالسبب وتکون ثمرة السبب حاصلة وان لم تحصل صورة السبب والسبب یراد لثمرته لا لذاته وهذه الصفات المرملکات تنقلب مملکات موذیات و مولمات فی النفس عند الموت فیکون آلامها کالالام لذع الحیات من غیر وجودها انتہی۔

یہ ہے عالم مثال پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تقریر کا اقتباس،

چار باتیں ثابت ہوئیں

اُن کی تقریر سے اس عبارتِ آغاز سے لے کر "جاننا چاہئے .... ان الفاظ تک کہ "عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے"، چار باتیں ثابت ہوئیں۔

نمبر ۱۔ عالم موجودات میں ایک ایسا بھی عالم ہے جو غیر عنصری ہے۔ "عالم مثال" اس عالم کا نام ہے۔

نمبر ۲ - اس غیر عنصری عالم مثال میں معانی یعنی اعمال اُن اجسام کی صورت میں تشکل ہوتے ہیں جو بلحاظ اوصاف ان اعمال کے مناسب حال ہیں ۔

نمبر ۳ - پہلے اس عالم مثال میں اُن اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے، تب ثانیاً دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے ۔

نمبر ۴ - اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے"!

یہ ہے چار نمبروں میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کی تقریر کا خلاصہ ۔

تطبیق اب سیدنا فخر العارفین قدس سرہٗ کے ارشادات مندرجہ "رازفنا" کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ثابت کردہ چار باتوں کی تطبیق ملاحظہ ہو ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں

۱ - عالم موجودات میں ایک غیر عنصری عالم مثال ہے ۔

۲ - شاہ صاحب نے عالم مثال میں اعمال کی وضعی صورت کا وجود میں تشکل ہونا فرمایا ۔

۳ - جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اولاً اس عالم مثال میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے ۔ تب (ثانیاً) دنیا میں ان کا وجود ہوتا ہے

۴ - جناب شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت فخر العارفین فرماتے ہیں

۱ - آپ نے اسی عالم کو "عالم غیب" سے تعبیر فرمایا - عالم ظاہر کے متقابل ہونے کی رعایت سے ۔

۲ - حضرت فخر العارفینؒ نے رازفنا میں اعمال کی وضعی صورت کو اس تصریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ عالم مثال (عالم غیب میں جمادی صورت میں یا نباتاتی یا حیوانی یا انسانی شکل میں متشکل ہوتی ہے

(۳ - حضرت قبلہ فخر العارفینؒ "رازفنا" میں فرماتے ہیں کہ: "سالکوں میں جن کو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے ان کی قوت کسی جمادات میں داخل ہو کر عالم مثال (عالم غیب) میں وہ ایک جمادی صورت بن جاتی ہے" اور دوسرے مقام پر فرمایا (تب ثانیاً) سالک کے دل میں وہی عالم مثال والی صورت پیدا ہوتی ہے ۔

۴ - حضرت قبلہ فخر العارفینؒ رازفنا میں فرماتے

یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالمِ مثال کے وجود کے مُطابق ہوتا ہے ہیں کہ ولادت معنوی کے بعد سالک کے دل میں (عالم مثال والی صورت پیدا اور نمودار ہوتی ہے۔ (پس مشبّہ اور مشبّہ بہ کی مثال صورت میں مطابقت ہوتی ہے۔)

حق واضح ہوگیا

اس تطبیق کلام سے مقصود یہ ہے کہ عالمِ مثال (عالمِ غیب) کے متعلق حضرت قبلہ فخر العارفین رہ کے ارشاد کا تمام وکمال صحیح اور برحق اور محقق حضرات اکابرین اسلام نے مُطابقت ہر شخص کے رُوبرُو آئینہ ہُوجائے۔ اسی معنی کی دلیل میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے یہ الفاظ بڑی اہمیت رکھتے ہیں جو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ

"یہ وہ صورت ہے جو کہ اہلِ حدیث کے قاعدے کے مُطابق ہے چناں چہ علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود میری بھی یہی رائے ہے، اور میرا بھی یہی مذہب ہے۔

وَلَادَتِ مَعنَوِیٗ کی قوّتِ مُوثرہ

اب ولادت معنوی کی قوتِ مؤثرہ کے مُتعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ مسئلہ چوں کہ اسرار الٰہی سے ہے۔ حضرات بزرگان دین نے اس کی وضاحت میں لب کشائی نہیں فرمائی۔ صرف مجملاً و اشارۃً ذکر فرما دیا ہے بس خواص ہی جان سکیں نہ کہ عوام۔

اس مسئلہ میں حضرت فخر العارفین کی شان ایک امتیازی شان ہے۔ چوں کہ آپ اس کے اظہار کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ومحکوم فرمائے گئے تھے۔ اس لئے آپ نے بحکم خُداوندی اس مسئلہ کو کافی وشافی تصریح سے تشریح وتوضیح کے ساتھ ظاہر فرمایا تاکہ وہ عام فہم ہوجائے اور اہلِ اسلام گم راہی سے بچیں۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت فخر العارفین نے جو فرمایا شریعت وطریقت کے عین مُطابق ہے اور یہی مذہب ہے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رہ کا اور یہی منشا ومقصود ہے حضرات صوفیہ ومحدثین عظام کا (رحمہم اللہ علیہم اجمعین)

مختصر یہ کہ عالم مثال مستقر اور قرار گاہ ہے۔ اعمال کی مناسب حال (صفتی صورتوں کا) اور اعمال کی تاثیر سے عالمِ مثال میں جو قوت اور صورت سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی کو اصطلاحاً قوت موثرہ کہتے ہیں! کما لا یخفیٰ!

قوتِ موثرہ کی ترقیات اور عالمِ مثال سے اُس کا تعلق

مؤلف عرض کرتا ہے کہ سالک کا ذکر و شغل و ریاضت میں مجاہدہ کرنا نیز اس کا ہر فعل اور ہر کام، یہ اس کے اعمال ہیں اور قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ "کراماً کاتبین" (دو فرشتے) نیک و بد تمام اعمال انسانی کو روزانہ ہر انسان کے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں۔

بس جس طرح اس احکم الحاکمین عادل کریم منصف حقیقی نے اپنے بے پایاں مملکت کے اندر اعمال کے روزنامچہ میں بذریعہ ملائکہ درج ہوتے رہنے کا انتظام فرمایا، تاکہ سب کے عمل ضبط تحریر میں آتے رہیں اور پھر قیامت میں پیش ہوں اسی طرح عمل کی تصویر پیدا ہونے کا عالم مثال میں ایک نظام مقرر فرمایا، اس لیے ان اعمال کی صورتیں عالم مثال میں اُن اجسام کی صورتوں میں متشکل اور منقلب ہوتی ہیں جو اوصاف کے لحاظ سے اُن اعمال کے مناسب حال ہیں؛

اور مثل نامے قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ تمثیلاً یوں سمجھئے کہ:۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورۂ بقرا اور سورۂ آل عمران قیامت کے دن بادل، سائبان یا صف بستہ پرندوں کی طرح آئیں گی اور اپنے تلاوت کرنے والے کی وکالت کریں گی۔

پس یہ تلاوت کرنے والے کے عمل کی مثالی شکل ہے جو "عامل کے عمل تلاوت قرآن کے اوصاف کے مناسب حال، صورت حیوانی (پرند) کی شکل میں قیامت کے دن نمودار ہوگی۔ دیگر اعمال کے اوصاف مناسب حال کیا کیا صورتیں ہیں جو وجود میں آتی ہیں اس کو عالم الغیب حق سبحانہٗ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

لیکن جتنا کہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے یا حضرات اہل اللہ کے ارشادِ مبارک سے معلوم ہوا ہے، سمجھنے کے لیے اور ہدایت کے لیئے کافی ہے۔

ظالم چیونٹی کی صورت میں

شلاً حدیث شریف میں ہے:۔

یحشر الظالم علی صورۃ الذر (ترجمہ) ظالم کا حشر چیونٹی کی صورت میں ہوگا۔

ارشادِ عالی

اور حضرت فخر العارفین نے راز فنا میں سالک کے عمل سے قوت موثرہ کی ترقیات فنائے ناسوتی میں اوّل جمادات سے ترقی کر کے نباتات میں اور نباتات سے حیوانات اور انسانات میں، متشکل ہونے کو فرمایا ہے اور وہ قوتِ موثرہ سالک کی حیات اور رہنے

کے بعد بھی قائم اور باقی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس صورت میں جان پیدا ہوتی ہے اور انسانی حواس اور طبیعت حاصل کر لیتی ہے اور نشو ونما ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی پوری جسامت اور طاقت کو پہنچ جاتی ہے اور عالم غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

اور حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں، انھیں امور اور صورت عالم مثال کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:۔

اشعارِ مثنوی

آں توئی کہ بے بدن داری بدن	(ترجمہ) میرے لیے اس بدن عنصری کے سوا دوسرا
پس مترس از جسم وجاں بیروں شدن	جسم مثالی ہے۔ پس مت ڈر انتقال کرنے سے
ہر خیالے کو کند در دل وطن	جو خیال تیرے دل میں گھر بنائے گا اور رہے گا
روز محشر صورتے خواہد بدن	قیامت کے دن وہ ایک جسم وصورت میں نمایاں ہوگا
سیرتے کہ در وجودت غالب ست	تیرے وجود دل کے اندر جو صورت وخصلت غالب
ہم براں تصویر حضرت واجب ست	ہوگی اسی صورت میں تیرا حشر واجب ہے

اور حضرت مولانا قدسی (رحمۃ اللہ علیہ) بھی اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:۔

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ من نیز حاضر می شوم تصویرِ جاناں در بغل

حضرت قدسی (رحمۃ اللہ علیہ) کا اشارہ اسی "صورت مثالی" کی طرف ہے جو عالم مثال کے اندر وجود میں آنے کے بعد سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور عالم مثال کے مُطابق ہُو بہُو ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رح نے فرمایا ہے:

ایک تشریح البتّہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ جب عوالم مختلف ہیں۔ یعنی عالم ناسوت وملکوت وجبروت ولاہوت، اور ان کے ذکر وشغل بھی مختلف اور جُدا گانہ ہیں۔ جن کی تصریحات حضرات اولیاء اللہ کی مصنفات میں موجود ہیں تو پھر ان اعمال کی وصفی مناسب حال صورتیں بھی مختلف ہوں گی۔ مثلاً اگر عمل، عالم اجسام وناسوت کے مرتبہ کا ہے تو یہ اُس کی صورتیں اسی عالم اجساد وناسوت کی شبیہہ کے موافق ہوں گی، اور اگر عمل عالم ملکوت کا ہے تو اُس کی صورتیں اسی عالم کے موافق ہوں گی

حضرت اہل اللہ کی تصریحات اور استقراء کے متبع اور تلاش سے عالم ناسوت کی صورتوں کا انحصار، جمادی یا نباتی یا حیوانی یا انسانی ان چاروں صورتوں میں اور شکلوں میں معلوم ہوا۔

اور یہ بھی "رازفنا" میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حافظ فیض الرحمٰن کی قوت موثرہ صورت حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

ولادتِ معنوی کا بیان (۵) ولادت معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک اور اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادتِ معنوی ہوتی ہے پاک سالکوں کے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک اور ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہوسکتی اسی طرح قوت موثرہ کی بھی دو قسمیں، پاک ولادت معنوی کی تاثیر سے جو قوتِ موثرہ حاصل ہوتی ہے وہ پاک ہے اس سے ہمیشہ افعالِ محمودہ اور اعمال صالحہ نیک اور اچھے کام ہوں گے" اور ناپاک ولادتِ معنوی کی تاثیر سے جو قوتِ موثرہ حاصل ہوگی، اس سے ہمیشہ افعال غیر محمودہ، اور اعمال غیر صالحہ ابد اور بُرے کام ہوں گے"

رجیسا کہ اوپر بیان کیا گیا حافظ فیض الرحمان کو ناپاک ولادت معنوی، حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں حاصل تھی۔ جس کو حضرت فخر العارفین رض نے اللہ تعالےٰ کے حکم وارادہ سے (اور اسی کی دی ہوئی قوت سے) مار کر جلا دیا اور تالاب میں گاڑ دیا، یعنی وہ قوت قتل کر دی گئی، اب مسلمانوں کو گم راہ نہیں کر سکتی۔

قوّتِ موثرہ صفت ہے (۶) اب یہ امر کہ قوتِ موثرہ ذات سے علیٰحدہ صفات ہے جیسا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین نے فرمایا اُس کی دلیل یہ ہے۔

صفات جمع صفت کی ہے (اور تعریف صفت کی یہ ہے) صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے، جو اُس کے متبوع کی ذات میں حاصل ہو۔ مثلاً "زیدٌ عالمٌ" ترکیب میں زید، موصوف اور عالم اس کی صفت ہوئی اور علم کی اسناد زید کی طرف کی گئی ہے اور وہ غیر ہے، ذات زید سے۔

اسی طرح "قوّت موثر" غیر ہے، فیض الرحمٰن کی ذات سے، کیوں کہ وہ وصفی صورت مثالی ہے پس فیض الرحمان موصوف اور متبوع ہوا اور اُس کی قُوّت موثرہ صفت اور تابع ہوئی۔ اس لیے ذات سے علیٰحدہ صفات ہے)

قوتِ موثرہ پر سَلب و ہلاکت کا وارِد ہونا (۷) اب قوت موثرہ پر سلب یا ہلاکت وارد ہونے کا معاملہ یہ ہے، کہ رازفنا میں حضرت قبلہ فخر العارفین نے حافظ فیض الرحمان کی فقیری یعنی قوتِ موثرہ کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

واضح ہو کہ قوتِ موثرہ پر سلب اور ہلاکت دونوں واقع ہو سکتے ہیں جیسا کہ سنا ہوگا کہ فلاں نے فلاں کا حال سلب کر لیا، سلب بمعنی حبس اور قید کے ہیں جس کی خلاصی اور رہائی، مدّت پوری ہونے

پر ہوسکتی ہے جس طرح کسی قیدی کی میعادِ سزا پوری ہو جانے پر بندی خانے سے رہائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح سلب حال بھی واپس ہوسکتا ہے۔ ہلاک بمعنی قتل ہے۔ اس کی واپسی نہیں ہوسکتی۔ یہ مانند موت ہے۔ یعنی اگر کسی کو پھانسی پر موت آجائے تو پھر وہ زندہ نہیں ہوسکتا

سلب و ہلاک کے واقعات

تصوّف اور سیر کی کتابوں میں سلب حال اور ہلاک و قتل کے واقعات بہت لکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ عبدالحق رح محدّث دہلوی نے کتاب ''زبدۃ الآثار'' مطبوعہ بکس لنگ کمپنی صفحہ ۸۶) میں لکھا ہے کہ حضرت سید نا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے دو شخصوں کی نسبت فرمایا کہ ''ہم نے خدا کی بارگاہ میں ان کی گردن مار دی۔

''گردن مار دینے'' کے یہ معنی ہیں کہ ان لوگوں کی قوت موثرہ کو خدا کے حکم سے حضرت غوث اعظم رض نے، عالم مثال میں ہلاک اور قتل کر دیا۔ اس قوت موثرہ سے اب کوئی تصرّف صادر نہیں ہوسکتا!۔

حضرت فخر العارفین نے بھی خدا کے حکم سے یہی خدمت اسلام انجام دی

اسی طرح حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کی قوت موثرہ بحکم خدا غضب الٰہی سے ہمارے حضرت مُرشدُ مولا فخر العارفین رض کے دست حق پرست سے قتل و ہلاک کر دی گئی ہے۔ اب اس قوت سے کسی تصرف کا ظہور نہیں ہوسکتا ہے بلکہ تنزل ہی تنزل ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راز فنا کے بعض مضامین کی کچھ اور وضاحت

وِلادتِ معنوی اور قُوّتِ مؤثرہ!

مذکورۂ بالا مضامین سے ''ولادت معنوی'' اور ''قوت موثرہ'' کے دلائل از رُوئے شریعت و طریقت ثابت ہوئے اور اس کی توضیحات و تشریحات سے قارئین کرام مستفیض ہوئے، اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تناسخ اور بروز ولادتِ معنوی کا فرق و امتیاز کیا ہے۔؟

دوسرے مذاہب والوں کی غلط فہمی

ارشاد فرمایا: ”دوسرے مذاہب والوں نے ”تناسخ“ کو لکھا ہے، مگر غلط لکھا ہے، جو معنی وہ بیان کرتے ہیں اسے تناسخ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ تو رُوح کا تصرف ہے، جسے بروز کہتے ہیں، بروز زندہ بھی کرسکتا ہے اور مردہ بھی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے ”فتاویٰ عزیزیہ“ بروز کے مسئلے کو لکھا ہے۔“

بروز کے لغوی معنی ہیں باہر نکلنا، ظاہر ہونا اور اصطلاح صوفیہ کرام میں، ایک رُوح کے دوسرے کی رُوح میں تصرف کرنے کو بروز کہتے ہیں۔

فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے

اب فتاویٰ عزیزیہ کی اصل عبارت لکھی جاتی ہے۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون اور فتویٰ کسی خط اور فتویٰ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو ترجمہ فتاویٰ عزیزی موسومہ سرورِ عزیزی۔ مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ، جلد اوّل صفحہ ۲۸۳)

بُروز

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنے مخاطب کو لکھتے ہیں (مسئلہ بُروز تناسخ میں جو کسی کتاب سے نقل کیا تھا درست ہے اور جو فرق بروز تناسخ میں لکھا تھا وہ بھی صحیحاً فرق ہے بلکہ صوفیا کے نزدیک تصرّفِ رُوح کا یعنی بُروزِ رُوح کا رُوح میں زندہ یا مردہ کے اصل میں خواص سے حقیقۃ الحقائق تعالیٰ تقدس کے ہے اور چوں کہ نسبت اللہ تعالیٰ مخلوقات کے ساتھ نسبت ظاہر کی ساتھ مظاہر اور قیومیت کے ہے۔ اس واسطے مخلوقات میں بھی اس کا تصرف ثابت ہے۔

——— البتہ اس طرح کا تصرّف مخلوقات سے جو ملائکہ اور جن سے ہیں۔ اُن کی عادت میں داخل ہے اور عام طور پر یہ تصرّف سب ملائکہ اور جن میں ہے اور بعضے دیگر مخلوقات کہ ارواح بنی آدم کے ہیں۔ اُن سے اگر صدور اس طرح کے تصرفات کا ہووے تو اُن کے بارے میں خرق عادات سمجھا جاتا ہے اور قصص الانبیاء میں ایسے تصرفات کا صدور بہت منقول ہے اور خود شیخ اکبر ابن عربی نے اس بارے میں اس قدر روایت کی ہے جو اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے کافی ہے اور وہ ارواح جن کے ساتھ ارواحِ بنی آدم کی مشارکت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ امر شیخ سدّو وغیرہ میں ثابت ہے تو اس مشارکت کی وجہ سے اس شخص میں کچھ نقصان یا قدح لازم نہیں آتا، جس شخص میں کہ یہ مشارکت پائی جاتی ہے اس واسطے کہ مشارکت و تشکیل اشکال مختلفہ میں درمیان ملائکہ و شیاطین کے ثابت ہے اور اولیاء اللہ سے بھی بہت منقول ہے، چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہ

وغیرہ کا اسی قبیل سے اور اس سے اولیاء، اللہ اور ملائکہ میں ہرگز قدح ونقصان لازم نہیں آتا۔ تو اگر شیاطین کو بہ سبب اقتضائے سرشت اُن کے اس قدر مشابہت ملائکہ اور اولیائے کے ساتھ حاصل ہو جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ ہر جنس میں نیکوں اور بدوں میں باہم اکثر امور میں مشارکت رہتی ہے اور مثل مشہور ہے۔ مصرعہ: آنچہ آدم می کند، بوزینہ ہم۔

اور نیک و بد کے اس تصرف میں فرق ہے۔ اس واسطے کہ شیاطین شیخ سدّو وغیرہ کے مانند، یہ تصرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ بنی آدم کو تکلیف دیں اور اپنے معبود ہونے کا بنی آدم کو گمان کرا دیں تاکہ بنی آدم اُن کی عبادت کریں، اور اُن کی نذر مانیں اور ان کے نام پر جانور ذبح کریں۔ اور ارواح مقدسہ پر تصرف اس واسطے کرتے ہیں کہ دوسرے کی رُوح میں اور کیفیت محمودہ حاصل ہووے اور نیکوں اور بدوں کے تصرّف میں جو فرق ہے اس کا دار و مدار نیت پر ہے یعنی نیکوں کی نیت صالح ہوتی ہے اور بدوں کی نیت فاسد ہوتی ہے اور یہ عمل دونوں کا بظاہر ایک ہی طور پر ہوتا ہے طریقہ کفار و مجاہدین دونوں کا استعمال آلاتِ جنگ میں اور تلوار چلانے میں اور نیزہ مارنے میں اور قواعد سپہ گری میں یکساں ہوتا ہے اور فرق کفّار و مُجاہدین میں باعتبار نیت کے ہے۔ مجاہدین کی نیت صالح ہوتی ہے اور کفّار کی نیت فاسد ہوتی ہے

اور مشابہت اَرْواح مقدسہ کے اس عمل کی شیخ سدّو وغیرہ شیاطین کے اس عمل کے ساتھ صوفیا کے نزدیک چنداں مستبعد نہیں اور رباعیات میں شیخ ابنِ فارض مصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقع ہے۔

اور مولانا رُوم قدس سرّہ نے وہی معنی فارسی میں فرمائے ہیں۔ (مثنوی)

چُوں پری غالب شود بر آدمی　　گُم شود از مرد وصفِ مَردمی

چوں پری را ایں دم و قانون بوَد　　کردگار آں پری خود چوں بود

اور سر (بھید) یہ ہے کہ جو نسبتِ قیومیّت رُوح کو اپنے بدن کے ساتھ ہوتی ہے۔ رُوح وُہ نسبت دُوسرے کی رُوح میں پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس دوسری رُوح کو اس روح کے ساتھ رابطہ اور) مناسبت ہو اور دوسری رُوح گویا اس روح کی روح ہو جاتی ہے اور جس قدر زیادہ مناسبت اس رُوح کو دوسری رُوح کے ساتھ ہوتی ہے اسی قدر اس تصرف کا زیادہ ظہور اس دوسری رُوح میں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ حقیقۃ الحقائق میں رُوح جمیع اَرواح کی رُوح ہے۔ یہ معنی نہایت کامل اور نہایت متحقق ہوتا ہے اور اس جناب سے ہر رُوح پر اس تصرف کا فیضان ہو سکتا ہے۔ البتہ قبول کرنے والے کی استعداد شرط ہے اور یہ امر تصوّف کے قواعد کے مطابق ہی ہو سکتا ہے لیکن علمائے ظاہر اس تصرف کو تلبیسات و شیاطین و جن پر حمل کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس طرح کے تصرف۔

کا اثر جس شخص پر ہوتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنا نام کسی بزرگ کا نام تبلاتا ہے، تاکہ لوگ اس کو بُرا نہ جانیں، اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی بات پر اعتقاد کریں اور مسائلِ تصوّف اور مضامین مخصوص کو جان لینا جن اور شیاطین کے لئے آسان کام ہے البتہ بعضے شیاطین اس طرح کے تصرف سے صریحاً بہکانے کا قصد کرتے ہیں تو خواص اس فریب میں نہیں آتے اور بعضے شیاطین اس تصرف کے ذریعے سے پہلے ارشاد و تعلیم کرتے ہیں اور اس طریقے سے لوگوں کو اپنی تعلیم وارشاد کا خوگر بناتے ہیں، تاکہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں اور اس فریب میں عوام کے مانند خواص بھی آجاتے ہیں، اور اسی غرض سے وہ شیاطین اپنا نام بزرگانِ دین میں سے کسی بزرگ کا نام تبلاتے ہیں۔

چناں چہ یہ خبر متواتر ہے کہ زمانہ جاہلیت میں (یعنی ظہور قدسی حضرت سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے زمانے میں شیاطین بعضے اشخاص پر مثلاً سنق اور سطیع اور اس وقت کے دیگر کاہنوں پر اسی طور سے آتے تھے اور یہ چیز قابلِ انکار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس دعوے کی دلیل علمائے ظاہر کے نزدیک یہ ہے کہ اگر ثابت ہوتے کہ صدور اس طرح کے تصرفات کا ارواح طیبہ انبیاء، اولیاء سے اور ملائکہ سے اور حق تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے۔ حالاں کہ یقیناً قطعی طور پر ثابت ہے اس طرح کا تصرف صدور شیاطین اور ارواحِ خبیثہ سے ہوتا ہے تو بعضے امور شرعیہ میں اشتباہ قوی لازم آئے گا اس واسطے کہ چند دجّال کذابین کی خبر شرع سے ثابت ہے تو ممکن ہے کہ وہ دجّال کذابین اس طرح کا فریب کریں کہ بروز رُوح مقدّسہ کا اپنے میں غلط دعویٰ کرے یعنی اپنا نام مثلاً انبیاء میں سے کسی نبی کا نام بتادیں اور اُن کے افعال واقوال صادر کریں تو اس میں انکار کی جگہ نہ ہوگی اور دجال کذابین اہلِ حق کو ساکت کریں گے بلکہ دجال اکبر کہ بروز حق تعالیٰ کا اپنے میں غلط دعویٰ کرے گا تو اس کو بھی ساکت کرنا اور الزام دینا ممکن نہ ہوگا۔

اور بعضے اولیاء کرام کا جو قصہ منقول ہے جیسے نفحات (حضرت مولانا جامی رح) میں (حضرت اوحد الدّین کرمانی رح کے ذکر میں ہے اور ایسا ہی فتوحات شیخ اکبر میں مذکور ہے تو واقعہ اولیاء کا ان کے زمانہ حیات میں ہوا کہ ان اولیائے کرام نے کسی دوسرے زندہ شخص کی رُوح میں اپنا تصرف کیا اور اس کی روح کو معطل کر دیا اور بجائے اس کے اس شخص کی زبان سے خود کلام کیا اور یہ امر مقام اشتباہ نہیں، اس واسطے اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں فریب کرے اور زندہ لوگوں میں سے کسی کی رُوح کے بُروز کا اپنے میں غلط دعویٰ کرے یعنی فریب سے اپنا نام اس زندہ شخص کا نام بنادے

تاکہ لوگوں کو مغالطہ دیوے کہ اس شخص زندہ کی روح کا حلول اس شخص کے بدن میں ہوا ہے، اور اُس شخص کے قول وفعل کے مانند یہ شخص فریب دہندہ قول وفعل صادر کرے تو ممکن ہے کہ یہ شبہہ اس طرح دفعہ کرلیا جائے کہ اس شخص زندہ سے دریافت کیا جائے کہ آیا فی الواقع اس دوسرے شخص کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط ہے تو اس امر کی تحقیق ہو جائے گی اور شبہہ رفع ہو جائے گا۔ بخلاف ان ارواح کے جو عالم برزخ میں ہیں اور بخلاف ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کے، کہ اگر کوئی شخص فریب دیوے اور برزخ کی ارواح میں سے کسی کی رُوح کا بُروز اپنے میں گماں کرا سکے، تو ایسی صورت میں اشتباہ رفع کرنا ممکن نہ ہوگا — اس واسطے کہ ممکن نہیں ہے کہ ان ارواح میں جو برزخ میں ہیں اور ملائکہ سے اور حضرت حق تعالیٰ سے حقیقت حال دریافت کی جائے، کہ اشتباہ رفع ہو جائے۔

اور صوفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے کہ ارواح اولیاء کا بروز ہر حال میں کسی دوسرے میں ہو سکتا ہے خواہ وہ اولیا زندہ ہوں، یا اموات سے ہوں تو صوفیہ (علمائے ظاہر کی) اس دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ جو اشتباہ وتلبیس کہ سریع الزوال ہو (جلد دور ہو جاتا ہو) اس سے کچھ حرج لازم نہیں آتا، اور یہ تلبیس واشتباہ ایسا ہی ہے کہ دلائل کتاب وسُنت واحکام شرعیہ میں کچھ بھی غور کرنے سے زائل ہو جائے (پس) اس شخص کے افعال واقوال میں غور کرنا چاہئے، اگر وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہوں تو جاننا چاہئے کہ بروز روح پاک کا اسمیں ہوا ہے اور اگر اس کے اقوال وافعال قواعد شرعیہ کے خلاف ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ بُروز رُوح خبیث کا اس میں ہوا ہے الخ

ضرورت کے بقدر اس مسئلے کی تحقیق اور اثبات کے لیے فتاویٰ عزیزیہ کی جتنی عبارت ضروری تھی۔ اس کتاب کے مولف نے نقل کر دی اور طوالت کے خیال سے اختصار پر حصر کیا۔ شائقین تصوف کی کتابوں میں اس کی تصریحات ملاحظہ کر سکتے ہیں اور نفحات وفتوحات وغیرہ جن کتابوں کا نام حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ تکثیر معلومات کے لئے ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

بُروز تناسخ کا فرق بُروز میں تصرف ایک رُوح کا دوسرے کی رُوح میں ہوتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے بروز تنازعہ وغیرہ، مگر وہ نادار اور قلیل الوقوع ہے۔

بُروز جس طرح نیک انسان ہو سکتا ہے اسی طرح بد انسان اور جن اور پری اور خبیث شیطانی رُوحوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

برُوز زندہ بھی کرسکتا ہے اور مُردہ بھی اور اس رُوح زندہ متصرف غالب کا تعلق اپنے جسم وقالب سے باقی رہتا ہے اور مغلوب اور منفعل ہونے والی رُوح کی رُوح ہوجاتی ہے اور اس میں تصرّف کرتی ہے اور اس رُوحِ مغلوب انسانی سے استدراج یا خرقِ عادات وکمالات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

یہ بُروز بیش تر تو تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے اور زیادہ چند گھنٹوں کے لئے، اور اَدوار (دوروں) کے ساتھ بھی ہوتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ متصرف غالب روح شخص مغلوب منفعل میں دوام اور ہمیشگی کے ساتھ حیات طبعی اور حس وحرکت بخشش کرتی ہو جیسے کہ تناسخ میں بیان کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ شخص مغلوب ومنفعل تو بروز سے پہلے بھی زندہ اور حساس اور متحرک تھا اور بروز کے بعد بھی ہے)

ہندو مذہب میں جو تناسخ بیان کیا جاتا ہے، بروز میں اور تناسخ میں فرق یہ ہے کہ تناسخ عبارت ہے، منتقل ومتعلق ہونا۔ ایک رُوح اپنے بدنِ عنصری سے مفارقت کرکے دوسرے قالب عنصری میں !،، یعنی ایک چولے سے دوسرے چولے میں جنم لینا۔ خواہ وہ چولہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ درجے کا اور یہ تعلق اسی بدنِ عنصری میں عمر طبعی تک ایجاد، اور شہوت حیات اور حس و حرکت پیدا کرنے کی غرض سے ہوگا۔

اور تناسخ میں استدراج یا خرقِ عادات یا اظہار کمالات مقصود نہیں ہوتا، اور اس رُوح کو اول قالب سے تعلق نہیں رہتا، اور نہ وہ کسی زندہ اور مُردہ کی رُوح سے مغلوب ومنفعل ہوتی ہے۔ نہ دوسری رُوح کا اس میں تصرف ہوتا ہے جیسے کہ بروز میں ہوتا ہے۔

اس خُلاصہ سے ناظرین پر بُروز اور تناسخ کا فرق صاف طریقہ سے ظاہر ہوگیا۔ اب اس معنی کی مزید وضاحت کے لئے بطور تمثیل ایک حکایت لکھی جاتی ہے۔

آواگون کا تماشہ چند سال ہوئے کہ دہلی کے بعض غیر مسلم اخباروں میں تناسخ اور آواگون کے ثبوت کا بہت بلند بانگ تذکرہ ہوتا رہا۔ کہ دہلی میں ایک ہندو لڑکی ہے جو اپنے پچھلے جنم کی باتیں ٹھیک ٹھیک بتاتی ہے کہ اس کا پچھلا جنم کہاں اور کس گھر میں ہوا تھا۔ اس کے رشتہ دار کہاں اور کون تھے؟۔ جُوق جُوق لوگ اُسے دیکھنے اور اُس کی باتیں سننے کے لئے آتے جاتے رہے۔ چند روز کے بعد یہ چرچا ختم ہوگیا۔ اس کی نسبت پھر کچھ سننے میں نہیں آیا۔

حقیقت یہ تناسخ نہ تھا دراصل بُروز تھا، کسی جن یا خبیث رُوح یا شیطان نے اس لڑکی کی رُوح

کو مغلوب کر کے یہ باتیں اُس کی زبان سے کہلائیں، تاکہ مخلوق متعجب اور متحیر ہو کر "آواگون" کے غلط اعتقاد پر یقین کرے۔

حقیقتاً یہ بُروز تھا، اگر اخبار والے اور دوسرے معتقدین عقیدۂ تناسخ اسلام کی روشنی میں اس واقعہ کی تحقیقات کرتے سمجھتے اور دیکھتے تو اس مغالطہ میں نہ پڑتے۔

خود ہندو عقیدے کے مُطابق ایک مردے کی رُوح، کا، دوسرے قالب میں جنم لینا یہ آواگون یا پُنر جنم ہے نہ کہ خرقِ عادات ظاہر کرنے اور پچھلے جنم کی باتیں بتانی!

تناسخ اور وِلادتِ معنوی کا فرق

تناسخ اور بُروز کا فرق بیان کرنے کے بعد (جو بیان کے تحت ارشادِ مُبارک میں درج کیا گیا) اب تناسخ اور ولادتِ معنوی یعنی وِلادتِ ثانیہ) کا فرق ذیل میں لکھا جارہا ہے۔

ارشاد فرمایا: "تناسخ اور ولادت معنوی (ولادتِ ثانیہ) میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقول حکماً ایک کی عین رُوح دوسرے کے قالب میں داخل ہوتی ہے اور وِلادتِ معنوی میں ایک کی "قوتِ موثرہ" سے دوسرے میں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین رُوح نہیں جاتی اور وہ رُوح کی ایک صفت ہے، یہ ہے وِلادت معنوی" اور "تناسخ"، کا فرق و امتیاز! اوپر جو مضمون تحریر ہوا ہے دونوں کا فرق و امتیاز اس سے صاف ظاہر ہے۔

تناسخ کا مفہوم سمجھنے میں مُغالطہ

جو لوگ کہ تناسخ (ایک رُوح کے دوسرے جسم میں جنم لینے اور چولہ بدلنے کے قائل ہیں) ان کا مغالطہ و غلط فہمی تناسخ کی اصلیت کے نہ سمجھنے میں ہوئی اور اس غلط فہمی کا سبب "ولادت ثانیہ" کی اصلیت کو جانتا ہے۔ "ولادتِ ثانیہ"، کی اصلی صورت کو نہ سمجھا۔ ایک دوسرا خاکہ اور ڈھانچہ غلط طریقے پر اپنی طرف سے بنالیا

قوتِ موثرہ کا اثر دوسرے پر

ارشاد فرمایا "تناسخ کی حقیقت ولادتِ ثانیہ ہے۔ جسے ہم نے رسالہ "رازِ فنا"، میں لکھا ہے کہ کسی اہلِ تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی "قوت موثرہ" سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہو جائے تو اس کو ولادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔ اھ

چکر میں پڑ گئے

قائلینِ تناسخ نے اس کی حقیقت کو نہ پایا۔) اس قوت موثرہ کو عین رُوح سمجھ کر رُوح کے دوسرے قالب میں داخل ہونے کا یقین کیا۔ حقیقت کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا اور آواگون کے چکر میں پڑ گئے۔ راہِ حق سے دور ہو گئے۔ اگر تناسخ کو ولادت ثانیہ کا مترادف

(یعنی دونوں کو ایک ہی بات) سمجھتے، جو واقعہ کے مطابق اور اسلامی اصول کے موافق ہے — تو یہ تناسخ کی حقیقت واحدہ تھی جس کے ماننے میں کوئی مضائقہ بھی نہ تھا مگر۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

انکشاف حقیقت مشاہدہ ہوا ارشاد فرمایا:"حق بات یہ ہے کہ جنھوں نے مشاہدہ کے ذریعہ سے دیکھا، صحیح بات وہ جانتے ہیں۔ دوسروں کو اس بات کا علم نہیں، مگر جنھوں نے مشاہدہ کیا (اور دیکھا) انھوں نے لکھا نہیں اور جنھوں نے لکھا انھوں نے دیکھا نہیں (بس قیاس آرائی کی اور سنی سنائی باتوں پر اعتقاد اور بھروسہ کیا۔ لہٰذا) غلط لکھ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ علم دیا، اور ہمیں دکھایا گیا" یہ باتیں تین گمراہ لوگوں کے سلسلہ بیان میں آپ نے ارشاد فرمائیں۔ اس لئے کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کے لیے مامور فرمائے گئے) تاکہ مخلوق حق و باطل میں تمیز کرے اور اسلام کی ہدایت پر چلے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

آنجہانی بزرگان ہنود سے باتیں فرمایا:"ایک روز عالم ارواح میں) ہم وہاں گئے جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے زمانے کے ہندو فقیر تھے، ان لوگوں نے کہا، کہ ولادتِ معنوی اور تناسخ کو آپ نے جو دیکھا اور سمجھا یہی ٹھیک ہے۔ خدا کے احکام اور قانون بدلا کرتے ہیں۔

(انھوں نے کہا) اس زمانے کے ہندو فقیر جس تناسخ کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں (زمانہ حال کے) ہندوؤں کا یہ تناسخ انھیں نہیں ماننا چاہیئے"۔

(اس کے بعد) آپؒ نے فرمایا:"ہم نے کہا کہ رسول مقبول صلعم سے پہلے زمانے کے ہندو فقیروں کی فقیری میں ہم کو کلام نہیں، ہر نبی کے وقت کے احکام بہت صحیح اور (ان احکام پر چلنے والوں کی فقیری بہت ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے ہمارے حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شریعت اور جو طریقت، منصب نبوت کے ساتھ عطا فرمائی (وہ آخری اور جامع ہے) اب اس سے حرام و حلال اور پاک و ناپاک کی تمیز ہوتی۔ بکری حلال ہوئی اور خنزیر حرام، اب اسی شریعت و طریقت پر چلنے سے (پاک) فقیری حاصل ہوگی اور سابق کے سب دین اور اُن کی فقیری منسوخ ہوگئی، در اصل خدا ہونے کا اور نجات کا تنہا راستہ اب صرف اسلام ہے"۔

التماس مؤلف

عیسائیوں کی غلط فہمی جس طرح تناسخ کے سمجھنے میں یعنی ولادتِ معنوی اور ولادتِ ثانیہ کی حقیقت نہ پہچاننے میں صاحبان مذہب ہندو سے غلطی ہوگئی۔ اسی طرح ولادت

معنوی کو نہ سمجھنے سے عیسائی اور یہودی صاحبان نے دھوکہ کھایا یعنی مذہب والوں کے مغالطے کا سبب تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ حضرت مسیح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کو باپ کہا ہے، (جیسا کہ موجودہ انجیل میں ہے) تو عیسائی صاحبان نے اس کے ظاہری معنی لیے۔ چوں کہ آپ قدرت خداوندی سے بے باپ کے محض اپنی والدہ حضرت بی بی مریم علیہ السلام کے شکم مقدس سے پیدا ہوئے تھے مثل حضرت آدم کے جن کی پیدائش بے باپ اور بے ماں کے محض قدرتِ الٰہی سے ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ (قرآن مجید) اور چوں کہ انجیل میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا خدا کو اپنا باپ کہہ کر پکارنا دیکھا، اس سے عیسائیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپؑ واقعی خدا کے بیٹے ہیں۔

اگر بالفرض حضرت مسیح کا خدا کو باپ کہہ کر پکارنا مان بھی لیا جائے کہ آپ نے واقعی ایسا فرمایا ہے تو یہ ولادتِ معنوی کے اعتبار سے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

حضراتِ انبیاءؑ کی ولادت معنوی

اس لیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وہبی اور ولادت معنوی مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے ساتھ کسی نبی ہو کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے سوا کوئی دوسرا ہادی نہیں ہو سکتا۔ بایں معنی نبی، صاحب مولود، اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہادی برحق اور والد معنوی ٹھہرا، اور یہ ولادت عالم منزہ و مقدسہ کی ولادت ہوئی، نہ یہ کہ اس عالم مادی کی طرح ظاہری ولادت، جیسے کہ عرفاً انسان کو باپ اور ماں دونوں سے فرزند ذوجنبین ہونے کی ولادت ہوتی ہے۔

رمز و اسرار نہ سمجھے

پس حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا خدا کو باپ کہنا جو ولادتِ معنوی کے مفہوم پر منطبق ہے، عیسائیوں نے اس ولادتِ دنیاوی پر محمول کیا اور کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

نبی اور اُمتی کا فرق

حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کی ولادت معنوی اور اُمتی کی ولادت معنوی میں یہ فرق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام کی ولادت معنوی تو بغیر کسی واسطہ مبدائے فیاض (ذات حق) سے ہے اور اُمتی کی حضرات انبیاء علیہ السلام اور اُن کی اُمت کے اولیا کرام کے ذریعے اور واسطہ سے ہوتی ہے۔

یہود کی غلط فہمی

آغاز اسلام کے زمانے میں یہود کا جب یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السّلام خدا کے بیٹے ہیں تو یہ بھی اُن کا زعم فاسد تھا۔ اگر حقیقتِ ولادت معنوی سے آگاہ ہوتے تو وہ بھی دھوکہ اور مغالطہ میں نہ پڑتے۔

التماسِ مؤلف مؤلف ہر مذہب کے لوگوں اور تمام بندگانِ خدا کا بھلا چاہتا ہے، اُسے کسی مذہب اور کسی فرقہ سے مخاصمتِ ذاتی نہیں، پس ہر مذہب کے اصحاب سے التماس ہے کہ اس کتاب کے مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ تعصب کی نظر سے مُطالعہ نہ کریں، بلکہ حق شناسی اور حق بینی کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ دُعا ہے کہ حق تعالیٰ سب کو اسلام کے فیضان و برکات سے بہرہ ور فرمائے (آمین)

التماس حضرات اہل اسلام سے اور خصُوصیت کے ساتھ حضرات اہل اسلام سے درخواست ہے کہ بے شرع کسی دُرویش اور غیر اسلام کسی فقیر کی طرف متوجّہ نہ ہوں، خواہ اُس سے کیسے ہی کمالات کا اظہار ہوتا ہو۔

اسلام کی پاک فقیری کے سوا، غیر اسلام اور غیر شریعتِ اسلام ہر ایک فقیری بے سود اور منسوخ ہے۔ جس سے نہ کمال نصیب ہو سکتا ہے، نہ نجات۔

کلیۂ فقیہہ فقہہ اسلامی کا یہ کُلیہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو حرام و حلال دونوں سے مرکّب ہوتی ہے اس کا مجموعہ بھی حرام ہے۔ پس پاک درویشی کو ناپاک دُرویشی سے نہ ملانا چاہئے

نصائح حضرت فخر العارفین رح اس محل پر مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قدس سرّہٗ نے مریدین کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ــ اور ساتھ ہی دُوسرے ناپاک درویشوں کے حالات کا جو علم عالمِ غیب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ ان کا بیان اب درج کتاب کیا جاتا ہے ۔

خُدا اہلِ اسلام کو ناپاک فقیری سے بچائے

اب فقیری کی انتہائی شان اسلام ہی میں ہے !

غیر اسلام فقراء ارشاد فرمایا: " فقیری جوگیوں میں بھی ہے۔ ان میں زبردست فقیری ہوتی ہے، مگر ناپاک، ہندو مذہب میں ایک تو وید شاستر ہے، اور دوسرا (یوگ وید) شاستر اُن کی شریعت ہے اور جو (یوگ) اُن کی طریقت شاستر کے ماہر کو پنڈت کہتے ہیں اور جوگ (یوگ) کے ماہر کو جوگی (یوگی)، اور سوامی کہتے ہیں۔

عیسائی مذہب میں بھی فقیری ہے، عیسائی شریعت (بائیبل) کے ماہر کو قسیس اور بے

شادی بیاہ تنہا رہ کر زندگی بسر کرنے والے) فقیر کو راہب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں کا تذکرہ ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا الخ

ان میں قسیس (علماء) اور رہبان (درویش) ہیں۔

بُدھ مذہب کے فقیر کو (اس ملک میں) بھنگی کہتے ہیں۔

پس کون سا مذہب ہے، جس میں فقیری نہیں ہے، مگر بعثت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) سب ناپاک (منسوخ) ہے ہمیں اس فقیری کی ضرورت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں۔

جس طرح اسلام کے بعد تمام مذاہب منسوخ ہو گئے اسی طرح ان دینوں اور مذہبوں کی فقیری بھی منسوخ ہو گئی۔

اسلام کی شریعت وطریقت دونوں کامل و اکمل ہیں

اسلام کامل ومکمل مذہب ہے۔ اسلام کی فقیری بھی کامل ومکمل (اکمل) ہے۔ ہمیں اور کسی مذہب کی فقیری کی ضرورت نہیں۔ ہم وہ فقیری چاہتے ہیں جو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، اللہ جل شانہٗ سکھائی

اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا: کہ کبیر داس، فقیر ہوتے ہیں، بہت زبردست (رہے اور دوسرے (زبردست) فقیر بھی ہوئے ہیں۔ مگر (اُن کی فقیری کیا تھی؟ ہمارے لئے ناپاک۔

حضرت خواجہ بزرگؒ اور معرکۂ اجمیر

غریب نواز نائب رسول اللہ فی الہند، خواجہ بزرگ حضرت خواجہ مُعینُ الدینؒ (رضی اللہ عنہ) سے جے پال جوگی کا جو باطنی معرکہ ہوا اور جو لڑائی ہوئی تم نے سُنی ہوگی۔ جے پال جوگی نے (مدت العمر کی محنت و ریاضت سے ایسی جسمانی لطافت حاصل کر لی تھی کہ ہَوا پر اُڑتا تھا، اور بعض تصرفات بھی اس نے دکھائے۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا کہ جا، اور جے پال کو ہَوا سے اُتار لا! چناں چہ (آپ کے پائے مبارک کی) وہ کھڑاؤں اُڑی اور اس کے سر کو مارتی ہوئی اُسے زمین پر اُتار لائی مقابلہ میں ایسی بڑی شکست کھانے کے بعد آخر جے پال نے حضور خواجہ غریب نوازؒ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

دیگر واقعات

حضرت اولیاء اللہ سے ایسے واقعات اور بھی ظاہر ہوئے کہ ناپاک فقیروں اور جوگیوں نے بزرگان اسلام سے باطنی لڑائی کی اور شکست کھانے کے بعد

اسلام قبول کرلیا۔

ناپاک فقیر ناسوت سے آگے ترقی نہیں کرسکتے

فرمایا: "ہم پیشتر نہیں جانتے تھے کہ فقیری پاک اور ناپاک دو طرح کی ہوتی ہے۔ مگر اس سال حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا، کہ بہت سی فقیریاں پاک اور بہت سی فقیریاں ناپاک ہیں۔ ان ناپاک لوگوں کی فقیری بھی بہت زبردست ہوتی ہے۔ مگر عالم ناسوت (یعنی) اسی عالم تک رہتی ہے، عالم ملکوت، اور جبروت اور لاہوت میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہے

دوسرے مذاہب کی فقیری

بشریحاً فرمایا: "بکری کا گوشت گوشت ہے یا نہیں اور سور کا گوشت بھی گوشت ہے یا نہیں؟ دونوں گوشت ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟ اس لئے نہیں کھاتے کہ سور (خنزیر) کا گوشت (ہمارے لئے) حرام اور ناپاک ہے۔ یہ تو نہیں کہتے کہ سور کا گوشت گوشت نہیں ہے اس لئے اسے نہیں کھاتے اور بکری کا گوشت کھاتے ہیں۔

"اسی طرح ناپاک اور پاک فقیری کا معاملہ ہے) ہم جوگیوں اور دوسرے مذاہب والوں کی فقیری کے منکر نہیں ہیں۔ اُن میں بھی بڑی زبردست فقیری ہے۔ مگر ہمارے لئے ناپاک ہے! جس طرح کہ مسلمانوں کے لیے سور کا گوشت ناپاک ہے اسی طرح وہ فقیری بھی ناپاک ہے۔"

"کیا ہماری اسلامی پاک فقیری نامکمل (ادھوری) ہے کہ ہم جوگیوں وغیرہ سے فقیری سیکھیں؟

اسلام میں سب کچھ ہے

ہندوستان کے بعض درویشی طریقوں میں ہندو جوگیوں کے افکار و اشغال مخلوط ہو گئے ہیں کوئی شغل آفتابی کرتا (ٹکٹکی باندھ کر سورج کو دیکھتا ہے۔) اور کوئی شغل ماہتابی وغیرہ کرتا ہے۔ ہم ان سب باتوں سے علیحدہ ہیں۔ اسلام سے باہر کوئی شغل نہیں کرتے۔؟"

"(مخاطب سے فرمایا) "تم نے کتاب آئینہ جہانگیری میں اشغال انبیاء علیہم السلام دیکھے ہوں گے ہم یہ شغل کرتے ہیں (ہماری راہ مشکوٰۃ حضرت انبیاء سے استفادہ کی راہ ہے۔"

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت وطریقت نامکمل ہو تب ہم دوسروں سے لیں اور جبکہ اسلامی طریقت جامع ہے تمام پاک طریقوں کی تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ غیر اسلام کی طرف دیکھیں اور بارگاہ شہنشاہ اعظم حضرت نبی اکرم کے سوا غیروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔)

مکرر فرمایا "بے شمار قسم کی فقیری پاک اور ناپاک ہے۔ ہندوستان کی موجودہ) فقیری بہت

مخلوط ہوگئی ہے اور پاک میں ناپاک کی آمیزش ہوگئی ہے ۔ یہ سب واہیات ہے (کوئی غیر اسلامی فقیری اب اللہ تعالےٰ تک پہنچانے والی رُوئے زمین پر باقی نہیں ہے) اب تم سمجھے کہ ناپاک فقیری بھی ہوتی ہے ۔

برزخ غلط ہوگیا فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ فلاں شاہ کے سلسلہ کا ایک افسر (گروہ) ہندو ہے لیکن اُن کا شجرہ بہت صحیح ہے ، البتہ برزخ غلط ہے ۔ ماجرا یہ پیش آیا کہ) یا تو خود انہوں نے یا اُن کے پیرانِ سلسلہ میں سے کسی نے بیعت تو اپنے پیر سے کی اور تعلیم کسی ہندو جوگی ہندو فقیر سے حاصل کی) چوں کہ جوگی صاحب استدراج اور قوی التصرف تھا ۔ اس لئے جوگی کا برزخ اُن کے پیر کے برزخ پر غالب آگیا اور بجائے برزخ شیخ کے اُس جوگی کا برزخ قائم ہوگیا تمثیلاً فرمایا) جیسے کوئل نے کوّے کا انڈا کھا کر اپنا رکھ دیا ۔

چھوت چھات فرمایا اُس جوگی کے ماتحت گروہ میں (چیلے) ہندو بھی ہیں اور مسلمان چیلوں میں بھی اُسی کا غیر اسلامی چلن ہے چنانچہ) ان شاہ صاحب کے سلسلہ کے لوگ برتن الگ الگ رکھتے ہیں ، جیسے کہ ہندوؤں میں چھوت ہے اور ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا نہیں کھاتے ، ایک برتن میں نہیں کھاتے ایسا ہی اُن کا چلن ہے) یہ اثرات اسی جوگی کے ہیں ۔

ولید پوری دُرویش بنارس کے رہنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں شاہ صاحب نے جو اعظم گڑھ کے ہیں) بھی کتاب میں طریقہ جوگیہ لکھا ہے کہ اسے صوفیہ کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں اور جوگی اُسے یہ کہتے ہیں اور یہ کہ ان کو طریقہ جوگیہ کی تعلیم پیروں سے پہنچی ہے ۔"

یہ سُن کر آپ رنجیدہ ہوئے اور دیر تک لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور استغفر اللہ پڑھتے رہے ارشاد فرمایا "جوگیوں کی شریعت ہمارے لیے ناپاک اُن کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک ہے ۔ جس کا ظاہر ناپاک ہوسکتا ہے وہ طریقت (راہِ وصول الی اللہ) کے ساتوں درجے طے نہیں کرسکتا ۔ وہ صرف عالمِ ناسوت کے چاروں درجوں (یعنی جمادی ، نباتی ، حیوانی ، انسانی) کو ہی طے کرسکتا اور آگے کے تین درجے ملکوت ، جبروت اور لاہوت وہی طے کرسکے گا جس کا ظاہر و باطن پاک ہے ۔

(پھر فرمایا) "ہمارے مذہب اسلام میں) کیا کمی ہے جو ہم غیر مذاہب کے سامنے ہاتھ پھیلائیں ؟ "

فقیری کی انتہائی شان اسلام میں ہے فقیری کی انتہائی شان اسلام میں نصیب ہے ۔ وہ کسی مذہب میں نہیں ، فقیری ہر مذہب میں ہے مگر

اسلام کے پاک سالکوں کے علاوہ کسی مذہب کا سالک عالمِ ناسوت سے آگے کے مراتب ہرگز طے نہیں کرسکتا ۔ جس طرح نبیوں میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں اسی طرح مذہب اسلام سب مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے ۔

غیر اسلام نامقبول ہے

" جب طالب اپنے شیخ کے سوا کسی جوگی کے آگے تعلیم کی غرض سے سر جھکائے گا تو گویا وہ اپنے شیخ سے محبت واعتقاد نہیں رکھتا (و محبت شیخ کو اپنے لئے کافی وشافی نہیں سمجھتا) ایسے لوگوں کے دل میں بارگاہِ نبوی (حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) کی محبت نہیں ہوسکتی ۔ ہرگز نہیں ہوسکتی ۔ ع (کہ شیخ اوّل و اعظم تو آپ ہی ہیں)

ع :- پیرِ اوّل مصطفےٰؐ و پیرِ ثانی مرشد است

(اللہ جلّ شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے)

ومن یبتغ غیر الاسلام دنیا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین — اگر کوئی چاہے کہ سوا حکم برداری اسلام کے دوسرا دین تو اس کو ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اور آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں میں سے ہوگا (دین حق تو، خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے ۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

خاص نسبت مصطفویؐ

فرمایا ہمارے حضرت پیرومرشد والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی شان میں شاعر نے جو شعر لکھا ہے ہمیں پسند ہے ؎

قطب عالم، غوثِ اعظم پیرِ کامل باخدا — مصطفےٰؐ سے خاص نسبت ہے ہمارے پیر کی

فرمایا جس شخص نے حضرت رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں اس نے کیا فقیری کی افسوس کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو پہچانا نہیں اور جوگیوں سے ہاتھ ملانے لگے (جوگیوں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے لگے ۔)

ہم کو پہلے معلوم نہ تھا کہ ہندوستان میں لوگ جوگیوں سے بھی ہاتھ ملاتے ہیں ۔ میاں! توحید تو ہر مذہب میں ہے (توحید) توحید سب ہی پکارتے ہیں) مگر اصل تو نبوت ہے، صرف موحد ہونے سے نجات نہیں جب تک حضرت محمد مصطفےٰؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہ لاتے! ان کو نہ پہچانا تو وہ کیا فقیری ہے؟

مشاہدہ علم نے ہوا

فرمایا ہمیں مشاہدہ میں معلوم ہوا تھا کہ یو۔پی کے فلاں شاہ صاحب کا افسر وگرو ایک ہندو ایوگی) ہے ۔ لیکن آج یہ بھی معلوم ہوا کہ ضلع اعظم گڑھ کے فلاں درویش نے بھی جوگیوں سے تعلیم حاصل کی ہے، میاں! وہ تو عالم تھے ۔ اور جب عالم ہی ایسا کرنے لگے تو اوروں کا کیا ذکر؟ "

خدا جسے چاہے صراطِ مستقیم (اسلام کی سیدھی راہ) پر چلائے۔ ظاہری علم و فضل سے کیا ہوتا ہے (جب تک فضلِ خداوندی شامل حال نہ ہو)

سپوت ہونے کا پندار مخاطب نے عرض کیا، یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ سپوت وہ ہے، کہ جو باہر سے بھی لے آئے اور ترقی کرے۔ فرمایا "ہاں! آدھ سیر دودھ آدھ سیر موت، دونوں کو ملا کر سیر بھر پورا کر لیا۔ استغفراللہ، توبہ، توبہ!

پھر آپ نے یہ شعر فرمایا: ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

جوگیوں کے اشغال (از مؤلف) ایک "کتاب جنت العرائس"، کے دیباچے میں لکھتے ہیں (یہ کتاب شاہ محمد مجتبیٰ صاحب قادری کاملی نے مطبع حکیم گورکھپور میں ۱۹۲۲ء میں چھپوائی)۔

ہمارے بزرگانِ طریقت سلسلہ علیہ کا ملیہ کے تعلیم و افکار و اشغال کے ساتھ کوئی طالب اس کا شائق ہوا تو اُسے اشغال یوگیہ کا تکملہ بھی کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت مولانا مولوی کامل نعمانی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس طریقے کی کتاب تصنیف فرمائی، مگر اَب تک اس کے شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ الحمدللہ کی یہ سعادت میرے حصے میں پڑی، خواب میں ہدایت ہوئی اور ظاہر میں حضرت مولائی و مرشدی صوفی محمد جان صاحب قبلہ رم سجادہ نشین چراغ ربانی دام فیوضہ سے اجازت پائی، کتاب لاجواب کو جنت العرائس موسوم کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں مولوی محمد کامل شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صوفی محمد جان کو بعد اتمام سیر و سلوک مقامات صوفیہ کرام کی خواہش ہوئی کہ ریاضت اور مجاہدات طریقہ جوگیہ اور نتائج اس کے دریافت کریں اور ایک مدت سے اس تمنا میں موسوی الیہ نے محنت و مشقت کر کے اسباب و سامان اس کے بہم پہنچائے اور خاکسار سے اپنی آرزو صاف صریح کر کے مکرر التجا کی کہ اس باب میں ہماری تعلیم کی جائے اور کوئی مختصر کتاب واسطے یادداشت اعمال اس طریقہ (جوگیہ) کے مرتب ہو، تاکہ ہر ایک قسم کے سالک سے مستفید ہوں، باجابت سوال مشارٌ الیہ کے ہم نے بقدر وسعت اوقات، فرصت ذات اپنی ہمت کو واسطے ترتیب ایک رسالہ کے پورا کرنے مرادات موسوی الیہ کے مصروف کیا اور ارادہ کر لیا کہ حسب اشتیاق موسوی الیہ کے چند اَوراق قلب مشتاق سے رقم ہوں، بعد اس کے تعلیم اس کی بھی جو ہم کو پیرانِ کبار سے پہنچی ہے، موسوی الیہ کو کر دی جائے"۔

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ان مولوی صاحب مذکور کا طریقہ "جوگیہ"، کی تعلیم اپنے

مشائخ سے پہنچی، جن مشائخ میں ظاہر ہے کہ کوئی جوگی صاحب بھی ہیں، جن سے کہ اشغال جوگیہ حاصل ہوئے

اَودھ کے ایک شاہ صاحب

فرمایا "جب ہمارا قیام بغرض تحصیل علم لکھنؤ میں تھا تو ہم نے لوگوں سے اُن اَودھ کے شاہ صاحب کی فقیری کا تذکرہ سُنا تھا، چوں کہ وُہ نماز کے پابند نہ تھے۔ ہمیں اُن کی فقیری میں شُبہ تھا۔ جب تک ہم نے ظاہر میں اُن کو نہ دیکھا تھا ہمارا خیال یہی رہا مگر لکھنؤ میں ایک بار اُن کو سیرِ راہ جاتے ہوئے دیکھا تو اُن کی صُورت کو باوقار اور چہرے کو منوّر پایا تو ہم نے خیال کیا کہ بہت بڑے بزرگ ہیں، اور دل میں پہلے خیال سے توبہ کی اور اُن کے نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی تاویل) تعبیر ہم نے اس طرح کی کہ نامعلوم کس مقام پر ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، اور نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن جب (اس کے ایک زمانہ دراز کے بعد) حق سبحانہ تعالیٰ نے عالمِ غیب سے ہمیں تین شخصوں (شاہ احمد اللہ، حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کا، اور ولادت معنوی کا علم دیا تو اس اصول سے ہم سمجھ گئے کہ (اسلامی فقیری کے اعتبار سے) یہ صاحب کچھ نہ تھے۔ اس کے بعد ان شاہ صاحب کے اندرونی حالات کا علم بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے دیا اور ان کے حال کو شاہ احمد اللہ کے حال کے مثل فرمایا تو اب ہمیں یقین ہوا کہ یہ شاہ صاحب کچھ نہ تھے۔ اُنھیں شیطان نے بہکا دیا تھا۔ اَور ان کے چہرے پر وُہ نورِ شیطان تھا۔

تاثیر توجہ شیطانی

"شیطان نے جس طرح شاہ احمد اللہ کو توجہ دے کر ان کی فقیری کو (عالمِ) حیوانات میں بند کر دیا اور شیطان کی توجہ کی تاثیر سے موکلین کی جمعیت ان کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی تھی اور شریعت کے احکام نماز روزہ اُن سے چھوٹ گئے تھے۔ اسی طرح شیطان نے ان کو بھی بہکا دیا تھا، اُن سے بھی شریعت کے احکام نماز روزہ چھوٹ گئے تھے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات (عالمِ ناسوت کے ان) مقامات میں پھنس کر رہ گئے تھے (جوگیوں، فقیروں کی مانند) یہ بھی ایک قسم کی درویشی ہے مگر بے کمال!" (اور اسلامی فقیری میں جو انتہائی کمال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم بقدم چلنے میں بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوتا ہے اس سے بالکل محروم)

عالمِ انسانات میں تو تکلیف شرعی یعنی نماز روزہ ہے۔ عالمِ حیوانات میں تکلیف شرعی نہیں ہے۔

بھڑوں کا چھتہ

فرمایا: "تم نے بھڑوں کا چھتہ تو دیکھا ہے؟ اگر کوئی بھڑوں کا چھتہ میں پتھر مارے تو پہلے ایک گونج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر سب بھڑیں اُٹھتی ہیں۔ اسی طرح جب ہم ان لوگوں کے حالات لکھیں گے تو ہندوستان میں ایک کھلبلی پڑ جائے گی، کیوں کہ ان لوگوں کا حال ظاہری علم و عقل سے کوئی نہیں جان سکتا اور نہ اب تک کسی کو معلوم تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے ہمیں علم دیا۔

بہت مخالف اور دشمن

جب ہم یہ باتیں لکھیں گے (اور شائع ہوں گی) تو اس وقت ہندوستان اور بنگال میں بہت سے وہ فقیر جو نماز، روزے کے پابند نہیں ہیں ہمارے مخالف اور بہت سے ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔

مفادِ عامہ کیلئے عام نصیحت

"کیونکہ ہم عام طور پر مسلمانوں کو نصیحت کریں گے" اور بتائیں گے، کہ مسلمانوں کا پیر کیسا ہونا چاہیے؟"

اسلامی شیخ

آپ نے بطور نصیحت تمام اہل اسلام کے لئے یہ ارشاد فرمایا:۔

"پیر برحق" حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہوتا ہے اور آپ کا نائب تارک الصلوٰۃ نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص تارک الصلوٰۃ (بے نماز) ہو وہ مسلمانوں کا پیر نہیں ہو سکتا اسی (نیابت رسول کی) وجہ سے مسلمانوں کا پیر، کوئی کام بھی خلاف شرع نہیں کر سکتا (کیوں کہ وہ نائب رسول ہے اور جز و کل میں سنت نبوی کی پیروی اور شریعت کی پابندی شرط نیابتِ رسول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلامی فقیری درکار ہے

فرمایا (اودھ کے شاہ صاحب) نماز کے پابند نہ تھے۔ غفلت اور سستی سے نماز و روزہ قضا ہو یا چھوٹ جائے (اور دل میں اس پر صدمہ اور ندامت و شرمساری ہو) تو یہ اور بات ہے) لیکن ترکِ صوم و صلوٰۃ کو مسلک بنا لینا یہ اور بات ہے" (یہ صاف گمراہی ہے)

تمام اسلامی فرقے اور نماز

اسلام کا ہر فرقہ نماز کے فرض ہونے کا قائل ہے۔ اور نماز کی فرضیت میں تمام اہل اسلام کو اتفاق ہے۔ پس جس کی فرضیت میں اسلام کے تمام فرقے متفق ہوں، جو درویش اس کو چھوڑ دے وہ شیخ الاسلام (مسلمانوں کا پیر) نہیں ہو سکتا"

ہم کو تو وہ فقیری چاہیئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پاس سے لائے ہیں"

حضرت سرورِ کائنات سے بڑھ کر نہ کوئی ہوا نہ ہوگا

بے نماز اور خلاف شرع درویشی کے معاملہ میں بعض لوگوں کا یہ خیال واصل الی اللہ اور ولی اللہ ہونے کے بعد پھر روزہ و نماز کی ضرورت نہیں بالکل غلط ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خدا رسیدہ برگزیدہ اور مقبول ومحبوب خدا کوئی نہیں ہوا اور جب آپ سے نماز و روزہ ساقط نہیں ہوا تو پھر کسی اور شخص پر سے نماز و روزہ کیسے ساقط ہو سکتا ہے۔

حضرت سرورِ کائنات صلعم کی عبادت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک دفعہ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ جب خداوند تبارک وتعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر   تاکہ خدا مختار۔ ے اگلے پچھلے گناہ معاف کرے۔

تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اتنی تکلیف اور مشقت آپ کیوں فرماتے ہیں کہ طویل قیامِ نماز کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

افلا اکون عبداً شکورا   کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

آپ کا ایک مہتم بالشان خواب

اکثر دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین رح جب ناپاک، بے نماز درویشوں کا تذکرہ فرماتے تو اس کے بعد اپنا یہ خواب بھی حاضرین سے ارشاد فرماتے۔

فرمایا "ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے (اتنا بڑا گویا کہ دنیائے ثانی ہے)، ہم اس میدان کے کنارے پر تن تنہا کھڑے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ اس میدان میں بہت سے قلعے ہیں۔ جن قلعوں میں آدمی بھی ہیں مگر ہم ان آدمیوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کو یہی پسند اور یہی منظور ہے کہ ہم ان قلعوں کو توڑ دیں اور مسمار کر دیں۔ ہم خواب میں ڈرے اور خواب ہی میں دعا پڑھنے لگے۔

وثبت اقدامنا۔ وانصرنا   اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے قدم جمائے رکھ

علی القوم الکافرین۔   اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

ہمیں نظر آتا ہے کہ ظاہر و باطن میں انس وجن سے ہمارے بے شمار دشمن ہیں۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے قلعہ بندیاں کر لی ہیں۔ مگر خدا ہمارا محافظ حقیقی ہے۔

" پہلے زمانے میں جب دیندار۔ بے دینوں کے مقابلے پر صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور اُنھیں دشمنوں کی کثرت نفوس و سامان جنگ دیکھ کر) خوف معلوم ہوتا، تو وہ یہ دُعا پڑھتے:۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین (آمین)

اے ہمارے پروردگار) ہمارے قصور معاف فرما اور ہمارے کاموں میں ہم سے زیادتیاں ہوگئی ہیں، ان سے درگزر فرما اور (دشمنوں کے مقابلہ میں) ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

فرمایا " جب ہم امرِ حق کہیں گے، اور لکھیں گے تو ہندوستان اور بنگال کے لوگ اپنی نافہمی کے باعث ہمارے دُشمن ہوجائیں گے۔ تم لوگ اپنے کام میں مشغول رہنا! (اور ہم غلاموں کے حق میں آپ نے استقامت کی دُعا فرمائی"۔

اسی سلسلہ میں مخاطب سے فرمایا

بے نمازی ولی نہیں ہوسکتا

" تم ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہم پیش تر ہر درویش کی عزت کیا کرتے تھے اور مریدوں سے کہہ دیا تھا کہ کہ درویشوں کی تعظیم کیا کریں، مگر جب سے حق سبحانہ تعالیٰ نے ان (خلافِ شریعت وطریقت) لوگوں کا ہمیں علم دیا، تو (اس وقت سے) ہم ایسے درویشوں کو، جو پابند شریعت نہیں ہیں، کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم نے (بنارس کے) حافظ مقبول احمد صاحب سے کہہ دیا ہے کہ (بے نماز) فقیروں سے نہ ملنا، وہ لوگ تارک الصلوٰۃ (بے نماز) جس کا ظاہر ناپاک اس کا باطن پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ ان کی فقیری ناپاک تھی (یاد رکھو)

نماز ادا کئے بغیر کوئی ولی نہیں ہوسکتا

تذکرہ غوثیہ والے درویش

ایک بار میرٹھ کے مظاہر الاسلام مرحوم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے کسی شخص کا سلام عرض کیا، آپ نے دریافت فرمایا کہ " یہ کون شخص ہیں؟" اُنھوں نے عرض کیا کہ یہ فلاں درویش کے مرید ہیں اور ان کے مقتدیٰ غوث علی شاہ صاحب ہیں جن کے حالات و تعلیمات کی کتاب " تذکرہ غوثیہ " ہے۔

جس کتاب میں لکھا ہے کہ: " غوث علی شاہ صاحب نے اُنیس بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔

یہ سن کر آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور استغفراللہ دیر تک پڑھتے رہے اور فرمایا " جوگیوں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک، اُن کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک (ہیں) جس کا ظاہر ناپاک اس

کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے "

کیا اندھیر ہے؟

اور فرمایا: " ہندوستان میں کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہوکر اور مولوی ہو کر ہندو فقیروں اور جوگیوں سے فقیری سیکھنے گئے، کیا ان لوگوں کے لئے وُہ شریعت و طریقت کافی نہ تھی جو تمام شریعتوں کی جامع اور تمام طریقتوں سے افضل ہے اور کامل ترین جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے پاس سے لائے کیا ان لوگوں نے طریقت کا منبع اور مخرج حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا جوگیوں کو سمجھا ہے — نعوذ باللہ (پناہ بخدا)

" یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے یہ غلط روی کیوں اختیار کی "

اگر اس مسئلہ کو صاف کرنے اور اس کی خرابی کی اصلاح کرنے کی غرض سے قلم کھلا میدان تحریر میں لایا جائے تو مخالفین و منکرین کی کج فہمیوں سے احتمال ہے کہ ان کا نفسِ طریقت، اور حقیقت دُرویشی پر اعتراض (و انکار) کرنے کا کافی موقع مِل جائیگا، اس لئے ہم تم لوگوں کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ خُدا اپنی رحمت سے تم لوگوں کو ان خطرات سے محفوظ رکھے اور ہدایت کرتے ہیں کہ جن دُرویشوں میں فرائض و واجبات کی پابندی اور حرام و حلال کا لحاظ نہ ہو اُن سے ہرگز ربط و ضبط، میل جول نہ رکھنا (اور ہماری اس وصیت سے) اپنے تمام پیر بھائیوں کو آگاہ کر دینا

ازمؤلف

کتاب تذکرہ غوثیہ مطبوعہ جے اینڈ سنز پریس دہلی (۱۳۲۷ھ) سے کچھ حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن سے خود پڑھنے والے اندازہ کر سکیں گے اور خود فرق و امتیاز ہدایت و گم راہی کر سکیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) " غوث علی شاہ صاحب نے اُنیس بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے " (صفحہ ۲۲)

(۲) ایک ہندو سنیاسی فقیر سے توجہ لی اور ان کی توجہ سے ہمارا دل (غوث علی شاہ صاحب کا) گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا۔ (اور اسی سنیاسی فقیر کی بہت تعریف کی صفحہ ۸۴)

(۳) مریدوں کو غوث علی شاہ صاحب ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ مرد کامل۔ مسلمان یا ہندو جو سالک ملے اُس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہِ توجہ یا القا یا اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچائے اور تعلیم و تلقین کرے نہ چھوڑو (قبول کرلو صفحہ ۱۸۵)

(۴) اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور تمسخر و استہزاء اور حضرات انبیاء علیہم السلام

اور اولیائے کرام کی جناب میں بے ادبی توہین اور تنقیص لکھی ہے (صفحہ ۱۱۶)

(۵) حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی جناب میں بے ادبی، متعدد مقام پر لکھی ہے۔ (صفحہ ۲۰-۲۱)

(۶) "سجدۂ بُت عین سجدۂ خدا ہے (صفحہ ۱۳۱)

(۷) "شیطان کی حمایت" (صفحہ ۲۲۹)

(۸) "ابلیس لعین کی تعریف" (صفحہ ۲۳۲)

(۹) "حضرت آدم علیہ السّلام نے جھوٹ اور ابلیس نے سچ کہا" (عیاذ باللہ صفحہ ۲۴۴)

(۱۰) "عقیدہ قرآنی کی مخالفت جس سے نصِ قطعی کا انکار لازم آتا ہے" (صفحہ ۱۶۲)

(۱۱) "شیطان کو سب حضرات مقبولین سے بڑھا دیا" (صفحہ ۲۴۵)

(۱۲) "نماز پڑھنا خیالی بُت کو پوجنا ہے اور بُت پرستی حقیقی بُت کو پوجنا" (صفحہ ۱۴۴)

(۱۳) فقیری (درویشی) وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل ہو کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا" (صفحہ ۲۹۸)

اس قسم کے کفر نظریاتی تذکرہ غوثیہ میں بھرمار ہے۔ جس کو پڑھ کر بہت لوگ گمراہ ہو گئے —— اور یہ شریعت وطریقت کی ناواقفیت ہے۔

ہمارے حضرت مرشد ومولیٰ حضرت فخر العارفین رہ قبلہ نے بغرض ہدایت بندگان خدا ان لوگوں کے حالات ارشاد فرمائے۔ تاکہ لوگ حق و باطل میں امتیاز کریں اور ان ہدایات اسلامی پر چل کر، صراطِ مستقیم اور آخرت کی بھلائی حاصل کرسکیں۔

اصلیت یہ ہے

اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذاہب کے فقیروں اور جوگیوں سے جو مرید ہوئے اور تعلیم و توجہ لی۔ تو ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں آگیا جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ تمسخر، استہزا، بے ادبی اور گستاخی کرنے میں بے باک ہوگئے۔ اور ابلیس لعین کے مداح ہوئے۔

ایسا کیوں ہوا؟

ان بے شرع درویشوں کی اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذہب کے جوگیوں اور فقیروں سے مرید ہوئے اور توجہ لی اور تعلیم حاصل کی، تو پھر ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں کیوں نہ آتا؟ یہی اثر آیا ہے — جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ بے ادبی گستاخی، تمسخر واستہزا، اور ابلیس لعین کی مدح وستائش کی جرأت و بے باکی پیدا ہوئی۔ عیاذاً باللہ۔

خُدا کا ڈر جسے نہ ہو اس سے ڈرو اور بچو

برادران اسلام!

الحمدللہ! ہم حضرت سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتِ مرحومہ ہیں، آپ ہمارے مُرشدِ اعظم اور ہادی اکبر اور پیرِ اوّل شیخ برحق ہیں اور کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلعم اور حضرات آلؑ و اصحابؓ عظام اور اسلافِ کرام اور مسلمہ اکابرانِ اسلام کی پاک تعلیمات اور مُقدّس ہدایات وارشادات ہی ہمارے ایمان ومعتقدات کا سرمایہ اور وسیلۂ نجات ہیں اور دُشمنِ قدیم اور شیطان رجیم کی عداوت و دشمنی اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی ہر ایک مومن ومسلم کے واسطے پناہ گاہ یہی ہے اور ہم سب کے لیے حفاظت وسلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ ہم ارشاداتِ ربّانی اور حقیقی تعلیمات اِسلامی سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں، اور وُہ تصوّف وطریقت جس کا ماخذ سرچشمہ کتاب الٰہی اور سُنت رسالت پناہی نہ ہو، جس کا ظاہر وباطن معتقدات واعمال سلف صالحین اور مسلمہ بزرگان دین متقدمین کے اعمال ومعتقدات وارشادات سے نہ ہو اسے قطعاً غیر اسلام سمجھیں۔ فقد ضل ضلالاً بعیدا اور بے شرع درویشوں کی صحبت سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچائیں۔ خواہ بے شرع درویش کیسے ہی تصرفات وکرامات دکھائے، ہوا پر اُڑے، یا پانی پر تیرے، وہ طریق واصول الی اللہ، اور راہ عرفان حق میں ہمارا رہبر نہیں ہوسکتا۔

جسے اللہ اور اللہ کے رسول کا ڈر نہ ہو بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت پناہی میں بے ادب وگستاخ ہو اس سے ہمیشہ ڈرنا اور الگ رہنا چاہیئے۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نہ خواھد رسید

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین۔

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے۔ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی طلب وتلاش میں ہو تو خُدا کے ہاں اس کا وہ دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کار ہوگا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج ہم تمھارے دین کو تمھارے لئے کامل کرچکے اور ہم نے تم پر اپنی نعمت کو پُورا کردیا۔ اور ہم نے تمھارے (اسی) دین اسلام کو پسند کیا۔ (پ ۶ ع ۴)

وما علینا الا البلاغ

حصّہ دوم تمام شد

حیاتِ مبارک حضرت مؤلف سیرتِ فخر العارفین

از ناشر

خضرِ راہِ عرفاں، مشعلِ انوارِ یزداں، خلیل اللہ شاہ، محبوب فخر العارفین، طبیب روحانی و جسمانی حق آگاہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ قدس سرہٗ۔

آپ اپنے زمانے کے جامع شریعت وطریقت، کامل واکمل بزرگ تھے آپ کے مورثِ اعلیٰ سادات کبار اور شرفائے کشمیر سے تھے۔ بسلسلہ تجارت بنارس آئے اور وہیں مقیم ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید سلام شاہ ہے۔ بنارس کی سربرآوردہ شخصیت تھے۔ سلسلہ معاش تجارت و کاروبار تھا۔ آپؒ کے والد ماجد بہت عابد وزاہد اور متوکل بزرگ تھے۔

آپؒ کی وِلادت

آپ کی وِلادت باسعادت ۱۲ مئی ۱۸۸۱ء مطابق ۱۲۹۸ھ میں بنارس میں ہوئی ابھی آپ کی عمر صرف ۶ ماہ کی تھی کہ آپ کے وَالدِ ماجد کا وصال ہوگیا۔ جناب احسن شاہ صاحب اور عم محترم جناب میر حبیب اللہ صاحب کی زیرِ سرپرستی ابتدائی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ نے اپنے ذوق وشوق سے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کی۔ آپ فطرتاً بہت ذکی، فہیم اور قوی الحفظ تھے۔ خداداد صلاحیت وقابلیت پہلے سے ہی موجود تھی۔

اِرادت کی ابتدا

حضرت فخر العارفینؒ قدس سرہٗ جب بنارس میں تشریف لائے اور آپ کے اوصاف و محامد، کرامات اور فتوحات کا مشاہدہ کیا تو آپ کے قلب میں محبت اور اعتقاد پیدا ہوا اور رُوح میں کشش پیدا ہوئی۔

بیعت

۱۸۹۷ء میں سولہ سال کی عمر میں بنارس میں حضرت فخر العارفین سید شاہ محمد عبد الحیٔ قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ۱۸۹۹ء میں ۱۸ سال کی عمر میں دربار شریف (چاٹگام) اپنے پیر ومُرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ کم وبیش پانچ ماہ دربار شریف میں حاضر رہے اور اسی پہلی حاضری میں خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے گئے۔

نصیحت حضرت فخر العارفینؒ

اسی پہلی حاضری میں نصیحت فرمائی گئی ابھی تمہاری عمر کم ہے ــــ علم دین حاصل کرو اور یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اپنے پیر ومُرشد سیدنا فخر العارفین

قدس سرہٗ کی نصیحت اور ارشاد کے مطابق آپ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رامپوری کی خدمت میں مدرسہ حنفیہ، صوفیہ جون پور میں تشریف لے گئے اور دینی تعلیم میں مصروف و مشغول ہوئے، تعلیم کے سلسلہ میں تین سال تک جونپور میں قیام فرمایا۔ سلسلۂ تعلیم جاری تھا کہ آپ کے اُستادِ محترم حضرت مولانا ہدایت اللہ کا وصال ہوگیا۔ ان کے وصال کے بعد بقیہ درسی کتب حضرت مولانا یحییٰ صاحب کان پوری سے ختم کیں اور دورۂ حدیث شریف بھی حضرت مولانا یحییٰ صاحب کانپوری ہی سے پُورا کیا۔

دنیاوی تعلق کیلئے رہنمائی

دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ حضرت پیرومرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا آپ نے ہمارے کہنے سے علم دین تو حاصل کر ہی لیا لیکن دین کا علم ہدایتِ مخلوق کے لئے ہے نہ کہ معاش کے لئے۔ اب آپ معاش کی خاطر فن طب دہلی یا لکھنؤ جاکر پڑھیں، آپ حسب فرمان حضرت فخر العارفین رحطبی تعلیم کے حُصول کے لئے دہلی تشریف لائے اور اپنے اُستادِ محترم مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب کی رہنمائی میں علم طب حاصل کیا اور انہی کے مطب میں عملی فن سیکھا۔

فنِ طب کی تکمیل کے بعد جب آپ حضرت اقدس (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارشادِ گرامی ہوا کہ اپنے وطن میں مطب کریں۔ حسب الحکم مطب شروع کیا۔ اس کے بعد جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا دواخانہ بیچ ڈالو اور جس کا روپیہ دواخانہ میں لگاہے اس کو واپس کردو ارشاد ہوا کہ مکان جاتے ہوئے دہلی جانا۔ مکان پہنچ کر انھوں نے یہ دواخانہ جو پانسو رُوپے سے کھولا تھا پچاس رُوپے میں فروخت کر دیا۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے۔ یہاں مسیح الملک نے ایک رئیس کے علاج کے لئے آپ کو بھیجدیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے والیان ریاست کے علاج کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ اس طرح کافی روپیہ آپ کو ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دواخانے کی وجہ سے جو پانچ سو روپے آپ پر قرض ہوگئے تھے وہ ادا ہوگئے۔ اس کے بعد بلا اجازت حضور اقدس دہلی چلے آئے اور یہ خیال کیا پہلے کی طرح اس دفعہ بھی کافی روپیہ مل جائے گا۔ دہلی کے اس طویل قیام میں آپ کو کوئی مالی منفعت نہیں پہنچی۔ آخر دربارِ عالی سے گرامی نامہ ان کے نام صادر ہوا کہ مسیح الملک پر ٹیک نہ لگاؤ۔ دہلی سے باہر فلاں فلاں مقام میں سے کسی جگہ جاکر اپنا مطب جاری کریں۔ اس مکتوب شریف نے ان کو متنبہ کیا کہ اس دفعہ آنا ان کا غلط تھا۔ پہلے سفر میں غیر معمولی کامیابی ہونا حضرت قبلہ رح کی دُعا کی برکت سے تھا۔

اس کے بعد آپ نے کان پور میں اپنا مطب جاری کیا۔ خُدا نے کامیاب کردیا اور وقار و منزلت اور جائداد وغیرہ سب رحمتِ خداوندی سے حاصل ہوا اور بفضلہ بہت نامور اور بڑے باوقار طبیب بن گئے۔

پیر و مرشد سے محبت ایک روز سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہ نے حاضرین دربار شریف سے ارشاد فرمایا کہ اب تو خدا کے فضل سے ہر طرح کی فراغت ہے ۔ اوائل میں یہاں نہایت عسرت رہی اور ایسا زمانہ گزرا ہے کہ کیلے کی جڑیں اور سن کے پھول اُبال اُبال کر کھائے جاتے تھے ۔ سکندر شاہ اور نبی رضا خاں اسی زمانے کے لوگ ہیں ان بیچاروں نے اس زمانے میں نہایت عسرت کے ساتھ گزارہ کیا ہے ۔

آپؒ کے متعلق سیدنا حضرت فخر العارفینؒ کے ارشادات

آپؒ کی خلافت ارشاد فرمایا کہ سکندر شاہ اپنے عشق اور اعتقاد کے زور سے سرکاری صندوق اُڑا لے گئے ہم نے بہت چاہا کہ ان کو خلافت نہ دیں مگر ہم کیا کریں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ کیا وہ ہمارے رشتے دار تھے ۔ یا منشی عبدالقدیر دہلوی اور نبی رضا خاں رام پوری ہمارے رشتے دار تھے ہمارا کچھ اختیار نہیں ۔

عشق کی راہ ارشاد فرمایا کہ نبی رضا خاں صاحب ریاضت کے راستے سے اور سکندر شاہ عشق کی راہ آئے ہیں

ارشاد فرمایا سکندر میں جو بات ہے وہ کسی خلیفہ میں نہیں وہ میری گدّی پر بیٹھا ہے ۔

ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر مجھ سے پوچھا کہ میرے لئے کیا نذر لائے ہو تو میں سکندر کو پیش کر دوں گا ۔

سکندر کو اگر چاک کر کے دیکھا جائے تو اس کے ہر رگ و ریشے میں مجھے دیکھو گے ۔

خلیل اللہ شاہ سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہ نے آپ کو خلیل اللہ شاہ کے لقب سے بھی نوازا ہے اور شیخ الاسلام کے خطاب سے بھی یاد فرمایا ہے

صاحبِ مقام حضرت سیدنا نے ارشاد فرمایا، صاحب حال بہت ہیں، صاحب مقام کم ہیں۔ سکندر شاہ صاحبِ مقام ہیں اور ان میں عاجزی وانکساری ازحد ہے ۔

آپؒ کی منزلت ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اہل و عیال سے کہہ دیا ہے کہ خوشی وغم ہر حالت میں سکندر کو یاد کیا کریں ۔ میرے صاحبزادے خوشی اور غمی میں میرے متعلق کچھ دریافت چاہیں تو سکندر سے دریافت کر لیا کریں، ان میں کچھ سمجھنے کی صلاحیت ہے ۔

ارشاد فرمایا کہ نبی رضا خاں ریاضت کے راستے سے، سکندر شاہ عشق کی راہ سے اور منشی عبدالقدیر عجز و انکساری کے راستے آئے ۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے سکندر شاہ اور منشی عبدالقدیر کو پوری تعلیم دی ہے ۔

ہندوستانیوں سے خطاب ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ سکندر کی تعظیم کرنا ان میں

کبریٰ موت الکبریٰ کا مضمون آیا ہے۔ ہدایہ والے کہتے ہیں کبریٰ موت الکبریٰ یعنی مجھ سے قبل کے بڑے قضا کے انتقال نے مجھے بڑا فقیہہ بنا دیا ہے۔ شاہ بدیع العالم کے خراب ہونے اور نبی رضا خاں صاحب کے انتقال نے اس وقت سکندر کو بڑا بنا دیا ہے۔ وہ میرے خلیفہ اعظم ہیں۔

کان پور میں تشریف آوری دہلی کے قیام کے بعد آپ نے پہلے بنارس میں سلسلہ مطب شروع کیا، اس کے بعد حضرت پیرو مرشد کے فرمان کے بموجب کان پور تشریف لے آئے اور اسی شہر کو اپنا وطن بنالیا۔ یہیں از سر نو مطب کا سلسلہ قائم کیا۔ قلیل عرصہ میں آپ کی بے انتہا شہرت ہوگئی۔ بے شمار مایوسین اور لاعلاج مریض آپ کی مسیحائی سے فیض یاب اور تندرست ہوئے۔ اس سرچشمۂ فیض سے نہ صرف غریب و امیر بلکہ بڑے بڑے والیان ریاست نے بھی استفادہ کیا۔

آپ نے بندگانِ خدا کی فلاح اور رشد و ہدایت کے لئے سیرت فخر العارفین تالیف فرمائی۔ حضرت غوث الاعظم کی تصنیف فتوح الغیب شریف اور حضرت شیخ العارفین کی تصنیف خلاصہ شرح الصدور (تنقید تقویت الایمان) کا اُردو ترجمہ کیا۔

انگریزی زبان میں رازِ فنا کا تشریحی ترجمہ لائٹ آف دی ورلڈ کے نام سے شائع فرمایا، تاکہ نہ صرف امریکہ و اہل یورپ بلکہ پوری دنیا کے متلاشیان حق بھی مندرجہ ہدایات سے رہنمائی حاصل کرکے اپنے گوہرِ مقصود کو حاصل کریں، راہ حق کی منزل تک پہنچنے کے لئے بھٹکتے نہ پھریں۔

آپ ہمہ تن محبت تھے۔ آپ کے فیضان صحبت سے دلوں میں درد پیدا ہوتا اور سینوں میں محبت کی آگ بھڑک اٹھتی بے شمار طالبانِ مولا آپ کی زیارت و محبت سے نشانِ مقصد پر پہنچے آخر کامیاب ہو گئے۔

یکم شوال ۱۳۷۸ھ جمعہ کے دن (بروز عید الفطر) مطابق دس اپریل ۱۹۵۹ء فجر کے وقت ۷۷ سال کی عمر میں چند روزہ مختصر سی علالت کے بعد آپ نے وصال فرمایا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

مزارِ مبارک آپ کا مزار مبارک تکیہ بساطیان شہر کان پور میں زیارت گاہ خلائق اور مرجع خاص و عام ہے رات دن بے شمار لوگ زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنی مُرادوں کی جھولیوں کو فیوض و برکات سے بھرتے ہیں۔